

www.KitaboSunnat.com

”مَحْرَمَاتُ إِسْتَهَارَ بِهَا النَّاسُ“ کا اردو ترجمہ

# محرمات

(حرام اشیاء و امور)

تالیف  
فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ  
ام محمد شکیلہ قریشی رحمۃ اللہ علیہا

مراجعه و تنقیح، تہذیب و تقدیم  
فضیلۃ الشیخ ابوسلمان محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ



توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی رومہ

معدنہ البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 library@mohaddis.com

# محرمات

(حرام اشیاء و امور)

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد رحمۃ اللہ علیہ (النخبر)

ترجمہ

ام محمد شکیلہ قمر رحمۃ اللہ علیہا

مراجعة و تنقیح ، تہذیب و تقدیم

ابوعدنان محمد منیر قمر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمان سپریم کورٹ، النخبر (سعودی عرب)

ناشر

توحید پبلیکیشنز ، بنگلور (انڈیا)

صحیح و بی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“



## محرمات

❖ نایب کتاب

(حرام اشیاء و امور)

فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد (الخبیر) رحمۃ اللہ علیہ

❖ نایب

ام محمد شکیلہ قمر رحمۃ اللہ علیہ۔ الدمام

❖ ترجمہ

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر رحمۃ اللہ علیہ

❖ مراد جمع و تنفیص، تہذیب و تقدیم

سلمان قمر و آنسہ سناء قمر

❖ کمپوزنگ

۱۴۳۰ھ ، ۲۰۰۹ء

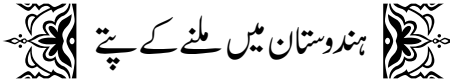
❖ طبع (۱۷)

۳۰۰۰

❖ تعداد

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

❖ فائبر



1-S.R.K.Garden,Phone# 26650618

BANGALORE-560 041

2-Charminar Book Center

Charminar Road,Shivaji Nagar,

BANGALORE-560 051

1- توحید پبلیکیشنز

ایس آر کے گارڈن

فون: ۲۶۶۵۰۶۱۸، بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۴۱

2- چارمینار بک سنٹر

چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۵۱

Emailto:tawheed\_pbs@hotmail.com

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

## آئینہ مضامین

صفحہ نمبر	موضوع	نمبر شمار
3	فہرست -	۱
8	تصدیر -	۲
11	تقدیم -	۳
12	مقدمہ -	۴
15	ایک قاعدہ -	۵
16	قطع حرام اشیاء -	۶
21	تحریم کی حکمت -	۷
22	مومن و منافق میں فرق -	۸
22	نا قابل تردید حقیقت -	۹
24	محرمات (حرام اشیاء و امور) -	۱۰
24	① اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا -	۱۱
25	شرک کی چند مروجہ شکلیں -	۱۲
25	① قبروں کی پوجا و عبادت کرنا -	۱۳
27	② غیر اللہ کی نذر و نیاز -	۱۴
27	③ غیر اللہ کیلئے ذبح کرنا -	۱۵
	④ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے حلال کر لینا اور حلال کردہ چیز کو حرام ٹھہرا لینا -	۱۶
28		
30	⑤ جادو و کہانت اور فال نکالنا -	۱۷
33	⑥ لوگوں کی زندگی اور حوادثِ زمانہ میں ستاروں کی تاثیر کا عقیدہ رکھنا -	۱۸
34	⑦ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے مفید نہیں بنایا اُنکے فائدہ کا اعتقاد رکھنا -	۱۹

صفحہ نمبر	موضوع	نمبر شمار
35	⑧ عبادتوں میں ریا کاری و دکھلاوا۔	۲۰
36	⑨ بدشگونی لینا۔	۲۱
39	⑩ غیر اللہ کی قسم کھانا۔	۲۲
40	چند دیگر شرکیہ امور اور حرام کلمات۔	۲۳
	⑫ منافق و فاسق کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا [ان سے دل لگانے یا انکاد دل بہلانے کیلئے، اُن سے اُنس حاصل کرنے یا انہیں اُنس دلانے کیلئے]۔	۲۴
42		
43	⑬ نماز میں اطمینان ترک کرنا۔	۲۵
45	⑭ نماز کے دوران فضول کام یا فضول حرکت کرنا۔	۲۶
46	⑮ نماز میں جان بوجھ کر امام سے سبقت کرنا۔	۲۷
47	ایک سنہری قاعدہ۔	۲۸
49	⑯ پیاز، لہسن یا کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا۔	۲۹
51	⑰ زنا کاری۔	۳۰
53	⑱ لواطت یا اغلام بازی۔	۳۱
55	⑲ بغیر شرعی عذر کے بیوی کا ہم بستری سے انکار کرنا۔	۳۲
56	⑳ بغیر شرعی عذر کے عورت کا اپنے شوہر سے طلاق مانگنا۔	۳۳
57	㉑ ٹھہرا [اپنی بیوی کو ماں بہن کہنا]۔	۳۴
59	㉒ حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا۔	۳۵
60	㉓ عورت کی ذمہ داری کا استعمال کرنا۔	۳۶
62	㉔ بیویوں میں عدل و انصاف نہ کرنا۔	۳۷
63	㉕ کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں [اکیلے] بیٹھنا۔	۳۸
65	㉖ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ مصافحہ کرنا۔	۳۹
66	㉗ عورت کا گھر سے نکلنے وقت خوشبو لگانا اور مردوں کے پاس سے گزرنے۔	۴۰

|| محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

صفحہ نمبر	موضوع	نمبر شمار
68	۱۸) بغیر محرم کے عورتوں کا سفر کرنا۔	۴۱
69	۱۹) کسی غیر محرم عورت کی طرف جان بوجھ کر دیکھنا۔	۴۲
70	۲۰) دیوٹی و بے غیرتی [اپنی عورت کے پاس غیر مردوں کا آنا گوارا کرنا]۔	۴۳
71	۲۱) بیٹے کا اپنے باپ کے نسب کو جھٹلانا اور باپ کا اپنے بیٹے کو جھٹلانا۔	۴۴
73	۲۲) سو دکھانا۔	۴۵
76	۲۳) سامانِ فروخت کے عیب کو چھپا کر اُسے بیچنا۔	۴۶
78	۲۴) صرف بھاؤ بڑھانے کیلئے بولی دینا۔	۴۷
79	۲۵) جمعہ کی دوسری آذان کے بعد خرید و فروخت کرنا۔	۴۸
80	۲۶) جوا کھیلانا۔	۴۹
80	① لاٹری۔	۵۰
81	② انشورنس۔	۵۱
82	اول۔	۵۲
82	دوم۔	۵۳
82	سوم۔	۵۴
82	۲۷) چوری کرنا	۵۵
85	۲۸) رشوت دینا اور لینا۔	۵۶
87	۲۹) کسی کی زمین زبردستی چھیننا [نا جائز قبضہ]۔	۵۷
88	۳۰) سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا۔	۵۸
90	۳۱) مزدور سے مکمل کام لینا لیکن اُسکی مزدوری پوری ادا نہ کرنا۔	۵۹
92	۳۲) اولاد کو عطیہ دینے میں نافرمانی کرنا۔	۶۰
95	۳۳) بلا ضرورت لوگوں سے مانگنا [گداگری کرنا]۔	۶۱
96	۳۴) وہ قرض لینا جسے ادا کرنے کی نیت نہ ہو۔	۶۲

صفحہ نمبر	موضوع	نمبر شمار
98	حرام کھانا۔ (۳۵)	۶۳
99	شراب نوشی [چاہے ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو]۔ (۳۶)	۶۴
103	کھانے پینے کیلئے سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا۔ (۳۷)	۶۵
104	جھوٹی گواہی دینا۔ (۳۸)	۶۶
105	گانے بجانے کے آلات اور میوزک سنتنا۔ (۳۹)	۶۷
108	کسی کی غیر موجودگی میں اُسکی برائی [غیبت] کرنا۔ (۴۰)	۶۸
110	کسی کی موجودگی میں اُسکی برائی [چغلی] کرنا۔ (۴۱)	۶۹
111	بلا اجازت لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔ (۴۲)	۷۰
113	کسی مجلس میں بیٹھ کر دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی کرنا۔ (۴۳)	۷۱
114	کپڑاٹخنوں سے نیچے تک لٹکانا۔ (۴۴)	۷۲
116	مردوں کا کسی بھی صورت میں سونا پہننا۔ (۴۵)	۷۳
117	عورتوں کا چھوٹے، باریک اور تنگ کپڑے پہننا۔ (۴۶)	۷۴
118	مردوں یا عورتوں کا کسی انسان وغیرہ کے مصنوعی بال جوڑنا [وگ لگانا]۔ (۴۷)	۷۵
	مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے لباس یا گفتگو یا طاہری	۷۶
119	حالت میں مشابہت کرنا۔ (۴۸)	
121	بالوں کو کالا رنگ [سیاہ خضاب] لگانا۔ (۴۹)	۷۷
122	کپڑوں، دیواروں یا کاغذوں وغیرہ پر زندہ چیزوں کی تصویر بنانا۔ (۵۰)	۷۸
125	بیانِ خواب میں جھوٹ بولنا۔ (۵۱)	۷۹
126	قبر پر بیٹھنا اور اُسے روندنا اور قبرستان میں قضاء حاجت کرنا۔ (۵۲)	۸۰
128	پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا۔ (۵۳)	۸۱
129	چمکے سے دوسروں کی باتیں سنتنا یا ٹوہ لگانا۔ (۵۴)	۸۲
130	پڑوسیوں کو تکلیف دینا۔ (۵۵)	۸۳



|| محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

صفحہ نمبر	موضوع	نمبر شمار
133	۵۶) وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا۔	۸۴
	۵۷) نزد شیر [چوسر] کھیلانا] جو کہ ساہور بن از د شیر بن بابک شاہ ایران نے	۸۵
134	ایجاد کیا تھا]۔	
135	۵۸) کسی مومن پر لعنت بھیجنا یا جو لعنت کا مستحق نہ ہو اس پر لعنت کرنا۔	۸۶
135	۵۹) نوحہ خوانی [بین کرنا]۔	۸۷
137	۶۰) چہرے پر مارنا اور منہ پر داغ جیسے نشان بنانا۔	۸۸
137	۶۱) بغیر شرعی عذر کے مسلمان کا تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا۔	۸۹



## تصدیر

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ  
شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ،  
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.  
أَمَّا بَعْدُ:

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ضعفِ ایمان، بعد از اسلام، تقلیدِ مغرب، بے خدا تہذیبِ فرنگ اور شر بے مہار  
میڈیا کی پلغار کے نتیجے میں مسلم معاشرے میں بھی ایسے بکثرت امور و افعال اور اشیاء و اعمال نہ  
صرف رائج بلکہ جڑیں پکڑ چکے ہیں جو نہ صرف ناجائز و ممنوع یا مکروہ کہے جانے کے لائق ہیں  
بلکہ وہ صریحاً حرام ہیں اور لوگوں کی انکے بارے میں لاپرواہی کا یہ عالم ہے کہ انتہائی لاپرواہی  
سے بے محابان کا ارتکاب کیا جاتا ہے جیسے کہ وہ معمولی صغیرہ یا ہلکے پھلکے گناہ بھی نہیں بلکہ  
مباحات ہوں جبکہ وہ حرام و کبیرہ اور انتہائی خطرناک و مہلک ہیں۔ ان ہلاکت خیز گناہوں کی  
ایک معتدبہ تعداد کا تذکرہ ہمارے شہرِ الحمر میں مقیم جامع عمر بن عبدالعزیز کے امام و خطیب اور  
عالمِ اسلام کے معروف شامی عالم شیخ محمد بن صالح المنجد نے اپنی مختصر مگر جامع و مانع کتاب  
[مُحَرَّمَاتٌ اِسْتَهَانَ بِهَا النَّاسُ - يَجِبُ الْحَذَرُ مِنْهَا -] میں اپنے مخصوص علمی اور بڑے  
دروندانہ انداز سے کیا ہے۔

ہم نے ۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۵ء میں متحدہ عرب امارات سے النخمر سعودی عرب منتقل

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

ہونے کے جلد بعد ہی اس کتاب کا اردو ترجمہ اپنی لختِ جگر شکیلہ قمر سے کروایا تھا فَجَزَاَهَا اللَّهُ خَيْرًا وَوَفَّقَهَا لِكُلِّ خَيْرٍ لیکن اسے شائع کرنے کی نوبت نہ آئی بلکہ اصل مسودہ بھی ہمارے کتب خانے میں کہیں نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اور کافی عرصہ کے بعد اب دستیاب ہوا ہے۔ ہم نے اس کی تنقیح و تہذیب اور بعض مقامات پر مختصر مگر ضروری حواشی لگا دیئے ہیں تاکہ بات قریب الفہم ہو جائے۔ اس عرصہ کے دوران اس کتاب کے کئی دوسرے ترجمے بھی مارکیٹ میں آگئے ہیں مثلاً:

① ”خطرناک گناہ۔ جنہیں لوگ معمولی سمجھتے ہیں۔“ مترجم شیخ عبدالسمیع آثم ابن علامہ ابوالبرکات احمدؒ۔ مطبوعہ ۱۴۲۲ھ المکتبہ الکریمیہ، گوجرانوالہ۔

② ”حرام چیزیں۔ لوگوں نے جنہیں ہلکا سمجھا ہے، جن سے بچنا ضروری ہے۔“ مترجم شیخ محمد عبدالسلام۔ مطبوعہ ۱۴۲۲ھ مکتب جالیات، حتی الشفا۔ الریاض۔

ان دونوں کتابوں میں صرف متن کا ترجمہ کیا گیا ہے توضیحی حواشی نام کی کوئی چیز کتاب میں شامل نہیں ہے۔

③ ”حرام چیزیں جنہیں معمولی سمجھ لیا گیا۔“ مترجم شیخ عبدالرشید بن عبدالرحمن، مطبوعہ ۱۴۲۱ھ مکتب جالیات الشرفاء۔

اس میں عمدہ ترجمہ کے ساتھ ہی ضروری مقامات پر مفصل حواشی بھی موجود ہیں۔

④ ”محرمات الہی“ کے نام سے قاری سیف اللہ صاحب قصوری کا ترجمہ بھی، سنا ہے پاکستان میں شائع ہو چکا ہے لیکن ابھی تک وہ ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ فَجَزَاَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا

مسودہ مل جانے پر ارادہ یہ ہوا کہ کتاب کے کئی ترجمے شائع ہو چکے ہیں لہذا ہم اسے شائع نہ کریں۔ پھر سوچا کہ ہر کتاب کے قارئین کا حلقہ عموماً الگ الگ ہوتا ہے۔ کسی کا پاکستان، کسی کا سعودی عرب اور کسی کا انڈیا وغیرہ اور ہماری اس کتاب کو ہمارے احباب سب سے پہلے انڈیا

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

میں شائع کرنا چاہتے ہیں اور انڈیا سے شائع شدہ اس کتاب کا کوئی ترجمہ تاحال ہماری نظر سے نہیں گزرا، لہذا اس کی کمپوزنگ اپنے فرزند عزیز سلمان قمر اور نخت جگر سناء قمر کے ذمے لگائی اور انہوں نے اس مرحلہ کی بخوبی تکمیل کر دی۔

فَجَزَاهُمَا اللَّهُ خَيْرًا وَوَقَّهُمَا لِلْمَزِيدِ مِنْ خِدْمَةِ الدِّينِ الْحَنِيفِ .

اس کتاب کی ری سیٹنگ ہمارے دوست انجینئر شاہد ستار نے کی ہے اور اس کی طباعت و اشاعت کا اہتمام ہمارے ساتھی محمد رحمت اللہ خان ایڈووکیٹ کے توسط سے ہوا ہے۔  
فَجَزَاهُمَا اللَّهُ خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

اس کتاب کی طباعت و اشاعت کے سلسلہ میں جن احباب نے مالی تعاون کیا ہے، ہم انکے شکر گزار ہیں۔ بَارَكَ اللَّهُ فِيْ اَهْلِهِمْ وَ مَالِهِمْ۔  
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو شرف قبول سے نوازے، مؤلف کیلئے، ہمارے لیے اور ہمارے والدین کیلئے ثواب دارین کا ذریعہ بنائے اور قارئین کرام کو اس سے استفادہ کرنے اور اس کتاب میں مذکور اور دیگر تمام گناہوں کی چنگاریوں سے اپنا دامن بچانے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین۔

دعاؤں کا طالب:

ابوحسان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ۔ الخبر

وداعیہ متعاون مراکز توعمیۃ الجالیات

الدام، الظھر ان، الخبر (سعودی عرب)

۱۴۳۰ھ / ۸/۱۹ ۲۰۰۹ء / ۸/۱۰



## تقديم

از قلم: ساحتہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں اور ہر قسم کی تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور جنہوں نے انکی ہدایت پر عمل کیا ان پر درود و سلام ہو۔

أما بعد :

میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے جسے کہ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح المنجد و فقہ اللہ نے جمع کیا ہے جسکا نام ہے: ”مَحْرَمَاتِ اسْتَهَانَ بِهَا النَّاسُ“ میں نے اس کتاب کو بہت ہی قیمتی اور فائدہ مند معلومات پر مشتمل پایا ہے۔ اسکے مؤلف نے اسے مفید بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے، اور انکے نافع و نیک اعمال میں اضافہ کرے اور انکی اس کتاب اور دوسری کتابوں سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے، بیشک وہ ذات نخی اور کریم ہے، ان کے مطالبے پر انکی تالیف کی تائید میں یہ کلمات تحریر کیے گئے ہیں۔ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ .

۱۴۱۶/۹/۱۱ھ۔

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

(سابق) مفتی عام المملکہ و رئیس ہیئۃ کبار

العلماء و ادارات البحوث العلمیة و الافتاء.

(الریاض). سعودی عرب

## مقدمہ

از قلم: فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں اس لئے ہم اسی کی تعریفیں کرتے ہیں، اور اپنے ہر کام میں اسی سے مدد مانگتے ہیں، ہم اس رب العالمین سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، اور دوسروں کی برائیوں سے بھی اسکی پناہ میں آتے ہیں، یقین مانیں کہ جسے اللہ سیدھی راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ خود ہی اپنے در سے دھتکار دے، اس کیلئے کوئی راہبر نہیں ہو سکتا۔ میں یہ دل سے گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ اکیلا ہے، اسکا کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح اعماقِ قلب سے میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے خاص بندے اور آخری رسول ہیں۔

حمد و ثناء کے بعد:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے کچھ امور ہم پر فرض کیے ہیں جن سے غفلت نہیں برتنی چاہیے، اور کچھ حدود مقرر کی ہیں جنہیں پار نہیں کرنا چاہیے، اور بعض چیزیں ہم پر حرام قرار دی ہیں جن کا ارتکاب کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

(( مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ فَاقْبَلُوا مِنَ اللَّهِ الْعَافِيَةَ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُنْ نَاسِيًا ثُمَّ تَلَاهَذِهِ آيَةٌ ﴿ وَمَا نَنْزَلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴾ ))

”جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں حلال قرار دیا ہے وہ حلال

المستدرک للحاکم ۲/۵۷۲، علاء الملبانی نے (غایۃ المرام) ص: ۱۳۰ میں اسے حسن کہا ہے۔

## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

ہے، اور جسے حرام فرمایا ہے وہ حرام ہے، اور جس کے بارے میں آپ ﷺ خاموش ہو گئے وہ آزادی و عافیت اور درگزر ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آزادی کو قبول کرو، بیشک تمہارا رب بھولنے والا نہیں، پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ [مریم: ۶۴]

”اور (فرشتوں نے پیغمبر کو جواب دیا کہ) ہم تمہارے رب کے حکم کے سوا اتر نہیں سکتے، جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے اور جو ان کے درمیان ہے سب اسی کا ہے اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں۔“

امور محرمات اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں :

﴿يُنكَحُذُوذُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا﴾ [البقرة: ۱۸۷]

”یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، تم انکے قریب بھی نہ جاؤ۔“

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دھمکی دی ہے جو اللہ کی حدود کو پار کریں یا اللہ کی حرمت کو پامال کریں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يُعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا

وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ [سورة النساء: ۱۴]

”اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے اور اسکی مقررہ حدود سے آگے نکل جائے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، ایسوں ہی کیلئے رسوا کن عذاب ہے۔“

محرمات سے اجتناب و پرہیز کرنا فرض ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے :

(( مَا نَهَيْتُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَ مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ))

” جن اشیاء سے میں نے منع کیا ہے اُن سے پرہیز کرو، اور جن امور کا

میں نے حکم دیا ہے اُن میں سے جتنا ہو سکتا ہے اس پر عمل کرو“ ﴿۱۱۵﴾

آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ جو خواہشِ نفس (کے پیچھے دوڑنے والے) ہر طرح کا عمل کر گزرنے والے، ضعیف نفسوں کے مالک اور کم علم والے ہیں وہ اگر محرمات کے بارے میں بار بار سُنیں تو تنگ آجاتے ہیں اور اُف اُف کرتے اور کہتے ہیں کہ:

”کیا سب کچھ ہی حرام ہے، تم نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جسے حرام نہ قرار دیا ہو، ہماری زندگی ملول ورنجیدہ کر دی ہے، ہمارا جینا مشکل کر دیا ہے اور ہمارے دلوں کو تنگ کر دیا ہے؟ ہم حرام حرام سن کر اتنا گئے ہیں، کیا آپ کے پاس حرام کے علاوہ کچھ نہیں ہے؟ جبکہ دین اسلام تو آسان ہے، اور اس میں بڑی وسعت و فراخی ہے، اور اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

ان جیسے لوگوں کے اعتراضات کا جواب کرتے ہوئے ہم انہیں یہ کہتے ہیں :

”بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم و فیصلے کر سکتا ہے، اسکے حکم کو روکنے والا کوئی نہیں اور وہ حکمت والا اور ہر چیز سے آگاہ ہے، وہ جسے چاہے حلال کرے اور جسے چاہے حرام قرار دے، اسکی ذات ہر نقص و عیب سے پاک ہے اور ہماری عبادت و بندگی کے تقاضوں میں سے ہی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام و فیصلوں پر رضا مندر ہیں اور انہیں تسلیم کریں۔“

اللہ تعالیٰ کے احکام اسکے علم و حکمت اور عدل و انصاف سے صادر ہوئے ہیں وہ فضول و بے فائدہ اور لغو و کھیل تماشا نہیں جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

﴿ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿ [الانعام: ۱۱۵]

﴿۱﴾ مسلم، کتاب الفضائل حدیث نمبر ۱۳۰۔



## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

”اور تمہارے رب کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔“

### ایک قاعدہ :

اللہ تعالیٰ نے تحلیل و تحریم کے قاعدہ کو بیان کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے :

﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ﴾ [الاعراف: ۱۵۷]

” اور آپ پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں۔“

ہر پاکیزہ چیز حلال ہے اور ہر گندی چیز حرام ہے۔ اور حلال و حرام قرار دینا فقط اللہ تعالیٰ کا حق ہے جس نے اس حق کو اپنی طرف منسوب کرنے کا دعویٰ کیا یا کسی دوسرے کو اس کا حقدار قرار دیا تو اس نے بہت بڑے کفر کا ارتکاب کیا اور ملتِ ابراہیم علیہم السلام اور دائرۃ اسلام سے باہر ہو گیا۔ ارشادِ الہی ہے:

﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنَ بِهِ اللَّهُ ﴾

[الشورى: ۲۱]

”کیا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔“

اور پھر ویسے بھی کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ حلال یا حرام کے بارے میں بات کرے سوائے اہل علم و فضل کے جو کتاب و سنت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایک عام آدمی کا شرعی علم کے بغیر حلال و حرام کا فیصلہ کرنا کسی بھی طرح روا نہیں اور جو لوگ بغیر علم کے حلال اور حرام کے فیصلے دیتے ہیں انکے لئے سخت وعید آئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

﴿ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لَتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ﴾ [النحل: ۱۱۶]

”اور یونہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو“۔

### قطع حرام اشیاء :

جو چیزیں قطع حرام ہیں وہ قرآن کریم اور سنت شریفہ و احادیث نبویہ میں مذکور ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے :

﴿ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ كَمَا عَلَّمْتُكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ﴾ [الانعام: ۱۵۱]

”کہہ دو کہ (لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ اچھا) سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تمہیں اور انہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں“۔

اسی طرح احادیث شریفہ میں بھی بہت سے محرمات کا ذکر ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ)) ﴿١﴾

”بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر و بتوں (کی خرید و فروخت) کو حرام قرار دیا ہے“۔

﴿ ابو داؤد ۳۲۸۶، صحیح ابی داؤد ۹۷۷- متفق علی صحته ﴾

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے :

((إِنَّ اللَّهَ إِذَا حَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ فَمَنَّهُ)) ﴿١﴾

”اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے اسکی قیمت کو بھی حرام قرار دیا ہے۔“

قرآن و سنت کی کچھ نصوص میں بعض خاص قسم کے محرمات کا ذکر بھی آیا ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے سے متعلقہ محرمات کا ذکر کیا اور فرمایا ہے :

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَفِقَةُ وَالْمُؤَفَّقَةُ وَالْمُتَرَدِّبَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ﴾

[المائدة: ٣٠]

”تم پر مہر اور جانور اور (بہتا) لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی جو آستانوں پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو۔“

اور نکاح کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے محرمات کا ذکر کیا اور فرمایا ہے :

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمْ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُكُمْ وَرَبَائِبُكُمْ اللَّائِي فِي حُجُورِكُمْ مِمَّنْ نَسَأْتُكُمْ اللَّائِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ

﴿دار فطنی ۱۳/۷۱۳ یہ حدیث صحیح ہے۔﴾

تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۲۳۳﴾ [النساء: ۲۳۳]

”تم پر تمہاری ماںیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ ماںیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کر دی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کر چکے ہو ان کی لڑکیاں جنکی تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر ان کیساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو (ان کی لڑکیوں کیساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے صُلہی بیٹوں کی عورتیں بھی اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک اللہ بخشنے والا (اور رحم والا ہے)۔“

ذرائع آمدنی اور کمائی و بزنس سے تعلق رکھنے والے محرمات کا بھی ذکر کیا گیا ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿وَاحْلَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ [البقرہ: ۲۷۵]

”تجارت کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام“۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم فرما کر بہت سی پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال فرمائی ہیں جنکے زیادہ و بکثرت ہونے کی وجہ سے انکی گنتی ہی نہیں کی جاسکتی، اسی لیے مباح اور حلال چیزوں کی لمبی چوڑی تفصیل بیان نہیں فرمائی کیونکہ وہ بہت ہی زیادہ ہیں جبکہ محرمات کی تفصیل بیان کر دی ہے کیونکہ وہ محصور و محدود ہیں تاکہ ہم انہیں جان سکیں اور ان سے پرہیز کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾

[الأنعام: ۱۱۹]

”حالانکہ جو چیزیں اُس نے تمہارے لیے حرام ٹھہرا دی ہیں وہ ایک ایک کر کے بیان کر دی ہیں (بیشک اُن کو نہیں کھانا چاہیے) مگر اس صورت میں کہ اُن کے (کھانے کے) لیے ناچار ہو جاؤ۔“

چنانچہ حلال چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے مجمل طور پر بیان کیا ہے کہ پاک چیزیں حلال ہیں لیکن انکی تفصیل بیان نہیں فرمائی۔ اللہ کا ارشاد ہے :

﴿يَسْأَلُهَا النَّاسُ كَلْمًا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا﴾ [البقرة: ۱۶۸]

”لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال و طیب ہیں وہ کھاؤ۔“

یہ اُس ذاتِ الہی کی رحمت ہے کہ اُس نے ہر چیز میں اصل اس کے حلال و مباح ہونے کو قرار دیا ہے جب تک کہ تحریم کی دلیل نہ ہو، اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل و کرم ہے اور اپنے بندوں کیلئے وسعت ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ اُسکی اطاعت کریں اور اُسکی تعریفیں بیان کریں اور شکر ادا کریں۔

بعض لوگوں کو اگر بار بار حرام کے بارے میں بتایا جائے یا وہ خود پڑھیں یا دیکھیں تو وہ شریعتِ اسلامیہ کے ان احکام و محرمات سے تنگ آجاتے ہیں۔ یہ انکی ایمانی کمزوری اور دینی تعلیم کی کمی کی نشانی ہے۔ کیا وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اُنکے سامنے صرف حلال چیزوں کی قسمیں گنی جائیں تاکہ وہ اس بات پر آمادہ ہوں اور اُسے تسلیم کریں کہ دینِ اسلام سہولت و آسانی کا دین ہے؟

کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ اُنکے سامنے صرف پاکیزہ چیزوں کی قسمیں ذکر کی جائیں اور صرف انہیں کی لسٹ پیش کی جائے تاکہ وہ مطمئن ہوں کہ دینِ اسلام واقعی آسان ہے اور

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

شریعتِ اسلامیہ انکا جینا مشکل نہیں کر رہی؟! کیا وہ چاہتے ہیں کہ انہیں بتایا جائے کہ:  
 ❁ اونٹ، گائے، بکریاں، خرگوش، ہرنیاں، پہاڑی بکریاں، مرغیاں، کبوتر، بطخ و مرغابی، شتر مرغ  
 جیسے جانوروں کو ذبح کر لیں تو ان کا گوشت حلال ہے اور مچھلی و بڑی کڑی اور بھی حلال ہے۔  
 ❁ تمام سبزیاں، ساگ، ترکاریاں اور ہر قسم کے دانے گندم مکی وغیرہ اور فائدہ مند پھل  
 فروٹ حلال ہیں۔

❁ پانی، دودھ، شہد، تیل اور سرکہ حلال ہے۔  
 ❁ اچار، چٹنیاں، نمک، مرچ اور مصالے [ہلدی، زیرہ، لونگ وغیرہ] حلال ہیں۔  
 ❁ لکڑی، لوہا، ریت، مٹی، پتھر و کنکریت، پلاسٹک، شیشہ اور بڑا استعمال کرنا حلال و جائز ہے۔  
 ❁ جانوروں، گاڑیوں، ٹرینوں، بحری جہازوں اور ہوائی جہازوں پر بیٹھنا حلال و جائز ہے۔  
 ❁ ایئر کنڈیشن، فرج، کپڑے دھونے والی [واشنگ] مشین، کپڑے سکھانے والی مشین، آٹا  
 پیسنے والی پکی، آٹا گوندھنے والی مشین، کیمہ تیار کرنے والی مشین اور جوس نکالنے والی مشین کا  
 استعمال جائز ہے۔

❁ ہر قسم کے میڈیکل [طبی] اوزار، آلات ہندسہ [انجینئرنگ]، حساب کتاب و پرنٹنگ، اور  
 علومِ فلکی کے آلات، بلڈنگ بنانے والی اشیاء، پانی، پٹرول، سونا چاندی وغیرہ دھاتیں نکالنا،  
 پٹرول وغیرہ کی صفائی کرنا، پانی میٹھا کرنا، کمپیوٹر اور کلکولیٹر کا استعمال کرنا حلال و جائز ہے۔  
 ❁ روٹی، کاشن، ریشم، اون، اونٹ کی چمڑی، بال، ہر حلال جانور کا چمڑا، نائیلن اور پولیسٹر کے  
 کپڑے پہننا حلال ہے۔

❁ نکاح بیاہ، بیچنا، خریدنا، ضمانت دینا، کفالت کرنا [نان و نفقہ کا ذمہ دار ہونا]، کرایہ دار ٹھہرانا،  
 محنت کے کام جیسے لکڑہارا، لوہار، مشینیں ٹھیک کرنا [میکینکی] اور بکریاں چرانہ ہر چیز کی اصل حلال  
 و جائز ہے۔

## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم ان اشیاء کا تذکرہ جاری رکھیں اور انکی گنتی کرتے جائیں تو کیا یہ سب ختم ہو جائیں گی، کیا یہ بے جا اعتراض کرنے والے لوگ بات کو سمجھ نہیں سکتے؟ ﴿۱﴾

انکی یہ حجت کہ ”دین اسلام میں آسانی ہے“۔ یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن اس سے مراد باطل لی جا رہی ہے جو کہ قابل مذمت ہے، کیونکہ دین اسلام میں آسانی ان لوگوں کی مرضی یا رائے کے مطابق نہیں بلکہ شرعی دلائل کی بنیاد پر ہے شرعی رخصتوں پر عمل کرنے کے لئے یہ دلیل بنانا کہ دین میں آسانی ہے اور حرام کام کا ارتکاب کرنے کے لئے بھی اسی آسانی کو بنیاد بنالینا، ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ ”دین میں تنگی نہیں“۔ یہ بات تو بجا ہے لیکن اس جملے کو غلط کام کے لئے دلیل بنالینا ٹھیک نہیں اور نہ ہی اسے محرمات کیلئے دلیل بنانا روا ہے۔ دین واقعی آسان ہے جسمیں کوئی شک نہیں اور یہ کہ شرعی آسانیاں اپنائی جائیں جیسا کہ نماز میں جمع و قصر کرنا، سفر میں روزہ قضاء کرنا، جوتوں اور جرابوں پر مسح کرنا، مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کیلئے تین دن اور تین راتیں، پانی کے ڈر سے یا نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرنا، بیمار کیلئے اور بارش کے وقت دو نمازیں جمع کرنا اور منگنی کے وقت اس اجنبی غیر محرم عورت کو ایک نظر دیکھنا جائز ہے، اور کئی قسم کے کفاروں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا: کسی غلام کو آزاد کروانا یا دس مساکین کو کھانا کھلانا یا دس مساکین کو کپڑے دینا یا تین روزے رکھ لینا، اور ضرورت و مجبوری کے وقت مردار کو کھالینا اور اسکے علاوہ بھی کئی شرعی تخفیفات اور آسانیاں موجود ہیں۔ ان رخصتوں پر عمل کرنے کیلئے آسانی کے قاعدے کو پیش کرنا بجا ہے کیونکہ ان کی بنیاد شرعی دلائل پر ہے۔

## تحريم کی حکمت :

ہر مسلمان کو جاننا چاہئے کہ محرمات کو حرام قرار دینے میں کچھ حکمتیں پنہاں ہیں مثلاً :

① اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان محرمات کی آزمائش میں ڈالتا اور دیکھتا ہے کہ میرے بندے کیا ﴿۱﴾ شریعت میں حرام چیزوں کی گنتی کر دی گئی ہے کیونکہ وہ بہت کم ہیں جبکہ حلال اشیاء کی گنتی نہیں کی گئی کیونکہ انکی تعداد بہت زیادہ ہے کیا اس بات کا سمجھنا کوئی مشکل ہے؟ (ابو عدنان)

## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

کرتے ہیں؟

② اہل جنت اور اہل جہنم میں فرق کی یہ نشانی ہے کہ اہل جہنم اپنے نفس کی خواہشات میں ڈوب چکے ہیں جو کہ انہیں جہنم کی طرف لے جائیں گی، اور اہل جنت نے تنگیوں اور پریشانیوں میں صبر کیا جو کہ انہیں جنت میں لے آیا اور اگر یہ آزمائش نہ ہوتی تو فرمانبردار اور عاصی و نافرمان کا پتہ نہ چلتا۔

### مومن و منافق میں فرق :

اہل ایمان اس پابندی و تنگی کو حصول اجر و ثواب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اللہ کا حکم مانتے ہیں تاکہ اُسکی رضا پاسکیں، یوں اُنکے لیے مشقت و آزمائش آسان ہو جاتی ہے، اور منافق لوگ اس پابندی کو درد و تکلیف اور محرومیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اُن پر مشقت و مصیبت مزید بڑھ جاتی ہے اور ان کیلئے اللہ کی فرمانبرداری مشکل ہو جاتی ہے۔

### نا قابل تردید حقیقت :

محرمات کو چھوڑنے سے فرمانبردار شخص حلاوت و مٹھاس چکھتا ہے کیونکہ :

”جس نے اللہ کی خاطر کوئی چیز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ اُسے اُس سے بہتر عطا کریگا، اور وہ ایمان کا اصلی مزہ اپنے دل میں محسوس کریگا۔“

اس رسالہ کو پڑھنے والے حضرات کرام یہ دیکھیں گے کہ بہت سے محرمات ہیں جنکی حرمت (تحریم) شریعتِ اسلامیہ میں ثابت ہے اور انکی تحریم کا ثبوت کتاب و سنت کی روشنی میں موجود ہے۔ ﴿۱﴾

﴿۱﴾ بعض علماء کرام نے محرمات کے موضوع پر بعض کبیرہ گناہوں کی قسموں کو جمع کرنے کیلئے کتب تصنیف کی ہیں، اور اس موضوع پر بہترین کتابوں میں سے کتاب تنبیہ الغافلین عن أعمال الجاہلین ہے جسکے مؤلف علامہ ابن النحاس الدمشقی رحمۃ اللہ ہیں۔ (مؤلف) ☆ =

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں



## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

اور یہ وہ ممنوع کام ہیں جنکا ارتکاب مسلمانوں میں عام ہو چکا ہے۔ انہیں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نصیحت و خیر خواہی ہو اور وضاحت بھی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ مجھے اور میرے مسلمان بھائیوں کو ہدایت کا راستہ دکھلائے، توفیق و کامیابی سے نوازے، اسکی مقرر کردہ حدوں کے اندر ہی رک جانے میں ہماری مدد کرے، محرمات سے دور رکھے اور بُرائیوں سے بچائے اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر بچانے والا اور سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ ﴿۱﴾

(الشیخ) محمد بن صالح المنجد

امام و خطیب جامع عمر بن عبدالعزیز،  
الخبز، سعودی عرب۔

☆ ایسے ہی الزواجر عن اقتراف الكبائر لابن حجر الہیتمی بھی ایک جامع کتاب ہے جسکا اردو ترجمہ ”تازیانے“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے جبکہ اس کتاب میں چار سو سے زائد محرمات و کبائر جمع کیے گئے ہیں، اسی طرح ہی الكبائر للعلامة الذہبی اور الكبائر للعلامة محمد سلیمان التیمی بھی ہیں اور ان میں سے اول الذکر کا اردو ترجمہ بھی ”کبیرہ گناہ“، ”کبائر“ اور ”پہاڑ جیسے گناہ“ کے ناموں سے شائع ہو چکا ہے۔ (ابوعدنان)

﴿۱﴾ اس رسالہ کا مراجعہ و نظر ثانی متعدد اہل علم و فضل نے کی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے، اور ان میں سے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن بازؒ بھی ہیں، اور انہوں نے تو حاشیہ میں اپنی تعلیقات بھی رقم فرمائی ہیں، جنکی طرف حرف زاء [ز] سے اشارہ کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## محرمات

### (حرام اشیاء و امور)

① اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا :

بیشک یہ سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑے محرمات میں سے ہے۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :

(( اَلَا اُنْبِئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكِبَايِرِ ؟ [فَلَانًا] قَالُوْا : بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ : اِلَّا شُرَاكُ بِاللّٰهِ )) ❦

”کیا میں آپ کو سب سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتاؤں [یہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا] تو ہم نے کہا: کیوں نہیں، آپ ہمیں ضرور بتائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا۔“

ہر گناہ اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دیتا ہے سوائے شرک کے، اسکے لیے خصوصی توبہ کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾

[النساء: ۴۸]

”اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا دوسرے گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔“

❦ متفق علیہ، البخاری ۲۵۱۱، تحقیق و البغا۔

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

شُرک بہت بڑا گناہ ہے جو کہ انسان کو ملتِ اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے، اور وہ شخص اگر اسی حالت میں مر جائے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

شُرک کی چند مروجہ شکلیں :

شُرکِ اکبر کی کئی شکلیں مسلمانوں کے ملکوں میں پائی جاتی ہیں جن میں سے بعض درج

ذیل ہیں:

### ① قبروں کی پوجا و عبادت کرنا :

قبروں کی پوجا کرنا، اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ مردہ اولیاء ہماری حاجتیں پوری کرتے ہیں اور مشکلات آسان کرتے ہیں، اور انکی مدد طلب کرنا اور ان سے دعاء مانگنا یا انہیں پکارنا، یہ سب شرکِ اکبر کی صورتیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ [الاسراء: ۲۳]

”اور تمہارے رب نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔“

اور اسی طرح شفاعت و سفارش طلب کرنے کیلئے یا ہدایت و پریشانی دور کروانے کیلئے، مردوں کو پکارنا اور انبیاء کرام علیہم السلام اور نیک لوگوں کو پکارنا بھی شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاہُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ

خُلَفَاءَ الْأَرْضِ إِلَٰهَ مَعَ اللَّهِ﴾ [النمل: ۶۲]

”بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے؟ جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اسکی) تکلیف کو دور کرتا ہے؟ اور (کون) تمہیں زمین میں (انگلوں) کا (جانشین) بناتا ہے؟ (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں)۔“

بعض لوگ کسی پیرو شیخ یا ولی کے نام کا ذکر کرنے کو اپنی عادت اور اسکے نام کو تکیہ کلام بنا لیتے ہیں اور اسی کو ہر وقت پکارتے ہیں جب بھی کوئی کھڑا ہو یا بیٹھا ہو اور چاہے وہ پھسل جائے، اور جب بھی وہ کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو کوئی کہتا ہے: یا محمد ﷺ، کوئی کہتا ہے: یا علی ﷺ، کوئی کہتا ہے: اے حسین ﷺ، تو کوئی: اے بدوی، اے جیلانی، اے شاذلی، اے رفاعی، اے عیدروس کہتا ہے تو کوئی سیدہ زینب ﷺ کو پکارتا ہے اور کوئی ابن علوان کو جبکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَلُكُمْ﴾ [الأعراف: ۱۹۴]  
 ”(مشرکوں!) جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو تمہاری طرح کے بندے ہی ہیں۔“

بعض قبروں کی عبادت کرنے والے انکا طواف بھی کرتے ہیں، اور قبر کے درو دیوار کو چھوتے ہیں، دروازوں [چوکھٹ] کا بوسہ کرتے، اور قبر کی مٹی اپنے چہرے پر ملتے ہیں، اور اگر کوئی قبر دیکھ لیں تو اسے سجدہ کرتے، اور اسکے سامنے عاجزی و خاکساری کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنی اپنی غرض اور حاجت طلب کرتے اور یہ گڑ گڑاتے ہیں کہ کسی بیمار کو شفاء دیں یا لڑکا عطا کریں، یا کوئی حاجت و مشکل آسان کریں، اور کچھ لوگ تو قبر کے پاس جا کر یہ کہتے ہیں: اے میرے آقا! میں بہت دور کے شہر سے آیا ہوں تو مجھے نا امید کرنا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ﴾ [الأحقاف: ۵]  
 ”اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اور ان کو ان کے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو۔“

اور نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدَاءَ الذَّخْلِ النَّارِ)) ﴿١٠٧﴾  
 ”جو شخص غیر اللہ کو پکارتا اور اُس سے دعاء و پکار کرتا مر جائے تو وہ جہنم میں  
 جائے گا۔“

بعض لوگ تو قبروں پر جا کر سر منڈواتے ہیں اور بعض لوگوں کے پاس بعض ایسی  
 کتابیں ہوتی ہیں جن کا عنوان ہوتا ہے: (مناسک حج المشاهد) اور ”مشاہد“ کا مطلب ہے  
 قبریں اور ولیوں کے مزار [مزاروں کا حج کرنے کا طریقہ]، اور بعض لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں  
 کہ اولیاء اللہ دنیا کے کاموں میں دخل دیتے ہیں اور وہ نفع و نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں، جبکہ اللہ  
 تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ  
 بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾ [يونس: ١٠٧]  
 ”اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کے سوا اس کا کوئی دُور کرنے والا  
 نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اُس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔“

### ② غیر اللہ کی نذر و نیاز:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی نذر و نیاز بھی شرک اکبر کی ہی ایک شکل ہے مثلاً بعض  
 لوگ قبروں پر چراغ و موم بتیاں اور اگر بتیاں جلانے اور پھولوں کی چادر چڑھانے کی نذر  
 مان لیتے ہیں۔

### ③ غیر اللہ کیلئے ذبح کرنا:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی شرک اکبر کی ہی ایک قسم ہے۔  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿بِخَارِيٍّ مَعَ الْوَقْتِ ١٤٦٨﴾

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرْ﴾ [الکوثر: ۲]

”اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔“

یعنی جس طرح اللہ کیلئے نماز پڑھیں اسی طرح صرف اور صرف اللہ کے لیے اور اسی

کے نام سے ذبح کریں اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے :

((لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ)) ﴿۱﴾

”جس شخص نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔“

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی قربانی میں کئی محرمات اکٹھے ہو جائیں وہ یوں کہ :

غیر اللہ کیلئے ذبح کرنا، اور اللہ کے نام کے بغیر ذبح کرنا، ان دونوں کا کھانا منع حرام ہے،

جاہلیت کے زمانے والی قربانیاں جو کہ آج کل اس دور میں بھی عام ہیں، وہ جگت کیلئے قربانیاں

تھیں اور وہ اس طرح کہ اگر وہ لوگ گھر خریدتے یا بناتے تو جن کی اذیت و نقصان سے بچنے

کیلئے یا کنواں کھودتے تو وہاں یا گھر کے دروازے پر جانور ذبح کرتے تھے تاکہ جنوں کو خوش

کر کے ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ ﴿۲﴾

④ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے حلال کر لینا اور حلال کردہ چیز کو حرام

ٹھہرا لینا :

حرام کو حلال کر لینا اور حلال کو حرام ٹھہرانا یا اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ اللہ کے علاوہ اس

معاملہ [تحلیل و تحریم] میں کسی دوسرے کو بھی حق حاصل ہے، یا کورٹ کچھری میں اپنی مرضی سے

جاہلیت کے یا وضعی قوانین نافذ کرنا اور اُسکے جائز ہونے کا اعتقاد رکھنا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کفر اکبر کو یوں ذکر کیا ہے :

.....

﴿صَحیح مسلم نمبر ۱۹۷۸﴾

﴿انہیز دیکھئے تیسیر العزیز الحمید، ط، دار الافتاء ص: ۱۵۸﴾

صحیح دینی معلومات کے لئے ”**توحید پبلیکیشنز**“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں

|| محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ [توبہ: ۳۱]

”انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے سوا معبود بنالیا۔“

جب حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت سنی تو کہا :

”وہ لوگ انکی عبادت تو نہیں کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(( أَجَلٌ وَلَكِنْ يُحْلُونَ لَهُمْ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيَسْتَحِلُّونَهُ وَيُحَرِّمُونَ

عَلَيْهِمْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فَيُحَرِّمُونَهُ فَيَلْكَ عِبَادَتُهُمْ لَهُمْ )) ﴿۱﴾

”ہاں، مگر وہ لوگ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اُسے حلال کر دیتے

اور وہ مان لیتے تھے اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اُسے حرام قرار

دیتے اور وہ قبول کر لیتے تھے تو یہی انکی عبادت تھی۔“ ﴿۱﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مشرکوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے :

﴿لَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ﴾

[التوبہ: ۲۹]

”اللہ اور رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے نہ دین حق کو قبول

کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا

قُلْ أَللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ﴾ [یونس: ۵۹]

﴿۱﴾ بیہقی، سنن کبریٰ ۱۱۶/۱۰، ترمذی نمبر ۳۰۹۵، حسنا الابانی فی غایۃ المرام ص: ۱۹۔

﴿۲﴾ اس اصول کے تحت ان لوگوں نے اپنے احبار و رہبان کو رب کا درجہ دے رکھا تھا، دورِ حاضر میں بھی بعض لوگوں نے اپنے اماموں، مفتیوں، پیروں اور مرشدوں کو یہی مقام دے رکھا ہے جو کہ شرک و کفر ہی ہے۔ (ابو عدنان)

”کہو کہ بھلا دیکھو تو اللہ نے تمہارے لیے جو رزق نازل فرمایا تو تم نے اُس میں سے (بعض کو) حرام ٹھہرایا اور (بعض کو) حلال (ان سے) پوچھو: کیا اللہ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے یا تم اللہ پر افتراء کرتے ہو؟“۔

### ⑤ جادو و کہانت اور فال نکالنا :

جادو و کہانت اور غیبی خبریں جاننے کا دعویٰ کرنا بھی شرک ہے جبکہ یہ تمام شرکیہ امور بھی ہمارے زمانے میں بہت عام ہیں۔

سحر [جادو] تو کفر ہے وہ سات ہلاک خیز چیزوں میں سے ہے اور وہ صرف نقصان ہی دیتا ہے فائدہ نہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جادو سیکھنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے :

﴿وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ﴾ [البقرہ: ۱۰۲]

”یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے۔“

اور فرمایا :

﴿وَلَا يَفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾ [طہ: ۶۹]

”اور جادوگر جہاں بھی جائے فلاح نہیں پائے گا۔“

اور جو لوگ جادو کرتے ہیں وہ کافر ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ

السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا

يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ [البقرہ: ۱۰۲]

”اور سلیمان نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ

لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور اُن باتوں کے بھی (پیچھے لگ گئے تھے) جو

شہر بابل میں دو فرشتوں (یعنی) ہاروت اور ماروت پر اتری تھیں اور وہ



## 11 محرمات (حرام اشیاء و امور) 11

دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو  
(ذریعہ) آزمائش ہیں تم کفر میں نہ پڑو۔ ﴿۱۶﴾

جادوگر کی سزا قتل ہے اور اُسکی کمائی حرام و حبیث ہے۔ جاہل و ظالم اور ایمان و عقیدہ کے کمزور لوگ کسی پر جادو کروانے کیلئے یا کسی سے بدلہ لینے کیلئے جادوگروں کے ہاں جاتے ہیں اور کچھ لوگ کسی جادوگر کے ہاں جا کر اس حرام کار تکاب کرتے ہیں تاکہ جادو توڑ سکیں، اور فرض تو یہ ہے کہ صرف اللہ کی طرف رجوع کریں اور اللہ سے دعاء مانگیں اور اُسکے کلام کے ذریعے سے شفاء حاصل کریں جیسا کہ معوذات وغیرہ ہیں۔

کاہن اور فال نکالنے والے اگر غیب جاننے کا دعویٰ کریں تو دونوں ہی اللہ تعالیٰ سے شدید کفر کرنے والے ہیں۔ ﴿۱۷﴾

غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور بہت سے ایسے شعبہ باز لوگ ہیں جو لوگوں کے بھولے پن کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اُنکے پیسے لوٹتے ہیں۔ اور بہت سے وسیلوں [طریقوں] کا استعمال کرتے ہیں جیسا کہ زمین یا ریت پر لکیر کھینچ کر آئینہ کے احوال کو معلوم کرنا یا پسی و گھونگا، جانا یا ہاتھ کی ریکھاؤں کو پڑھنا اور گول کپ یا آئینہ اور شیشہ پھیرنا اور ان کے علاوہ بھی کئی کثرت کرتے ہیں، اور اگر وہ اتفاق سے ایک سچ بولیں تو ننانوے جھوٹ بولتے ہیں، مگر بے خبر تو صرف اس ایک مرتبہ کو یاد رکھتے ہیں جب وہ جھوٹے لوگ سچ بولتے ہیں، ننانوے جھوٹوں کو بھلا دیتے ہیں اور اُنکے پاس مستقبل، خوشی یا تنگی اور کسی شادی یا تجارت میں فائدہ

﴿۱۸﴾ یہودیوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ الزام لگایا کہ وہ جادوگر تھے اور جادو کے ذریعے ہی تمام جن و انس پر حکومت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسکی تردید فرمادی ہے کیونکہ جادو کفر ہے اور یہ کسی نبی کے شایان شان ہی نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں نیز ہاروت و ماروت کے بارے میں تفصیل تفسیر ابن کثیر اور تفسیر احسن البیان وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (ابو عدنان)

﴿۱۹﴾ کاہن وہ ہے جو انکل پچوسے سچ جھوٹ ملا کر مستقبل کی خبریں بتائے اور غیب جاننے کا دعویٰ کرے جیسا کہ آجکل نجومی اور پیشہ ور روحانی عامل کرتے ہیں۔ (ابو عدنان)

## حرمات (حرام اشیاء و امور) //

جانے کیلئے جاتے ہیں یا کھوئی ہوئی چیز کو ڈھونڈنے کیلئے وغیرہ وغیرہ۔ اور جو لوگ ان کے پاس جاتے ہیں اور انکی بات کو سچ بھی مانتے ہیں انکا شرعی حکم یہ ہے کہ وہ کافر اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہیں اور اسکی دلیل نبی ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے :

(( مَنْ أَتَى كَاهِنًا أَوْ عَرُوفًا فَصَدَقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ )) ﴿۱﴾

”جو شخص کسی نجومی یا فال نکالنے والے کا ہن کے پاس جائے اور اسکی تصدیق کرے تو اس شخص نے نبی ﷺ پر جو اترا اس سے کفر کیا [دین اسلام سے خارج ہو گیا]۔“

جو شخص کسی نجومی وغیرہ کے پاس جائے جسے اس بات کا یقین ہو کہ وہ علم الغیب نہیں جانتے، مگر وہ محض تجربہ کیلئے جائے، تو اس نے کفر نہیں کیا لیکن چالیس دن تک اسکی نماز قبول نہیں ہوگی اور اس بات کی دلیل نبی ﷺ کے اس ارشادِ گرامی میں ہے :

(( مَنْ أَتَى عَرُوفًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً )) ﴿۲﴾

”جو شخص نجومی یا فال نکالنے والے کا ہن کے پاس جائے اور اس سے غیب کی بات پوچھے تو چالیس راتوں تک اسکی نماز قبول نہیں ہوتی۔“

۱) پاک و ہند کے بازاروں اور سڑکوں پر عموماً ان جاذبِ قلب و نظر کلمات پر مشتمل اشتہارات پڑھنے کو ملتے ہیں: ☆ اپنی قسمت کا حال پوچھیے ☆ جو چاہو سو پوچھو! ☆ شادی بیاہ میں رکاوٹ کیوں؟ ☆ محبت میں ناکامی کا سبب؟ ☆ رزق میں تنگی کس لئے؟ ☆ اولاد سے مایوس نہ ہوں ☆ گھریلو جھگڑے ختم ☆ میاں بیوی میں ناچاکی کا خاتمہ ☆ کیس میں جیت کس کی؟ ☆ صرف ایک روپیہ خرچ کیجئے اور اپنی قسمت سنواریئے۔

سادہ لوح لوگوں کی دولتِ دین و دنیا کو لوٹنے والوں کے ان نعروں کی حقیقت ہر سمجھدار پر عیاں ہے کہ غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے یہ لوگ خود کتنے کنگال ہوتے ہیں۔ اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو وہ سارے زمانے کی دھول پھانکنے کیلئے سڑکوں پر نہیں قصور و محلات اور کوٹھیوں بنگلوں میں ہوتے۔ (ابوعدنان)

۲) صحیح مسلم ۴ / ۱۷۵، حدیث : ۲۲۳۰ کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ .

|| محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

اس شخص پر ادائیگی نماز تو واجب ہے اور اسے اپنے اس فعل سے توبہ بھی کرنی چاہئے۔ ﴿۶﴾

﴿۶﴾ لوگوں کی زندگی اور حوادثِ زمانہ میں ستاروں کی تاثیر کا عقیدہ رکھنا :

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ حدیبیہ پر ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، اس رات خوب بارش برسی تھی۔ نمازِ فجر سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا :

(( هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ اللَّهُ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِسُوءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ )) ﴿۶﴾

”کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے رب نے کیا کہا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا: اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے: ”میرے بندوں میں سے کچھ مجھ پر ایمان رکھنے والے اور کچھ میرے ساتھ کفر کرنے والے ہو گئے ہیں، وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والے اور ستاروں کی تاثیر کے منکر ہیں اور جو کہے کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی تاثیر سے بارش ملی ہے اُس شخص نے مجھ سے کفر کیا اور ستاروں پر ایمان رکھا۔“

ایسی ہی ایک صورت یہ ہے کہ لوگ اخباروں اور رسالوں [میگزین و ڈائجسٹ] میں شائع ہونے والے آسمانی برجوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنی قسمت کا حال معلوم کرنا ﴿۶﴾ تفصیل کیلئے شرح مسلم نووی دیکھیں۔ ﴿۶﴾ صحیح البخاری مع فتح الباری ۲/۳۳۳۔

چاہتے ہیں جس نے ستاروں کے انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے کا عقیدہ رکھا وہ مشرک ہے، اور جس شخص نے انہیں محض وقت گزاری اور دل بہلانے کیلئے پڑھا تو وہ بھی گنہگار ہے، کیونکہ شرکیہ باتوں کو محض وقت گزاری کیلئے بھی پڑھنا جائز نہیں اور اسکے ساتھ ہی شیطان کا ستاروں کے سلسلہ میں دل میں دوسوہ ڈالنا بھی شرک کی طرف لے جانے والا راستہ ہے جبکہ اسلام نے تو شرک کے خاتمہ کیلئے اُسکے تمام اسباب و ذرائع کو بھی حرام قرار دے رکھا ہے۔

⑦ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے مفید نہیں بنایا اُنکے فائدہ کا اعتقاد رکھنا :

بعض لوگ تعویذوں اور مشرکانہ گندوں پر عقیدہ رکھتے ہیں اور کسی کا ہن یا جادوگر کے اشارے پر مختلف قسم کے پتھروں کے ٹکینے، سمندری سپیاں، منکے یا سلوری کڑے اور چھلے وغیرہ پہنتے ہیں، انہیں اپنے یا اپنے بچوں کے گلے میں نظر بد کو دور کرنے کیلئے لٹکا دیتے ہیں، یا ان چیزوں کو اپنے جسم پر باندھ لیتے یا انہیں گاڑی یا گھر میں لٹکا دیتے ہیں، یا اس قسم کی ٹکینے والی انگوٹھی پہنتے ہیں جنہیں بعض امور کا اعتقاد رکھتے ہیں مثلاً مصیبت کو دور کرنا یا پریشانیوں کا خاتمہ وغیرہ، اور یہ بیشک اللہ پر توکل کرنے کے منافی ہے اور یہ سب انسان کو سوائے مشکلات کے اور کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور یہ علاج حرام ہے۔ اور یہ جو بیٹا تعویذ لٹکائے جاتے ہیں ان میں سے بعض تو شرک ہیں اور بعض میں جتوں اور شیاطین سے یا مبہم نقشوں یا غیر مفہوم عبارتوں سے مدد ملی جاتی ہے اور بعض جادوگر قرآن کی بعض آیات لکھ کر کسی دوسری شرکیہ لکھائی میں ملا دیتے ہیں، اور بعض جادوگر یا کابھن قرآنی آیات کو نجاست و گندگی، پیشاب یا حیض کے خون سے لکھتے ہیں، جبکہ مذکورہ سابقہ چیزوں کا گلے میں لٹکانا یا جسم پر باندھنا حرام ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

(( مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ )) ﴿١﴾

”جس شخص نے تعویذ [یا منکا گھونگا] لٹکایا تو اُس نے شرک کیا۔“

﴿١﴾ ۱۵۶/۲، السلسلۃ الصحیحہ نمبر ۴۹۲۔

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

یہ سب کچھ کرنے والا اگر اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اللہ کی مدد کے بغیر بذاتِ خود ان چیزوں سے فائدہ یا نقصان ہوگا تو یہ شرک ہے شرکِ اکبر، اور اگر وہ اس بات پر اعتقاد رکھے کہ یہ سب کسی فائدہ یا نقصان کا محض ایک ذریعہ و سبب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذریعہ نہیں بنایا، تو وہ شخص بھی مشرک ہے اور اسکا یہ شرکِ اصغر ہے اور یہ ”ذرائع و اسباب میں شرک“ کی ایک قسم ہے۔

### ⑧ عبادتوں میں ریاء کاری و دکھلاوا :

عملِ صالح کی شرائط میں سے ہی یہ بھی ہے کہ وہ ہر قسم کے دکھلاوے سے خالی اور سنتِ نبویہ ﷺ کے مطابق ہو، اور جو دوسرے لوگوں کو دکھانے کیلئے عبادت کرتے ہیں وہ مشرک ہیں اور یہ شرکِ اصغر ہے اور انکا یہ عمل بیکار ہو جائیگا جس طرح کہ کسی شخص نے لوگوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھی تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَى يُرَآؤُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾

[النساء: ۱۴۲]

”بیشک منافق اللہ سے چال بازی کرتے ہیں اور وہ انہیں اس چال بازی کا بدلہ دینے والا ہے، اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یادِ الٰہی تو یونہی ہی برائے نام کرتے ہیں۔“

اسی طرح اگر کوئی نیکی اس لیے کرے تاکہ اُسکی خبر پھیلے اور لوگ اسکے بارے میں سنیں اور باتیں کریں تو وہ شخص شرک میں مبتلا ہو گیا اور جس نے اس طرح کا کام کیا اُس شخص کیلئے سخت وعید و عذاب ہے جیسا کہ حدیثِ ابن عباس رضی اللہ عنہما میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

(( مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللّٰهُ بِهِ وَ مَنْ رَأَى رَأَى اللّٰهُ بِهِ )) ﴿١﴾  
 ”جو شخص لوگوں کو سنانے کیلئے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اُسکے عیب دوسروں کو  
 سُنے گا، اور جو شخص لوگوں کو دکھانے کیلئے کوئی کام کرے گا تو اللہ اُس شخص کی  
 اصلیت سب کو دکھائے گا۔“

اور جس شخص نے کوئی عبادت کی جسمیں اللہ اور ساتھ ہی دوسرے لوگوں کا بھی قصد کیا  
 تو اُس کا وہ عمل بیکار ہو جائیگا جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ذکر آیا ہے :

(( اَنَا اَعْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اشْرَكَ فِيهِ  
 مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَ شِرْكُهُ )) ﴿٢﴾

”میں شرک سے بے پرواہ ہوں یعنی میرا کوئی شریک نہیں ہے [اس لیے  
 اگر کوئی نیک کام خاص میری رضا مندی کیلئے کرے تو میں قبول کر لیتا  
 ہوں] اگر میرے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کرے تو میں [بے پرواہ  
 ہوں میں اس کام سے کوئی حصہ نہیں لیتا بلکہ] سارا اُسی کے سر دے مارتا  
 ہوں جس کو میرے ساتھ شریک کیا گیا تھا۔“

## ⑨ بدشگونی لینا :

نخواست یا بدشگونی و بدفالی لینا کافر قوموں کا شیوہ رہا ہے اور حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا  
 ارشادِ گرامی ہے :

﴿ فَاِذَا جَاءَتْهُمْ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يُّطِيْرُوْا  
 بِمُؤَسْسٰى وَمَنْ مَّعَهُ ﴾ [الأعراف: ۱۳۱]

”جب ان پر خوشحالی آجائے تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہئے اور اگر

صحیح مسلم ۲۹۸۵ ﴿١﴾

صحیح مسلم ۲۲۸۹ ﴿٢﴾

|| محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

ان کو کوئی بد حالی پیش آتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔“

عرب لوگوں میں سے اگر کوئی سفر وغیرہ کا ارادہ کرتا تو کسی پرندے کو پکڑ کر ہوا میں اڑا دیتا، اگر وہ پرندہ دائیں طرف جائے تو وہ شخص خوش ہو کر اپنے کام کو چل دیتا۔ اور اگر پرندہ بائیں طرف کو اڑتا تو نحوست سمجھ کر واپس آجاتے۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے اس فعل کا حکم اپنے ارشاد میں یوں بیان فرمایا ہے :

(( الطَّيْرَةُ شُرُكٌ )) ﴿۱﴾ ”بدشگوننی لینا شرک ہے۔“

بعض مہینوں سے بدشگوننی لینا جیسا کہ ماہِ صفر میں نکاح ترک کرنا۔ ﴿۲﴾ اور بعض دنوں سے جیسا کہ اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ ہر ماہ کے آخری بدھ کا دن مسلسل منحوس ہے، یا نمبروں میں سے جیسا کہ نمبر [۱۳] کو منحوس قرار دینا، بعض ناموں اور معذوروں میں سے کسی کو منحوس سمجھنا جیسا کہ کوئی شخص اپنی دوکان کھولنے کیلئے جائے اور راستے میں کسی بھیگئے آدمی کو دیکھ لے تو بدشگوننی لے لے اور واپس لوٹ آئے وغیرہ وغیرہ۔ یہ اعتقاد کمالِ توحید کے منافی ہے، یہ سب حرام اور شرک میں سے ہے۔

نبی ﷺ نے ایسے لوگوں سے براءت و لاتعلقی کا اعلان فرمایا ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

(( لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطَيِّرَ لَهُ وَلَا تَكْهَنَ وَلَا تُكْهَنَ لَهُ [وَأَظْنُهُ

قَالَ]: أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ )) ﴿۳﴾

.....  
﴿۱﴾ مسند امام احمد ۳۸۹/۱، صحیح الجامع ۳۹۵۵۔

﴿۲﴾ یہاں تو صرف ماہِ صفر میں نکاح منحوس کہنے والوں کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ ہمارے یہاں تو شیعہ کے پروپیگنڈے کے نتیجے میں ماہِ محرم میں بھی شادی بیاہ کو منحوس قرار دیتے ہیں جو کہ سراسر جہالت اور نرزی ضعیف الاعتقادی ہے۔ (ابوعدنان)

﴿۳﴾ الطبرانی فی الکبیر ۱۶۲/۱۸، نیز دیکھیے صحیح الجامع ۵۴۳۵۔

”وہ ہم میں سے نہیں: جس نے بدشگونی لی ہو یا اسکے لیے بدشگونی لی گئی ہو، اور جس نے کہانت کی ہو یا اُس کے لیے کہانت کی گئی ہو [اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا]: یا اس نے کوئی جادو کیا ہو یا اُسکے لیے کسی نے جادو کیا ہو۔“

اور جو شخص اس طرح کے امور میں مبتلا ہو جائے تو اسے توبہ کرنا چاہیے اور اُسکا کفارہ اس طرح ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وارد ہوا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

(( مَنْ رَدَّتْهُ الطَّيْرَةُ مِنْ حَاجَةٍ فَقَدْ أَشْرَكَ ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! مَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ ؟ فَقَالَ : أَنْ يَقُولَ أَحَدُكُمْ : [اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ] )) ﴿١﴾

”جس شخص کو بدشگونی نے اسکی کسی حاجت کو پورا کرنے سے روکا تو اس نے شرک کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اسکا کفارہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ان میں سے کوئی یہ کہے: [یا اللہ! تیری خیرد بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، اور تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں]۔“

شگون لینا لوگوں کی فطرت میں داخل ہے یہ کسی میں کم ہوتا ہے اور کسی میں زیادہ، اور اسکا سب سے اہم علاج اللہ تعالیٰ برتوکل کرنا ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے ارشاد میں ہے:

﴿مسند امام احمد ۲/۲۲۰، السلسلۃ الصحیحہ ۱۰۶۵، (یہ حدیث ضعیف ہے اور اسے تمریض کے صیغہ سے ذکر کرنا بہتر ہوگا [ز]۔)﴾ ☆

☆ علامہ ابن باؤ نے غالباً فتح المجید میں موجود صرف مسند احمد کی سند میں پائے جانے والے راوی ابن لہیعہ کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ السلسلہ الصحیحہ میں علامہ البانی نے اسکی کئی اسناد ذکر کرکے ہیں اور اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (المفصل، الصحیحہ ۵۳۳-۵۵)۔



// محرمات (حرام اشیاء و امور) //

( وَمَا مِنَّا إِلَّا [أَيُّ] : إِلَّا وَيَقَعُ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ مِّنْ ذَلِكَ ] وَلَكِنَّ  
اللَّهُ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ ) ﴿١٠﴾

”اور ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو کہ [یعنی: اسکے دل میں اس طرح کی  
کوئی بات نہ آتی ہو] مگر اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے یہ دور ہو جاتی ہے۔“

⑩ غیر اللہ کی قسم کھانا :

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے چاہے کسی چیز کی بھی قسم کھائے اسے اختیار ہے مگر  
مخلوق کو غیر اللہ کی قسم کھانا بالکل جائز نہیں، جبکہ آجکل زیادہ تر لوگوں کی زبان پر غیر اللہ کی قسم ہی  
آتی ہے حالانکہ قسم کھانا ایک قسم کی تعظیم ہے اور یہ تعظیم و اجلال صرف اللہ کی ذات کے ہی لائق  
ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((أَلَا إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاهُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ  
بِاللَّهِ أَوْ لِيَضْمَتْ)) ﴿١١﴾

”خبردار! اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے روکتا  
ہے، جس شخص نے قسم کھانی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے ورنہ خاموش ہی  
رہے۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ)) ﴿١٢﴾

”جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اُس نے شرک کیا۔“

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

.....

﴿١٠﴾ ابوداؤد، السلسلۃ الصحیحہ، ۳۹۱، ۳۳۰۔

﴿١١﴾ صحیح البخاری مع الفتح، ۱۱/۵۳۰، صحیح مسلم، حدیث: ۱۶۴۶۔

﴿١٢﴾ مسند امام احمد، ۱۲۵/۲، نیز دیکھیے: صحیح الجامع، ۶۲۰۲۔

((مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا)) ﴿١﴾

”جس شخص نے امانت کی قسم کھائی تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

لہذا کعبہ شریفہ کی قسم نہیں کھانی چاہیے اور نہ ہی امانت کی، نہ شرافت و بزرگی کی، نہ مدد کی، نہ کسی کی برکت کی، اور نہ کسی کی زندگی کی، نہ نبی ﷺ کے جاہ و جلال کی، نہ کسی ولی کی جاہ و منزلت کی، اور نہ ہی ماں باپ اور نہ ہی اپنے بچوں کے سر کی۔ یہ سب حرام ہے، اور جو شخص اس طرح کی چیز میں مبتلا ہو جائے تو اُس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ کہے [ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ] ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں“۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے :

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) ﴿٢﴾

”جس شخص نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں کہا: ”اللات اور العزى کی قسم“،

تو وہ یہ کہے: [ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ] ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔“

چند دیگر شرکیہ امور اور حرام کلمات :

اسی قسم کے بعض مشرکانہ الفاظ ہیں جو کہ بعض مسلمان بھی کہہ دیتے ہیں مثال کے طور پر:

① پناہ چاہتا ہوں اللہ سے اور تم سے۔

② میرا توکل و بھروسا اللہ پر اور آپ پر ہے۔

③ یہ سب اللہ اور آپ کی وجہ سے ہے۔

④ اللہ اور آپ کے سوا میرا کوئی سہارا نہیں ہے۔

⑤ آسمان پر میرا سہارا اللہ ہے اور زمین پر میرے سہارے آپ ہیں۔

⑥ اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا تو یوں اور یوں ہو جاتا۔ ﴿٣﴾

﴿٤﴾ صحیح البخاری مع فتح الباری ۱۱/۵۳۶۔

﴿٥﴾ ابوداؤد ۳۲۵۳، السلسلۃ الصحیحہ ۱/۹۲۔

﴿٦﴾ صحیح یہ ہے کہ [ثم] یا [پھر] کہا جائے، جیسا کہ ”میں اللہ سے اور پھر آپ سے“ اور اسی طرح تمام الفاظ میں خیال رکھیں [ز]۔

⑦ میں اسلام سے بری و دستبردار ہوں۔

⑧ اگر فطرت نے چاہا۔

⑨ اے زمانے کی ناکامی اور

⑩ اسی طرح ہی ہر وہ جملہ ہے جس میں زمانے کو گالی دی جاتی ہے مثلاً: ”یہ بُرا زمانہ ہے“، ”یہ

منخوس گھڑی [برا وقت] ہے“، ”زمانہ غدار و بے وفا ہے“ اور اسی طرح کے دیگر کلمات، اور یہ

اسی لیے کہ وقت کو گالی اللہ کی ذات پر پلٹ جاتی ہے جس نے وقت و زمانے کو بنایا،

⑪ اسی طرح وہ سب نام جو کسی غیر اللہ کے معبود ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ عبد

المسیح [مسیح کا بندہ]، عبد النبی [نبی کا بندہ]، عبد الرسول [رسول کا بندہ]، عبد

الحسین [حسین کا بندہ]۔

⑫ اسی طرح توحید کی مخالف بعض نئی اصطلاحات اور جملے بھی ہیں مثلاً: اسلامی اشتراکیت و

سوشلزم، اسلامی جمہوریت، عوام کی مرضی اللہ کی مرضی سے ہے، دین اللہ کیلئے اور وطن سب

کیلئے، عربی قوم کے نام پر، کثرت کے نام پر، انقلاب اور شورش کے نام پر۔

⑬ بعض الفاظ کا استعمال تو محرمات میں سے ہے مثلاً: شہنشاہ [بادشاہوں کے بادشاہ]، اور

قاضی القضاہ یعنی ججوں کے جج، کسی منافق یا کافر کو سپرد یا اس معنی کے الفاظ [سر یا مسٹر] کہنا

[چاہے عربی زبان میں یا کسی اور زبان میں ہو]۔

⑭ لفظ [اگر] کا استعمال کرنا جو کہ مقدر پر ناراضگی و افسوس، اسی طرح حسرت و ندامت اور نا

امیدی کا ثبوت ہے اور یہ لفظ شیطانی و سو سے کا دروازہ کھولتا ہے۔

⑮ یا یہ کہا جائے: یا اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما۔ ﴿۱﴾

﴿۱﴾ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: معجم المناہی اللفظیة للشیخ بکر أبو زید۔

⑤ منافق و فاسق لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا [ان سے دل لگانے یا انکا دل بہلانے کیلئے، اُن سے اُنس حاصل کرنے یا انہیں اُنس دلانے کیلئے] :

بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دل میں ایمان مکمل نہیں بلکہ کمزور ہے۔ وہ جان بوجھ کر بعض اہل نفاق اور فاسق لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں بلکہ بعض ایسے لوگوں کے ساتھ مصاحبت رکھتے ہیں جو کہ اللہ کی شریعت میں طعن [طنز و تنقید] کرتے اور اس پر عیب لگاتے ہیں اور اسکے دین اور اولیاء اللہ کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ بیشک یہ کام حرام ہے جو کہ عقیدے کو داغ دار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِينَكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ [الأ نعام: ٦٨]

”اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہے ہوں تو اُن سے الگ ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ دوسری باتوں میں مصروف ہو جائیں اور اگر (یہ بات) شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کیساتھ نہ بیٹھو“۔

اس حالت میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا جائز نہیں اگرچہ وہ کتنے ہی قریبی رشتہ دار

.....  
 ﴿﴾ اس سے ہر وہ مجلس مراد ہے جہاں احکام دین کا مذاق اڑایا جا رہا ہو اور اہل دین پر آوازے کسے جائیں، ایسے ہی اہل شرک و بدعت کی مجلسیں بھی انہی میں آجاتی ہیں جہاں وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے آیات الہیہ کو توڑ موڑ کر پیش کر رہے ہوں۔ اگر کوئی شخص انہیں روک نہیں سکتا تو ان کی محفلوں میں شرکت سے باز آجائے اور دینی علم نہ رکھنے والوں کو تو خوب بچنا چاہئے تاکہ کہیں ان کے گمراہ کن شلوک و شبہات اور باطل تاویلوں سے متاثر ہو کر دین حق نہ کھو بیٹھیں۔ ہاں اگر کوئی عالم و فاضل ہو اور وہ انکے باطل شبہات کا رد کرنا چاہتا ہو تو اسکی شرکت منع نہیں ہے۔

## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

ہوں، یا اچھے سلوک والے اور میٹھی زبان والے ہوں، یہ فقط اسکے لئے روا ہے کہ جس نے انہیں بھلائی اور حق کی طرف دعوت دینی ہو یا انکے جھوٹ و باطل کا جواب دینا یا انکے فساد کا انکار کرنا ہو اگر انکے باطل و فساد پر رضامندی اور خاموشی اختیار کرنی ہو تو پھر ہرگز جائز نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَخْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى

عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ [التوبة: ۹۶]

”یہ تمہارے آگے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے خوش ہو جاؤ۔ اگر تم

ان سے خوش ہو جاؤ گے تو اللہ تو نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا۔“

### ③ نماز میں اطمینان ترک کرنا :

چوری کے بڑے جرائم میں سے نماز میں چوری کرنا ہے، نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرَقَةُ الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَوتِهِ ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ!

وَ كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَوتِهِ؟ فَقَالَ: لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا)) ﴿۱﴾

”سب سے بدترین چوری نماز میں چوری ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے

اللہ کے رسول ﷺ! کوئی نماز میں کیسے چوری کرتا ہے؟ تو آپ ﷺ

نے فرمایا: وہ نماز کے ارکان رکوع و سجود کو اچھی طرح اطمینان اور آہستگی

سے ادا نہ کرے۔“

نماز میں اطمینان ترک کر دے، رکوع و سجدہ میں کمر کو برابر نہ رکھے، نہ ہی رکوع سے

اٹھ کر۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان بھی کمر سیدھی نہ کرے، یہ سب مشہور و معروف ہے اور

عام نمازیوں میں دیکھا جاسکتا ہے، اور شاید کوئی بھی ایسی مسجد نہیں پائی جاتی جہاں نماز میں عدم

﴿مسند امام احمد ۳۱۰/۵، صحیح الجامع ۹۹۷۔﴾

## 11 محرمات (حرام اشیاء و امور)

اطمینان والے نہ پائے جاتے ہوں حالانکہ نماز میں سکون و وقار اور اطمینان اسکا ایک رکن ہے جسکے بغیر نماز صحیح نہیں ہو سکتی اور یہ بے اطمینانی بہت ہی خطرناک چیز ہے، نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

(( لَا يُجْزَى صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتَّىٰ يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ))<sup>①</sup>  
 ”کسی بھی آدمی کی نماز صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ وہ رکوع اور سجود میں اپنی کمر کو سیدھا نہ کرے۔“

بیشک یہ کام منکر و ناپسندیدہ ہے اور اسے کرنے والا ڈانٹ اور وعید و سزا کا مستحق ہے، حضرت ابو عبد اللہ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ایک مرتبہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی، پھر صحابہ کی ایک جماعت میں بیٹھ گئے تو ایک آدمی داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا، جلدی جلدی رکوع کیا اور سجدے میں کوئے کی طرح ٹھونگے مارے تو نبی ﷺ نے فرمایا :

(( أَلَسْرُونَ هَذَا؟ مَنْ مَاتَ عَلَيَّ هَذَا مَاتَ عَلَيَّ غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ يَنْقُرُ صَلَوَاتَهُ كَمَا يَنْقُرُ الْغُرَابُ الدَّمَ، أِنَّمَا مَثَلُ الَّذِي يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ سُجُودَهُ كَالْجَائِعِ لَا يَأْكُلُ إِلَّا التَّمْرَةَ أَوْ التَّمْرَتَيْنِ فَمَاذَا تَغْنِيَانِ عَنْهُ ))<sup>②</sup>

”کیا آپ اسے دیکھ رہے ہیں؟ جو شخص اس حالت میں مرجائے تو وہ مِلَّتِ مُحَمَّدٍ رضی اللہ عنہ سے خارج کسی دوسرے طریقے پر مرا۔ نماز میں یوں ٹھونگے مارتا ہے جیسا کہ کو خون میں چونچ مارتا ہے، بیشک جو شخص نماز کے سجدوں میں یوں ٹھونگے مارتا ہے اسکی مثال اُس بھوکے شخص کی طرح ہے جو کہ صرف ایک یادو کھجوریں کھاتا ہے بھلا وہ اُن سے شکم سیر ہو سکتا ہے؟“

حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی کو دیکھا

① ابوداؤد ۵۳۳۱، صحیح الجامع ۲۲۳۔

② صحیح ابی خزيمة ۳۲۲۱، نیز دیکھیے الفتح ۲۷۲/۲، وصفة صلوة النبي للالباني ص: ۱۳۱۔

## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

جو رکوع اور سجود کو اچھی طرح ادا نہیں کر رہا تھا تو فرمایا :

﴿مَا صَلَّيْتَ وَلَا مُمْتًا عَلَىٰ غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ﴾

”تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اگر اسی حالت میں تو مر جائے تو جس فطرت پر

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو بنا دیا، اُس فطرت کے علاوہ پرمے گا۔“

جس شخص نے نماز میں اطمینان چھوڑ رکھا ہو اُسے جب اسکے حکم کا پتہ چلے تو اُسے

چاہیے کہ وہ اُس وقت کی نماز کو دوبارہ ادا کرے جسکی دلیل مسی الصلوٰۃ والی اس حدیث میں ہے :

﴿ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ﴾

”واپس لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔“

اور جس نماز کا وقت گزر گیا اُسکی توبہ کرے اور اللہ سے معافی مانگے۔ سابقہ نمازیں

دوبارہ ادا کرنا اُس پر لازم و ضروری نہیں ہے۔

### ③ نماز کے دوران فضول کام یا فضول حرکت کرنا :

یہ ایک ایسی بیماری و آفت ہے جس سے بکثرت نمازی نہ بیچ پائے کیونکہ وہ اللہ کا یہ حکم

نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَقَوْمًا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ [البقرہ: ۲۳۸]

”اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہا کرو۔“

اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کو بھی نہیں سمجھتے :

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾

[المؤمنون: ۲:۱]

”بیشک ایمان والے فلاح پا گئے۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔“

جب نبی ﷺ سے سجدے کی جگہ سے ریت برابر کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ

صحیح البخاری مع اح ۲۷۲۲۔

نے فرمایا :

(( لَا تَمَسَّحْ وَ أَنْتَ تُصَلِّيُ فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً تَسْوِيَةً  
الْحَصَى )) ﴿١﴾

”نماز میں زمین پر ہاتھ نہ پھیریں اور اگر ضرور ہی کرنا ہے تو صرف ایک بار سامنے پڑی کنگریوں کو برابر کرلو“۔

اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ بغیر کسی حاجت و ضرورت کے نماز میں مسلسل فضول حرکت کرنا نماز کو باطل کر دیتا ہے، اب ان لوگوں کا کیا ہوگا جو نماز میں لغو حرکات اور کھیل کود کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر کوئی اپنی گھڑی دیکھتا ہے، یا کپڑے ٹھیک کرتا ہے، یا دائیں بائیں اور آسمان کی طرف دیکھتا ہے، اور وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اُسکی نظر ہی نہ چھین لی جائے اور کہیں شیطان اُسکی نماز سے کچھ چوری نہ کر لے۔

⑤ نماز میں جان بوجھ کر امام سے سبقت کرنا:

جلد بازی انسانی فطرت میں شامل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا﴾ [الاسراء: ۱۱]

”اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے“۔

اور نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

((الْتَّائِي مِنَ اللَّهِ وَالْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) ﴿٢﴾

”سکون و سلیقے سے کام سرانجام دینا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور جلد

بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے“۔

﴿١﴾ أبو داؤد ۱ / ۵۸۱ ، صحیح الجامع ۴۵۲ / ۴۵۲ ، (اور اسکی اصل صحیح مسلم میں حضرت

معقوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے [ز]۔)

﴿٢﴾ البیهقی ، سنن کبریٰ ۱۰۴/۱۰ ، السلسلۃ الصحیحۃ ۱۷۹۵۔



## 11 محرمات (حرام اشیاء و امور) 11

انسان باجماعت نماز پڑھ رہا ہو تو اکثر دائیں بائیں مشاہدہ کرتا ہے کہ متعدد نمازی رکوع و سجود اور تکبیرات حتیٰ کہ نماز سے سلام پھیرنے میں امام سے سبقت کر جاتے ہیں، اور یہ کام بکثرت لوگوں کے نزدیک کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا حالانکہ اس میں زبردست وعید و عذاب منقول ہوا ہے، نبی ﷺ نے اسکا بیان اپنے اس ارشاد سے کیا ہے :

((أَمَّا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوَّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ إِلَى

رَأْسِ حِمَارٍ)) ﴿١﴾

”جو شخص امام سے پہلے سر اٹھالیتا ہے اُسے اس بات کا ڈر نہیں کہ اللہ کہیں

اُسکے سر کو گدھے کا سر نہ بنا دے؟“۔

اگر نمازی سے نماز کی طرف سکون اور وقار سے آنے کا مطالبہ ہے تو پھر نماز میں کیسا سکون و وقار مطلوب ہوگا؟ اسکا اندازہ ہر عقلمند کر سکتا ہے۔ بعض لوگ امام سے سبقت لے جانے اور پیچھے رہ جانے کے مفہوم میں غلطی کھا جاتے ہیں۔

### ایک سنہری قاعدہ :

انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ فقہاء کرام رضی اللہ عنہم نے اس سلسلہ میں ایک اچھے قاعدہ کلیہ کا ذکر کیا ہے وہ یہ کہ جب امام کی تکبیر ختم ہو جائے تب نمازیوں کو چاہیے کہ وہ حرکت شروع کریں یعنی جب امام [اللَّهُ أَكْبَرُ] کے [ر] سے فارغ ہو تب نمازی قیام و رکوع اور سجدے کیلئے حرکت شروع کرے۔ اس سے پہلے ہو اور نہ ہی اس کے بعد دیر سے ہو، اسطرح بات برابر رہتی ہے۔

نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کے بہت حریص تھے کہ وہ نبی ﷺ سے سبقت نہ کریں، اور ان میں سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

﴿مُحَمَّدٌ مَسْلُومٌ ۚ﴾

((إِنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ أَرِ أَحَدًا يَحْنِي ظَهْرَهُ حَتَّى يَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَخْرُ مِنْ وَرَائِهِ سُجَّدًا)) ﴿١﴾

”وہ نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، جب نبی ﷺ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اسکے بعد میں نے کسی کو بھی سجدے کی طرف جاتے نہیں دیکھا جب تک کہ نبی ﷺ اپنی پیشانی زمین پر سجدے کیلئے نہ رکھ دیتے، پھر آپ ﷺ کے بعد سب نمازی سجدے کیلئے جھکتے“۔

جب نبی اکرم ﷺ بڑھاپے کی عمر کو پہنچے اور آپ ﷺ کی جسمانی حرکات میں آہستگی و ڈھیل پیدا ہوگئی تو اپنے پیچھے والے نمازیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا :

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ بَدَأْتُ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.....)) ﴿٢﴾

”اے لوگو! رکوع اور سجدہ میں جلدی کر کے مجھ سے پہلے مت جایا کرو کیونکہ میں اب بھاری جسم والا ہو گیا ہوں“۔

امام کو چاہئے کہ جب نماز پڑھائے تو تکبیر کہنے میں سنت پر عمل کرے۔ ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں :

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرُكِعُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا ، وَ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ اثْنَتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ)) ﴿٣﴾

﴿١﴾ صحیح مسلم، حدیث: ۲۷۷۳۔ ﴿٢﴾ البیہقی ۹۳/۲ و حسنہ الالبانی فی ارواء

الغلیل ۲۹۰/۲۔ ﴿٣﴾ صحیح البخاری ۵۶/۷۔ ط۔ البغا۔

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

”نبی ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر جب رکوع جاتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر سجدے کیلئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر سجدے کیلئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے حتیٰ کہ نماز مکمل ہو جائے، اور دو رکعتوں کے بعد تشهد سے اُٹھتے ہوئے بھی اللہ اکبر کہتے۔“

اگر امام نے اپنی تکبیر کو اپنی حرکت کے ساتھ موافق کیا اور نمازی نے بھی سابقہ ذکر کردہ کیفیت پر عمل کیا تو ساری نماز باجماعت صحیح رہے گی۔

⑥ پیاز، لہسن یا کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾ [الأعراف: ۳۱]

”اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو مزین کیا کرو۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

(( مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ قَالَ : فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَ لِيُقْعَدْ فِي بَيْتِهِ )) ①

”جس شخص نے لہسن یا پیاز کھایا تو وہ ہم سے علیحدہ رہے، یا فرمایا: وہ ہماری مسجدوں سے علیحدہ و دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔“

صحیح مسلم میں ایک روایت یوں ہے :

(( مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَ الثُّومَ وَ الْكُرَاتَ فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَى مِمَّا يَتَأَذَى مِنْهُ بَنُو آدَمَ )) ②

① صحیح البخاری مع الفتح ۳۳۹/۲۔

② صحیح مسلم ۳۹۵/۱۔

”جس شخص نے پیاز اور لہسن اور گندنا [ایک بدبودار قسم کی ترکاری کا پودا] کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ جس چیز سے اولادِ آدم کو اذیت پہنچتی ہے اُس چیز سے فرشتوں کو بھی اذیت پہنچتی ہے۔“

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا :

((فَمِ اِنَّكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لَا اَرَاهُمَا اِلَّا خَيْبَتَيْنِ : هَذَا الْبَصَلُ وَالثُّومَ ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنْ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ اَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ اِلَى الْبَيْعِ فَمَنْ اَكَلَهَا فَلَيْمَتُهُمَا طَبْحًا)) ﴿١﴾

”اے لوگو! تم دو پودوں پیاز اور لہسن کو کھاتے ہو جو میری نظر میں خبیثت [بدبودار] درخت ہیں، میں نے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ جب آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کسی شخص سے ان دونوں کی بوسو گھنتے تو اس شخص کو حکم دیتے کہ وہ بیچ کی طرف نکل جائے، جو شخص انہیں کھائے تو وہ انہیں اچھی طرح پکائے۔“

اور اسی باب میں یہ بھی شامل ہے کہ بعض لوگ اپنے کام کاج کے بعد فوراً مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں اور گندی بدبو انگلی بگلوں اور جرابوں سے پھوٹ رہی ہوتی اور باعثِ اذیت ہوتی ہے۔ ﴿٢﴾

اور اس سے بھی بُرے سگریٹ نوشی کرنے والے ہیں جو کہ حرام سگریٹ نوشی کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں اور فرشتوں اور نمازیوں میں سے اللہ کے بندوں کو تکلیف و اذیت پہنچاتے ہیں۔

.....  
﴿١﴾ صحیح مسلم ۳۹۶۱

﴿٢﴾ کام کاج والے کپڑے اگر ناپاک نہ ہوں تو ان میں نماز تو ہو جاتی ہے تاہم اگر ان میں بدبو پیدا ہو جائے تو انہیں دھولیا جائے اور اگر باسانی ممکن ہو تو نماز کیلئے ایک جوڑا الگ رکھ لیا جائے تو یہ افضل و اولیٰ ہے۔ (ابوعدنان)

## ④ زنا کاری :

شریعتِ اسلامیہ کے عظیم مقاصد میں سے ایک مقصد عزت و آبرو اور نسل کی حفاظت بھی ہے اس لیے زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَلَا تَقْرُبُوا الزَّوْنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاْحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا﴾ [الاسراء: ۳۲]

”اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔“

شریعتِ اسلامیہ نے پردے اور نگاہیں نیچے رکھنے کا حکم دے کر اور اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں اکیلے بیٹھنے کو حرام کر کے زنا تک پہنچانے والے سب ذریعے اور راستے بند کر دیئے ہیں۔

شادی شدہ زانی کو زبردست اور بھیا تک سزا دی جائے گی، اور وہ ہے اسے اس وقت تک سنگسار کرنا جب تک کہ وہ مرنے نہیں جاتا تا کہ وہ اس کروت کی سزا کا مزہ چکھ لے، اور اسکے جسم کے ہر حصے کو تکلیف ہو جیسا کہ اُس نے حرام کاری میں اپنے سارے جسم کو لطف اندوز کیا تھا۔ اور وہ زانی جس کا ابھی صحیح نکاح نہیں ہوا اُسے شرعی حدود میں سے سب سے زیادہ جو کوڑے ہوتے ہیں یعنی سو [۱۰۰] کوڑے مارے جاتے ہیں، اسکے ساتھ اسکے عذاب و سزا پر کچھ مومنوں کو گواہ بنایا جاتا ہے جو اسکی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتا ہے اور ذریعہ شرمندگی بھی، اس کے علاوہ اُسے اسکے اس علاقے سے ایک سال کیلئے جلا وطن کر دیا جائے گا جہاں اُس نے اس جرم کا ارتکاب کیا تھا۔

زانی اور زانیہ کا عذاب برزخ میں اس طرح ہوگا کہ وہ لوگ تندور میں ہونگے جو کہ اوپر سے تنگ اور نیچے سے کھلا ہوگا اور اس میں آگ جل رہی ہوگی جہاں وہ لوگ ننگے ہونگے، جب آگ جلائی جائے گی تو وہ چیخنے چلاتے اوپر پہنچیں گے حتیٰ کہ وہ باہر نکلنے کو ہونگے، اور جب آگ بجھادی جائے گی تو وہ واپس لوٹ جائیں گے۔ یہ اسی طرح قیامت تک انکے ساتھ کیا جائے گا۔

اگر کوئی عمر رسیدہ شخص جو قبر کے کنارے پر پہنچ چکا ہو اور اللہ کی طرف سے اسے لمبی عمر بھی ملی لیکن اس بڑھاپے میں بھی وہ زنا کاری سے باز نہ رہے تو اس کا معاملہ نہایت ہی بدترین اور قابلِ مذمت ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشادِ گرامی ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ : شَيْخٌ زَانٍ وَ مَلِكٌ كَذَّابٌ وَ عَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ)) ﴿١﴾  
 ”تین ایسے لوگ ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ توبت کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی انکی طرف نظرِ کرم سے دیکھے گا اور انکے لیے دردناک عذاب ہے: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور مغرور و متکبر فقیر“۔

سب سے بُری کمائی بدکار و زنا کار عورت کا وہ معاوضہ ہے جو وہ زنا کے بدلے میں لیتی ہے۔ حدیث میں ہے:

”عورت اپنی شرمگاہ کی کمائی کھاتی ہے، جب آدھی رات کو دعاء قبول ہونے کیلئے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں تو قبولِ دعا کے شرف سے وہ زانیہ محروم کر دی جاتی ہے“۔ ﴿٢﴾

تنگرستی اور غربت کوئی ایسا شرعی عذر نہیں کہ اسے بنیاد بنا کر اللہ کی حدود کو توڑا جائے۔ پرانے زمانے میں کسی نے سچ ہی کہا تھا:

”آزاد عورت بھوکے توراہ سکتی ہے مگر اپنے سینے [پستانوں کی کمائی] نہیں کھاتی چہ جائیکہ وہ شرمگاہ کی کمائی کھائے“۔ ﴿٣﴾

﴿١﴾ صحیح مسلم ۱۰۲/۱۰۳۔  
 ﴿٢﴾ صحیح الجامع ۲۹۷۔  
 ﴿٣﴾ کسی کے بچے کو دودھ پلانے کی اجرت لینا حرام نہیں اگرچہ یہ کوئی قابلِ احترام پیشہ بھی نہیں سمجھا جاتا تھا جبکہ زنا کی کمائی تو زنا کی طرح سراسر حرام ہے۔

## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

ہمارے زمانے میں تو بے حیائی کے سب دروازے کھلے ہیں، اور شیطان نے اپنے مکرو فریب اور اپنے چیلوں تا بعد اروں کے ذریعے زنا کے راستے آسان کر دیئے ہیں اور عاصی و گنہگار لوگ شیطان کے پیچھے چل پڑے ہیں نتیجہ عورتوں کا مردوں کے سامنے آراستہ ہو کر بے پردہ نکلنا اور اکیلے بغیر محرم کے سفر کرنا عام ہو گیا ہے۔ حرام و بری نظر سے دیکھنا اور مردوزن کا میل جول بہت ہو گیا ہے، گندے رسالے اور فحش فلمیں رائج ہو گئیں، اور گناہوں میں منہمک و لت پت ملکوں کی طرف سفر زیادہ ہو گیا، بُرائی اور فساد کی تجارت کے بازار گرم ہیں، آبروریزی کرنا اور عزت کو لوٹنا بہت زیادہ ہو گیا، اور حرام کے بچوں کی تعداد بڑھ گئی اور جنین [پیٹ کے بچے] کو گرانے یا ابارشن کروانے کے واقعات بڑھ گئے ہیں۔

یا اللہ! ہم تیری رحمت و لطف، ستر و پردہ پوشی اور پناہ کا سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان فواحش و بے حیائیوں سے بچا، اور پاکدامنی و دل کی پاکیزگی اور شرمگاہ کی حفاظت کا سوال کرتے ہیں، اور ہمارے اور حرام کاموں کے درمیان رکاوٹیں پیدا فرمادے۔

### ⑧ لواطت یا اغلام بازی :

قوم لوط علیہ السلام کا جرم یہ تھا کہ وہ لڑکوں سے اپنی جنسی خواہش پوری کرتے تھے، اللہ

تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَأنتؤنَّ الفأحشَةَ مَا سَبَقْتُكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَأنتؤنَّ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ [العنكبوت: ۲۸-۲۹]

”اور لوط (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم مجھ بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے ایسا کام نہیں کیا۔ تم کیوں (لذت کے ارادے سے) لوٹدوں کی طرف مائل ہوتے

اور راستے بند کرتے ہوئے اور اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہوئے۔  
اس جرم کی قباحت اور خطرناکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو چار قسم سزائیں دیں جو کہ اس قوم کے علاوہ کسی کیلئے اکٹھی نہیں دی گئیں اور وہ یہ کہ:

① انکی آنکھوں کو بے نور کر دیا۔

② لہستی کا اوپر کا حصہ نیچے کر دیا یعنی اسے الٹا دیا۔

③ ان پر تہہ بہ تہہ پتھروں کی بارش کی۔

④ ان پر چیخ کا عذاب نازل کر کے انہیں غارت کر دیا۔  
شریعتِ اسلامیہ میں اس فعل کے کرنے اور کروانے والے کی سزا تلوار سے قتل کرنا ہے بشرطیکہ مفعول کی طرف سے یہ کام اختیاری اور رضاء و رغبت سے ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

((مَنْ وَجَدَتْهُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلُ قَوْمٍ لَوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ)) ﴿۲﴾

”جسے تم لوگ دیکھو کہ وہ قوم لوط والا فعل کر رہا ہے تو فاعل [کرنے والے] اور مفعول [کروانے والے] دونوں کو قتل کر دو“۔

ہمارے زمانے میں یہ جو مختلف قسموں کی بیماریاں پھیلی ہوئی ہیں جو پہلے لوگوں میں نہیں تھیں یہ سب فحش اعمال کی وجہ سے ہیں جیسا کہ طاعون اور ایڈز جیسی قاتل بیماری ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس بدکاری کی سخت ترین سزا کی تعیین میں اللہ تعالیٰ کی کس قدر حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

.....  
﴿۲﴾ تفصیل فتح القدر شوکانی و احسن البیان حافظ صلاح الدین یوسف (ابو عبدان)

﴿۳﴾ مستند امام احمد ۳۰۰، صحیح الجامع ۶۵۶۵۔



## 9) بغیر شرعی عذر کے بیوی کا ہمبستری سے انکار کرنا :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

(( إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضَبًا وَعَلَيْهَا لَعْنَةُ الْمَلَائِكَةِ حَتَّى تُصْبِحَ )) ﴿٤٦﴾

”اگر شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے جس سے وہ اُس پر ناراض ہو کر رات گزار دے تو صبح ہونے تک فرشتے اُس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔“

بہت سی ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں کہ اگر انکے اور انکے شوہر کے درمیان کوئی اختلاف ہو جائے تو وہ اپنے شوہر کو برعزم خودیہ سزا دیتی ہیں کہ اپنے شوہر کو ہمبستری سے روک دیں گی۔ اس سے بہت خرابی و نقصان ہو سکتا ہے مثلاً شوہر حرام کاری میں مبتلا ہو سکتا ہے اور یہ امور اس بیوی پر بھی الٹ سکتے ہیں کہ وہ شوہر سنجیدگی سے سوچ کر دوسری شادی بھی کر سکتا ہے۔ یوں وہ خود سر بیوی خاوند کو سزا دینے کی بجائے خود سزا پالیتی ہے۔

بیوی کو چاہئے کہ اگر اُس کا شوہر اُسے طلب کرے تو وہ فوراً اُسکی بات مانے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس ارشاد کو مد نظر رکھے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

(( إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْتَجِبْ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى ظَهْرٍ فَتَجِبْ )) ﴿٤٦﴾

”اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر طلب کیا تو وہ اُسکی بات مانے، چاہے وہ اونٹ پر بندھے ہوئے پالان پر ہو (یعنی چاہے وہ کتنی تنگ

صحیح البخاری مع التلخیص ۳۱۴۶۔

﴿٤٦﴾ دیکھیے زوائد البیزار ۱۸۱/۲، صحیح الجامع ۵۴۷، قتب: اونٹ پر بیٹھنے کیلئے باندھا جانے والا

پالان -

ہو“ ﴿۱۰﴾

اور شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کا خیال رکھے خصوصاً اگر وہ بیمار یا حاملہ یا کسی تکلیف و پریشانی میں ہو، تا کہ ان میں سلوک و اتفاق اور الفت و محبت برقرار رہے اور لڑائی جھگڑا نہ ہونے پائے۔

﴿۱۰﴾ بغیر شرعی عذر کے عورت کا اپنے شوہر سے طلاق مانگنا :

بعض عورتیں اپنے شوہر سے ذرا ذرا سے جھگڑے پر طلاق طلب کرنے میں جلد بازی کرتی ہیں، خصوصاً اگر شوہر اسکے لئے پیسوں کی طلب پوری نہ کرے، یا پھر وہ اپنے کچھ رشتہ داروں یا بعض دوسروں کا خانہ خراب کرنے والی بڑوسنوں یا سہیلیوں کی طرف سے بہکاوے میں آ کر ایسا کرتی ہیں، اور کبھی اپنے شوہر کے مقابلے میں آ کر اسے غصہ دلانے والی باتیں کرتی ہیں مثلاً یہ کہ: اگر تم واقعی مرد ہو تو مجھے طلاق دے دو اور جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ طلاق پر مبنی بہت سے مفاسد و مشکلات اور خرابیاں ہیں جیسے خاندان کا بکھر جانا، اور بچوں کا آوارہ و ضائع ہو جانا وغیرہ، اور پھر طلاق کے بعد وہ عورت اس بات پر نادم ہوتی ہے مگر تب شرمندگی کسی کام نہیں آتی، انہی اسباب کی بناء پر شریعت نے بلا عذر طلاق طلب کرنے کو حرام قرار دیا ہے جس سے شریعت کی حکمت ظاہر ہوتی ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ

عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)) ﴿۱۱﴾

﴿۱۱﴾ ترمذی و نسائی میں ارشاد نبوی ﷺ کے الفاظ یہ ہیں: ((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلَتَاتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التُّورِ)) (صحیح الجامع: ۵۳۳)

”جب شوہر اپنی ضرورت پوری کرنے کیلئے بیوی کو بلائے تو اسے فوراً حاضر ہو جانا چاہیے، خواہ وہ

تور پر [روٹیاں پک رہی] ہو“۔

﴿۱۲﴾ أحمد ۲۷۷/۵، صحیح الجامع ۲۷۷/۵۔

## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

”جس عورت نے بغیر کسی عذر و سبب کے اپنے شوہر سے طلاق مانگی تو اس پر جنت کی خوشبو تک حرام ہے۔“

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

(( اِنَّ الْمُخْتَلِعَاتِ وَ الْمُنتَزِعَاتِ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ )) ﴿۱۱﴾

”بیٹھک خلع طلب کرنے والی عورتیں اور اپنے خاندانوں سے پیچھا

چھڑانے [اور گھروں کو اجاڑنے] والی عورتیں منافق ہیں۔“ ﴿۱۲﴾

لیکن اگر کوئی شرعی عذر ہو: جیسا کہ شوہر تارک نماز ہو، یا منشیات کا عادی ہو، یا شوہر اپنی بیوی کو کسی حرام کام پر مجبور کرتا ہو، یا سزائیں دے کر اس پر ظلم و ستم کرتا ہے، یا پھر مثال کے طور پر اسے کسی شرعی حق سے محروم کرتا ہے، اور اُسے نصیحت کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہ ہو، اور اصلاح کی تمام کوششیں بھی ناکام ہو جائیں تو اس وقت عورت اگر طلاق طلب کرتی ہے تاکہ وہ اپنے آپ اور اپنے دین کو بچا سکے تو اس میں کوئی گناہ و حرج نہیں۔

﴿۱۱﴾ ظہار [اپنی بیوی کو ماں بہن کہنا]:

زمانہ جاہلیت میں منتشر رہنے والے الفاظ اب اس امت میں بھی رواج پا گئے ہیں مثلاً ظہار میں واقع ہونا کہ شوہر اپنی بیوی کو کہے: تمہاری پیٹھ میرے لیے میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے، یا تم میرے لئے میری بہن کی طرح حرام ہو، اور اسی طرح کے دیگر قبیح الفاظ ہیں جنہیں شریعت اسلامیہ نے قبیح، معیوب اور ناپسندیدہ سمجھا ہے کیونکہ ان الفاظ سے عورت پر ظلم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسکی مذمت اپنے اس ارشاد سے یوں کی ہے:

﴿الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ

إِلَّا اللَّاحِظِيْنَ وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُورًا وَإِنَّ

﴿۱﴾ الطبرانی فی المعجم الكبير ۱۷/۳۳۹، صحیح الجامع ۱۸۳۳۔

﴿۲﴾ عورت کا اپنے کچھ مال کے عوض طلاق طلب کرنا خلع کہلاتا ہے۔

اللَّهُ لَعَفُوًّا غَفُورٌ ﴿﴾ [سورة المجادلہ: ۲]

”جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ دیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے لطن سے وہ پیدا ہوئے بیشک وہ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔“

شریعتِ اسلامیہ نے اسکا کفارہ غلطی سے قتل کردینے اور رمضان کے دن میں جماع کر لینے کے کفارے جیسا سخت مقرر کیا ہے، اور ظہار کرنے والے کیلئے کفارہ ادا کرنے سے پہلے اپنی بیوی کے قریب جانا جائز نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَالَّذِينَ يَظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا ذَلِكُمْ تُوَعِّظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَلِكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [سورة المجادلہ: ۳۰]

”اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو (ان کو) ہمبستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا (ضروری) ہے (مومنو!) اس (حکم) سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔ جس کو غلام نہ ملے وہ مجامعت سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے رکھے، جس کو اسکا بھی مقدور نہ ہو (اسے) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (چاہیے) یہ (حکم) اس لیے (ہے) کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار ہو جاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور نہ ماننے والوں کے لیے درد دینے والا عذاب ہے۔“

## ۱۲) حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَىٰ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ﴾ [سورة البقرة: ۲۲۲]

”اور تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ تو نجاست ہے سو ایام حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان سے مقاربت نہ کرو“۔

جب تک عورت پاک ہو کر غسل نہیں کر لیتی تب تک شوہر کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسے چھوئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ [سورة البقرة: ۲۲۲]

”ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس طریق سے جاؤ جس طریق سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے“۔

اور اس گناہ کی قباحت کا نبی ﷺ کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے :

((مَنْ أَتَىٰ حَائِضًا أَوْ امْرَأَةً فِي ذُبْرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ)) ﴿۱﴾

”جس شخص نے حائضہ سے جماع کیا یا عورت کی دبر کا استعمال کیا یا کاہن کے پاس گیا تو اُس شخص نے نبی ﷺ پر جو دین اُتر اس سے کفر کیا [دین اسلامی سے باہر ہو گیا]“۔

اور جو شخص لاعلمی میں غلطی سے یہ کام کر بیٹھے اُس پر کوئی مواخذہ نہیں، اور جو شخص جان بوجھ کر کرے تو اُس پر ان بعض اہل علم کے اقوال کی رو سے کفارہ ہے جنہوں نے کفارے کی

.....  
 ﴿ترمذی عن ابی ہریرۃ ۲۳۳۱، صحیح الجامع ۵۹۱۸۔﴾

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

حدیث کو صحیح کہا ہے اور وہ ہے دینار یا نصف دینار، اور بعض نے کہا کہ وہ اسمیں اختیار رکھتا ہے، اور بعض نے کہا ہے: کہ اگر وہ شروع حیض میں جماع کرے تو اُس پر ایک دینار ہے، اور اگر حیض کے آخر میں ہو یا حیض کا غسل کرنے سے پہلے ہو تو اُس پر نصف دینار ہے، اور دینار موجودہ حساب سے ۲۵،۲۵ گرام سونے کے برابر ہے یہ اسکی قیمت صدقہ کرے۔ ﴿۱﴾

### ﴿۱۳﴾ عورت کی دبر کا استعمال کرنا :

بعض بیمار ذہنیت، ضعیف و کمزور ایمان اور منحرف قسم کے لوگ اپنی بیوی کی دبر کو استعمال کرنے [غیر فطری جماع] سے باز نہیں آتے جبکہ یہ فعل کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ نے اس فعل کا ارتکاب کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

((مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِي ذُبْرِهَا)) ﴿۱﴾

”عورت کی دبر کا استعمال کرنے والا ملعون ہے“۔

بلکہ نبی ﷺ نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے :

((مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوْ امْرَأَةً فِي ذُبْرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنزِلَ

عَلَى مُحَمَّدٍ)) ﴿۲﴾

”جس شخص نے حائضہ سے جماع کیا یا عورت کی دبر کا استعمال کیا یا کاهن

کے پاس گیا تو اُس شخص نے نبی ﷺ پر جو دین اُتر اُس سے کفر کیا [دین

اسلامی سے باہر ہو گیا]“۔

﴿۱﴾ صحیح رائے یہ ہے کہ اُسکے لیے ایک یا نصف دینار میں اختیار ہے چاہے عورت حیض کے شروع میں ہو یا آخر میں [ز]۔

﴿۲﴾ مسند امام أحمد ۲/۹۱۲، صحیح جامع ۷/۵۹۱۔

﴿۳﴾ سنن ترمذی ۱/۲۳۳، صحیح الجامع ۱۸/۵۹۱۔

## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

بہت سی عورتیں تو اچھی فطرت کی مالک و پاک بار ہوتی ہیں جو اس کام کا انکار کر دیتی ہیں لیکن بعض شوہر فرمانبرداری نہ کرنے پر طلاق کی دھمکی دے دیتے ہیں، اور بعض شوہر جنکی بیویاں اہل علم سے سوال کرنے سے شرماتی ہیں وہ انہیں دھوکا دیکر یہ باور کروا دیتی ہیں کہ یہ کام حلال و جائز ہے اور اللہ کے اس ارشاد کو بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں :

﴿نَسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ [سورۃ البقرہ: ۲۲۳]

”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔“ ﴿۱﴾

اور یہ بات معروف ہے کہ حدیث، قرآن کو واضح کرتی ہے اور حدیث میں یہ ہے کہ نبی ﷺ نے شوہر کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ جس طرف سے چاہے جماع کرے آگے سے یا پیچھے سے بشرطیکہ وہ بچے کی ولادت والی جگہ میں ہو اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ دیر ولادت کی جگہ نہیں۔ ﴿۲﴾

﴿۱﴾ اس آیت کا شان نزول ہی اصل مسئلہ [غیر فطری طریقہ سے جماع] کی حرمت کا پتہ دینے کیلئے کافی ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر عورت کو پیٹ کے بل الٹا کر پشٹ کی جانب سے جماع کیا جائے تو بچہ بھیگا پیدا ہوتا ہے۔ اگلی اس بات کی تردید کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (بخاری، مسلم)

یہاں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ پشٹ کے بل چپت، پیٹ کے بل الٹا کر یا پہلو کے بل ایک کروٹ پر لٹا کر جس طرح چاہیں جماع کریں بشرطیکہ وہ محل ولادت اور بیج کی پیداوار کیلئے کھیتی ہو تو کوئی حرج نہیں اور یہ کھیتی صرف آگے والی شرمگاہ ہی ہو سکتی ہے نہ کہ جائے پاخانہ۔ غرض اللہ نے عورت کو مرد کیلئے سیرگاہ نہیں بنایا بلکہ کھیتی قرار دیا ہے جبکہ مرد کسان ہے اور شریعت کو اس سے بحث نہیں کہ کسان اس کھیتی میں کہاں سے یا کیسے جاتا اور کیسے کاشت کرتا ہے البتہ اسکا مطالبہ یہ ہے کہ صرف کھیت ہی میں جائے۔ اور جس طرح اناج کے حصول کیلئے بیج کھیتی میں ڈالا جاتا ہے ایسے ہی منی کا نطفہ صرف رحم میں ڈالا جائے۔ (ابوعبدنان)

﴿۲﴾ جائے پاخانہ میں غیر فطری جماع کے حرام ہونے کا پتہ قرآن کریم اور بکثرت احادیث شریفہ سے چلتا ہے چنانچہ:

(۱) ارشادِ الہی ہے: ﴿فَالَّذِينَ بَشِرُوا هُنَّ وَأَبْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ﴾ [البقرہ: ۱۸۷]

”اب تمہیں اختیار ہے کہ ان سے مباشرت کرو اور اللہ نے جو چیز تمہارے لئے

لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اُس کو (اللہ سے) طلب کرو۔“

## حرمات (حرام اشیاء و امور) //

اس جرم و گناہ کے کئی اسباب ہیں جن میں سے ہی ازدواجی زندگی میں صاف ستھرے داخل ہونے سے پہلے حرام اور شاذ قسم کے جنسی تجربات یا بخش فلموں کے مناظر سے بھرپور دماغ والا ہونا ہے جبکہ اللہ کے سامنے سچی توبہ کے بغیر ہی شادی کر لیتا ہے، اور جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ یہ فعل لواط حرام ہے اگرچہ دونوں طرف سے رضا مندی سے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ کسی کا کسی فعل حرام پر راضی ہو جانا اسے حلال نہیں کر دیتا۔

(۱۴) بیویوں میں عدل و انصاف نہ کرنا :

اللہ تعالیٰ نے اپنی مبارک کتاب میں ہمیں وصیت کی ہے کہ بیویوں میں انصاف کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

﴿وَلَنْ تَسْتَظِفُّوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمِيْلِ فَتَدْرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تَصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [سورة النساء: ۱۲۹]

”اور تم خواہ کتنا ہی چاہو عورتوں میں ہرگز برابری نہیں کر سکو گے تو ایسا بھی

= اس آیت نے بتا دیا کہ جماع سے ایک غرض اولاد کا حصول ہے اور وہ صرف فرج [قبل] میں جماع سے ہی ممکن ہے جبکہ ذہر کا مقصد صرف اخراج فضلہ و پاخانہ ہے۔

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ [البقرہ: ۲۲۲] ”ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس طریق سے آؤ جس طریق سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے۔“

ترجمان قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ و مفسرین کے نزدیک صرف اس بات کی اجازت ہے کہ قبل میں جماع کرو نہ کہ ذہر میں۔

(۳) امام قرطبی نے اپنی تفسیر الجامع لأحكام القرآن میں سنن أبو داؤد، ترمذی، نسائی اور مسند أحمد کی بارہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحیح و حسن درجہ کی کئی احادیث نقل کی ہیں جن میں یہ صراحت موجود ہے کہ ذہر میں غیر فطری فعل حرام ہے۔ اس موضوع کی تفصیل قرطبی، ابن کثیر، أضواء البیان الشنقیطی اور دیگر کتب تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (ابوعبدان)



## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف ڈھل جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ گویا درمیان میں لٹک رہی ہے اور اگر آپس میں درستی موافقت کر لو اور [ظلم و زیادتی سے] پرہیز گاری کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

شریعت میں عدل و انصاف مطلوب ہے کہ وہ رات رہنے میں عدل کرے اور ہر کسی کا حق ادا کرے، خرچہ میں اور کپڑوں میں۔ اور عدل سے دلی محبت میں عدل مقصود نہیں کیونکہ یہ انسان کی ملکیت و اختیار میں نہیں، اور کسی کی اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہو جائیں تو وہ کسی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو نظر انداز کر دیتا ہے، کسی ایک کے ساتھ زیادہ رہتا ہے، یا اُس پر خرچہ زیادہ کرتا ہے اور دوسری کو نظر انداز کر دیتا ہے جبکہ یہ حرام ہے اور قیامت کے دن وہ اس حال میں ہوگا جسکا ذکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے :

(( مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَىٰ إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقَّةٌ

مَائِلٌ )) ﴿۱۵﴾

”جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف مائل ہو [یعنی دوسری کو نظر انداز کیے رکھے] تو قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اسکے جسم کا ایک حصہ ساقط و فاج زدہ ہوگا۔“

﴿۱۵﴾ کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں [اکیلے] بیٹھنا :

شیطان اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کو فتنہ میں ڈالے اور انہیں حرام کاری میں مبتلا کرے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے خبردار کیا اور محتاط رہنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے :

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ

خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾ [سورۃ النور: ۲۱]

﴿۱﴾ ابوداؤد ۶۰۱۲/۲، صحیح الجامع ۶۳۹۱۔

”اے مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلنا اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور بُرے کام ہی بتائے گا۔“

شیطان آدم کی اولاد کے جسم میں خون کی طرح چل رہا ہے، نامحرم عورت کے ساتھ اکیلے بیٹھنا انسان کو فحاشی اور بے حیائی میں مبتلا کرنے کا ایک راستہ ہے، اس لیے شریعتِ اسلامیہ نے اس کا راستہ ہی بند کر دیا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((لَا يَخْلُونَ رَجُلًا بِأَمْرٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)) ﴿٤٦﴾

”کوئی شخص جب کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھتا ہے تو اُن کا تیسرا شیطان ہوتا ہے۔“

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هَذَا عَلَى مُغِيبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوْ اثْنَانِ)) ﴿٤٧﴾

”آج کے بعد کوئی آدمی خاوند کی عدم موجودگی میں کسی عورت کے گھر میں داخل نہ ہو جب تک کہ اسکے ساتھ ایک یا دو آدمی نہ ہوں۔“

کسی آدمی کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی غیر محرم عورت جیسے بھابی ہو یا خادمہ [ملازمہ] کے ساتھ گھر، کمرے یا گاڑی میں اکیلے بیٹھے، اسی طرح ڈاکٹر کے ساتھ بیمار عورت بھی ہے، اور بہت سے لوگ اسے معمولی سمجھتے ہیں، یا تو اپنے آپ پر بھروسہ یا دوسروں پر حد سے زیادہ

﴿الترمذی ۳۴۲۳، نیز دیکھیے مشکوٰۃ المصابیح ۳۱۱۸ تحقیق الالبانی۔﴾

﴿صحیح مسلم ۱۷۱۱۴﴾

﴿اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر موجود نہ ہو تو ایسی مجبوری کی صورت میں عورت اپنے کسی محرم کے ساتھ مرد ڈاکٹر سے علاج معالجہ کروا سکتی ہے۔﴾

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

خیر کا یقین ہوتا ہے جبکہ اس سے فحاشی و بے حیائی پیدا ہوتی ہے یا اسکی شروعات میں مبتلا ہونا یقین ہوتا ہے اور جب نسب میں ملاوٹ ہو جائے یا حرام کی اولاد پیدا ہو جائے تو مصیبت مزید بڑھ جاتی ہے۔

### ① کسی غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا :

بعض معاشروں اور لوگوں میں بعض غلط عادات و رواج حد سے تجاوز کر چکے ہیں۔ ان کے سامنے اللہ کے حکم کی بات کریں یا حجت قائم کریں اور دلیل بیان کریں تو شریعت پسندی، قدامت پرستی اور قطع رحمی کی تہمت لگاتے ہیں اور نیک نیتی میں شک کرنے لگتے ہیں... الخ۔

آج کل چچا کی بیٹی، پھوپھی کی بیٹی، ماموں کی بیٹی، خالہ کی بیٹی، بھابھی، چچا کی بیوی اور ماموں کی بیوی سے مصافحہ پانی پینے سے زیادہ آسان ہے، اور اگر وہ اس کام کو بصیرت کی نظر سے دیکھیں کہ یہ بات شرعی طور پر خطرناک ہے تو وہ ایسا کبھی نہ کریں، نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَأَنْ يُطْعَمَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمَخِيطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَّهُ)) ①

”کسی کو اسکے سر میں لوہے کی سوئی چھونا اس سے بہتر ہوگا کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس پر حلال نہیں۔“

اور بیشک یہ غیر محرم عورت کو چھونا ہاتھ کا زنا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالْأَيْدِيَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَالْفَرْجُ يَزْنِي)) ②

”آنکھیں زنا کرتی ہیں، ہاتھ زنا کرتے ہیں، پاؤں زنا کرتے ہیں، اور فرج [شرم گاہ] زنا کرتی ہے۔“

① الطبرانی ۲۰/۲۱۲، صحیح الجامع ۲۹۲۱۔

② مسند امام احمد ۱/۴۱۲، صحیح الجامع ۲۱۲۶۔

کیا نبی ﷺ کے دل سے زیادہ پاک صاف بھی کسی کا دل ہو سکتا ہے؟ اس کے باوجود نبی ﷺ نے فرمایا ہے :

((إِنِّي لَا أَصَافِحُ النِّسَاءَ)) ﴿١﴾

”میں غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا“۔

اور فرمایا : ((إِنِّي لَا أُمْسُ أَيْدِي النِّسَاءَ)) ﴿٢﴾

”میں غیر محرم عورتوں کے ہاتھوں کو نہیں چھوتا“۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

((وَلَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ

يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ)) ﴿٣﴾

”اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا حتیٰ

کہ آپ ﷺ عورتوں سے بیعت بھی صرف زبانی ہی لیا کرتے تھے“۔

کیا ان لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اور خوف نہیں کھانا چاہیے جو اپنی بیویوں کو اگر وہ شوہر کے

بھائی سے مصافحہ نہ کریں تو طلاق تک کی دھمکی دے دیتے ہیں، یہ بھی جانتا چاہیے کہ کپڑے کے

پچھے سے یا بلا حائل مصافحہ کرنا کوئی دوسری بات نہیں بلکہ یہ دونوں حالات میں ہی حرام ہے۔

﴿١٤﴾ عورت کا گھر سے نکلتے وقت خوشبو لگانا اور مردوں کے پاس سے گزرنا :

یہ جرم نبی ﷺ کے خبردار کرنے کے باوجود ہمارے زمانے میں بہت پھیل گیا ہے،

نبی ﷺ کا ارشاد ہے :

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا

.....  
﴿١﴾ امام احمد ۱/۶، ۳۵۷، صحیح الجامع ۲۵۰۹۔

﴿٢﴾ الطبرانی فی المعجم الكبير ۳۳۲/۲۳، صحیح الجامع ۷۰۵۲، نیز دیکھیے الاصابة ۳۵۴/۴۔

صحیح مسلم ۱۲۸۹۔

فَهِيَ زَانِيَةٌ)) ﴿١٥﴾

”کسی بھی عورت نے اگر خوشبو یا عطر لگایا پھر وہ مردوں کی جماعت کے پاس سے گزری تاکہ وہ لوگ اسکی خوشبو سونگھیں تو وہ زانیہ و بدکار ہے۔“

بعض عورتیں غفلت کی بناء پر خوشبو لگا کر ڈرائیور کے ساتھ باہر جانے، یا بازار میں نکلنے یا سکول کے گیٹ کیپر کے ساتھ کھڑے ہونے کو معمولی سمجھتی ہیں، جبکہ شریعتِ اسلامیہ نے خوشبو لگانے والی عورت کیلئے اتنی سختی کی ہے اور کہا ہے کہ اگر وہ باہر جانا چاہے تو غسلِ جنابت جیسا غسل کرے، اگر چہ وہ مسجد میں ہی کیوں نہ جا رہی ہو، نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ لِيُجَدَّ رِيْحُهَا لَمْ

يُقْبَلْ مِنْهَا صَلَوةٌ حَتَّى تَغْتَسِلَ اغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ)) ﴿١٦﴾

”کسی بھی عورت نے عطر یا خوشبو لگائی پھر وہ مسجد کی طرف گئی تاکہ اسکی خوشبو دوسروں تک جائے تو اسکی نماز قبول نہ ہوگی جب تک کہ وہ غسلِ جنابت جیسا مکمل غسل نہ کرے۔“

اللہ تعالیٰ سے ہی شکایت کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی پناہ میں رکھے کیونکہ آجکل شادیوں اور دعوتوں میں شرکت کیلئے بکثرت عورتیں گھر سے نکلنے سے پہلے بخور کرتی اور عود کے عطر لگاتی ہیں، اور ان عطریات کا استعمال جنکی خوشبو بہت تیز ہوتی ہے بازاروں میں، ذرائع مواصلات یعنی بسوں و دیکوں میں اور اجتماعی میل جول کے مقامات میں حتیٰ کہ رمضان کی راتوں کو مسجدوں میں آتے ہوئے بھی ان عطریات کا استعمال عام ہو چکا ہے، جبکہ شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ عورتوں کی خوشبو اس طرح کی ہو جس کا رنگ نظر آئے اور مہک چھپ جائے، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں اپنی ناراضگی سے بچائے، اور نیک صالح مردوں اور عورتوں کا احمق مردوں اور

﴿١٥﴾ مسند الامام أحمد ۴/۴۱۸، نیز دیکھیے صحیح الجامع ۱۰۵۔

﴿١٦﴾ مسند الامام أحمد ۴/۴۲۲، نیز دیکھیے صحیح الجامع ۲۷۰۳۔

## محرمات (حرام اشیاء و امور) //

عورتوں کے افعال کی وجہ سے مواخذہ نہ کرے، اور ہم سب کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے [آمین]۔

### ۱۸) بغیر محرم کے عورتوں کا سفر کرنا :

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

(( لَا تَسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ ))

”کوئی عورت سفر نہ کرے جب تک کہ اسکے ساتھ محرم نہ ہو۔“

یہ حکم سب سفروں کو شامل ہے حتیٰ کہ حج کے سفر کو بھی، اور عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا فاسقوں کو بھڑکاتا ہے اور وہ اسکی عزت پر ہاتھ ڈالنے کیلئے اسکا راستہ روکتے ہیں اور وہ کمزور صنف ہے لہذا بہکاوے میں آسکتی ہے اور بعض حالات میں وہ اپنی عزت و آبرو یا عفت و شرافت کا نقصان کر بیٹھتی ہے، اسکا جہاز میں سفر کرنا بھی اسی طرح ہے چاہے اسے محرم ہی چھوڑنے آیا ہو اور آگے محرم لینے آیا ہو، کیونکہ نہیں معلوم اسکے ساتھ والی کرسی پر کون بیٹھے گا؟ اور اگر کوئی خرابی ہو جانے کی وجہ سے جہاز کو کسی دوسری ایئر پورٹ پر اترنا پڑ جائے، یا کوئی تاخیر ہو جائے اور ٹائم بدل جائے، تو اب پھر اکیلی عورت کا کیا حال ہوگا؟ اور بہت سے واقعات اور کہانیاں موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بلا محرم سفر کرنے میں کتنے نقصانات ہیں؟

محرم میں چار شرائط پائی جانی چاہئیں اور وہ یہ ہیں:

① وہ مسلمان ہو ② بالغ ہو ③ عقل مند ہو ④ مرد ہو، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

((.....أَبُوهَا أَوْ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا)) ⑤

”... عورت کا محرم اسکا باپ، یا بیٹا، یا شوہر، یا بھائی، یا کوئی بھی ایسا شخص بن

سکتا ہے جس سے اسکا نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہو۔“

⑤ صحیح مسلم ۹۷۷۲۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں

۱۹) کسی غیر محرم عورت کی طرف جان بوجھ کر دیکھنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغْضُؤْنَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْنَ فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ [النور: ۳۰]

” (اے نبی!) مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے خبردار ہے۔“

اور نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((فَرِزْنَا لَئِنَّا الْعَيْنَ النَّظْرُ [أَيُّ إِلَىٰ مَا حَرَّمَ اللَّهُ]) [۱])

”آکھ کا زنا ہے دیکھنا [یعنی جس کو دیکھنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے]۔“

البتہ اس سے شرعی حاجت و ضرورت سے دیکھنا مستثنیٰ ہے جیسا کہ منگیتر کو دیکھنا اور ڈاکٹر کا بیمار عورت کو بغرض علاج دیکھنا۔

اسی طرح عورت کا شہوت کی نگاہ سے کسی غیر محرم مرد کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾

[سورۃ النور: ۳۱]

”اور (اے نبی!) مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔“

اسی طرح بے داڑھی کے نو عمر و نوجوان اور حسین و خوب روڑ کے کو شہوت کی نگاہ سے

صحیح البخاری مع فتح الباری ۱۱/۲۶۸۔

## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

دیکھنا بھی حرام ہے، ایسے ہی مرد کا دوسرے مرد کے ان اعضاء کو دیکھنا جنہیں شرم سے چھپایا جاتا ہے اور عورت کا دوسری عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا بھی حرام ہے، اور کسی کی شرمگاہ کو دیکھنا یا اسے چھونا چاہے یہ کپڑے کے پیچھے سے ہو جائز نہیں، اور شیطان جن لوگوں کے ساتھ کھیلتا اور انکی آنکھوں میں دھول جھونکتا ہے وہ اُن عریاں و نیم عریاں تصویروں کو دیکھتے ہیں جو کہ اخباروں، رسالوں، میگزینوں، ڈائجسٹوں میں شائع ہوتی ہیں اور وہ بطورِ حجت کہتے ہیں کہ یہ تو محض تصویریں ہیں کونسے حقیقی مرد یا عورتیں ہیں۔ اسی طرح ہی ان کا فحش و عریاں فلمیں دیکھنا بھی ہے کہ یہ حقیقت نہیں محض تصویر ہوتی ہے جبکہ ان سے جو گندگی و بے حیائی پھیلتی اور شہوت بھڑک اٹھتی ہے وہ اچھی طرح واضح ہے کسی سے پوشیدہ نہیں۔

④ دیوثی و بے غیرتی [اپنی عورت کے پاس غیر مردوں کا آنا گوارا کرنا]:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک مرفوع حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

گرامی ہے:

((ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ: مُذْمِنٌ خَمْرٍ، وَالْعَاقُ

وَالذِّيُوثُ الَّذِي يَقْرُؤُ فِي أَهْلِهِ الْحَبْتَ)) ④

”تین ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ نے جنت حرام قرار دی ہے: شراب کا نشہ

کرنے والا، ماں باپ کا نافرمان اور دیوث جو کہ اپنے گھر والوں میں

خباثت و فحاشی کو برداشت و گوارا کرتا ہے۔“

ہمارے اس زمانے میں بے غیرتی کی ایک صورت اپنے گھر میں لڑکی یا عورت پر نظر

نہ رکھنا بلکہ چشم پوشی کرنا ہے جبکہ وہ کسی اجنبی و غیر محرم مرد کے ساتھ بیٹھی ہو یا اس سے بات کر رہی

ہو، اور اپنے گھر کی کسی بھی عورت کے کسی اجنبی آدمی کے ساتھ بیٹھنے پر راضی ہونا، اسی طرح گھر

④ امام احمد ۲/۲۹۹، صحیح الجامع ۳۰۴۔



## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

کی کسی عورت کو کسی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ اکیلے بیٹھنے اور سفر کرنے دینا وغیرہ، اور بغیر شرعی پردے کے انہیں باہر جانے کی اجازت دینا اور ہر آنے جانے والے کا انہیں دیکھنا، اسی طرح ایسی فلمیں یا بخش رسالے لگھر پر لانا جو کہ فحاشی و فساد پھیلاتے ہیں۔ ﴿۱﴾

﴿۲۱﴾ تبدیلی نسب [بیٹے کا اپنے باپ کے نسب کو جھٹلانا، اور باپ کا اپنے بیٹے کو جھٹلانا]:

کسی مسلمان کیلئے یہ شرعاً جائز نہیں کہ وہ اپنے باپ کے نسب کو جھٹلائے، یا وہ اپنے آپ کو اس قوم سے لاحق و منسوب کرے جن میں سے وہ نہیں ہے، بعض لوگ مادی اغراض اور دنیوی فوائد کے حصول کیلئے ایسا کرتے ہیں اور اپنا نقلی و جھوٹا نسب نامہ اصلی و رسمی اور سرکاری کاغذات میں ثابت کر دیتے ہیں، اور بعض لوگ اپنے باپ سے ناراض ہو کر انتقام و بدلہ لینے کیلئے ایسا کرتے ہیں کیونکہ اس نے انہیں بچپن میں چھوڑ دیا تھا، جبکہ یہ سب شکلیں حرام ہیں، اور اس سے مختلف امور میں بہت بڑے بڑے نقصانات ہو جاتے ہیں، جیسا کہ محرم کا مسئلہ اور نکاح و وراثت وغیرہ کے امور ہیں جبکہ صحیح بخاری شریف میں حضرت سعد اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

(( مَنْ اَدْعَى اِلَى غَيْرِ اَبِيهِ وَ هُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ )) ﴿۲﴾

”جس شخص نے اپنے آپ کو اپنے باپ کی بجائے کسی اور کی طرف منسوب

﴿۱﴾ گھروں میں بی بی وی، وی سی آر، کیبل اور انٹرنیٹ کے کھلے استعمال نے لوگوں کی آنکھوں سے حیا کا پانی خشک کر دیا ہے اور فحاشی کو فروغ دیا ہے جو سربراہان خاندان کو دیوشیت کی طرف کھینچنے کیلئے جارہا ہے۔ شادی بیاہ کی تقریبات میں عورتیں خوب بن سنور کر شریک ہوتی ہیں اور [مووی میکرز] کا ٹولہ عورتوں میں جا کر دلہا دلہن اور ان کی ہی نہیں بلکہ بہت ساری ماؤں بہنوں اور بہو بیٹیوں کی مووی بنانے کے بہانے انکے طرح طرح کے پوز بناتے ہیں اور اس کے عوض ہزاروں روپے بھی بطور [حق خدمت] اٹیٹھ کر لے جاتے ہیں۔ اگر غور کریں تو کیا یہ دیوشیت کے زمرے میں نہیں آتا؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی (ابو عدنان)

﴿۲﴾ البخاری، نیز دیکھیے فتح الباری ۴۵/۸۔

کیا یہ جانتے ہوئے کہ یہ جھوٹ ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔“

شریعتِ اسلامیہ میں ہر وہ کام حرام ہے جس کا تبدیلیِ نسب کے ساتھ تعلق ہو، یا نسب کو جھٹلانے کی بات ہو۔ بعض لوگوں کا اگر بیوی کے ساتھ جھگڑا زیادہ ہو جائے تو وہ اس پر فحاشی [بدکاری] کا الزام لگا دیتے ہیں اور بغیر کسی ثبوت کے اپنے بیٹے سے بری دوست بردار ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ اسکے بستر پر ہی اس دنیا میں آیا تھا، اور بعض بیویاں بھی امانت میں خیانت کرتی ہیں اور اگر کسی بدکاری سے حمل ہو جائے تو وہ اسے اپنے شوہر کے نسب میں ڈال دیتی ہیں جو کہ درحقیقت اس سے نہیں ہوتا، جبکہ اس پر بہت عظیم عذاب کی وعید آئی ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب لعان کی آیت ﴿لَا أُنزِلُ أَتْرَىٰ تُوَانَهُوْنَ﴾ نے نبی ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلْتُ عَلَىٰ قَوْمٍ مِّنْ لَّيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ وَلَنْ يُدْخِلَهَا اللَّهُ جَنَّتَهُ، وَ أَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ احْتَجَبَ اللَّهُ مِنْهُ وَ فَصَحَهُ عَلَىٰ رَوْسِ الْأَوْلِيَيْنِ وَ الْآخِرِينَ)) ﴿٤٢﴾

”کسی بھی عورت نے اگر کسی قوم میں کسی دوسرے کے بچے کو داخل کیا جو کہ دراصل ان میں سے نہیں ہے تو اللہ کی نگاہ میں اسکے لیے کوئی مقام نہیں اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی جنت میں بھی داخل نہیں کریگا، اور اگر کسی آدمی نے اپنے بیٹے کو جھٹلایا اور وہ اسے دیکھ رہا ہو [کہ اسی کا ہے] تو اللہ تعالیٰ اس سے پردہ کر لیں گے اور اُسے اولین سے لیکر آخرین تک تمام بنی آدم کے سامنے ذلیل و رسوا کر دیں گے۔“

﴿٤٢﴾ لعان کی تفصیل سورۃ النور کی آیات ۶ تا ۱۰ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (ابو عدنان)

﴿٤٢﴾ ابوداؤد ۲/۶۹۵، نیز دیکھیے مشکوٰۃ المصابیح ۳۳۱۶ تحقیق الالبانی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں سوائے سود خوروں کے کسی سے اعلان جنگ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ٥ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

[البقرہ: ۲۷۸، ۲۷۹]

”مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔“

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس جرم کے بھیانک ہونے کا پتہ اسی بات سے چل رہا ہے کہ سود خوروں کے ساتھ اعلان جنگ کیا گیا ہے۔ افراد اور ملکوں کے سٹیٹس و مقام پر نظر رکھنے والا ہر شخص اس سود خوری کی بربادی اور خرابی کو دیکھتا ہے کہ سود خور اپنے قرض بھی ادا نہیں کر سکتے اور ملک کی اقتصادیات میں جمو آتا ہے، بے روزگاری و بیکاری اور کساد بازاری بہت زیادہ ہو جاتی ہے، بہت سی کمپنیاں اور انسٹیٹیوٹ نقصان اٹھاتے ہیں اور سارے دن کی محنت مزدوری کے پیسے سود کھانے والے کے کھاتے میں ڈالے جاتے ہیں جو کہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ بنا ہوا ہے، معاشرے میں امیر اور غریب کی زندگی میں طبقاتی امتیاز پیدا ہو رہا ہے جس میں مال و دولت بعض بلکہ محض چند لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے، اور شاید یہی جنگ یا لڑائی کی صورتیں ہیں جن کا وعدہ اللہ نے ان لوگوں کے ساتھ کیا ہے جو سود لیتے اور دیتے ہیں۔

اور ہر وہ شخص جو سود میں شرکت کرتا ہے چاہے وہ اصل جانب کا سود کھانے یا کھلانے والا ہو یا سفارش و ضمانت دینے والا یا انکی مدد کرنے والا، نبی کریم ﷺ کی زبان سے سب

## ۱۱ محرمات (حرام اشیاء و امور) ۱۱

ملعون ہیں، اور ان پر لعنت بھیجی گئی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے :

(( لَعْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْمَلَ الرِّبَاَ وَ مُؤَكَّلَهُ وَ كَاتِبَهُ وَ شَاهِدِيَهُ ))

”نبی ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اسکے دونوں گواہوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

اور فرمایا :

(( هُمْ سَوَاءٌ )) ﴿۱﴾ ”یہ سب برابر کے شریک گناہ ہیں۔“

غرض سود لکھنے [کلرک] کا کام کرنا جائز نہیں، نہ ہی اسکی تصحیح و ترتیب یا اس کا منیجر ہونا، اور نہ ہی سود کا اندراج کرنا، اور نہ سودی پیسے کی وصولی و سپردگی کرنا اور سنبھال کر رکھنا، اور نہ نگرانی و چوکیداری کرنا، عام طور پر اس میں کسی بھی طرح شرکت کرنا اور اسمیں کوئی بھی مدد کرنا چاہے کسی بھی طرح سے ہو حرام ہے۔ ﴿۲﴾

نبی ﷺ اس سود جیسے کبیرہ گناہ کی قباحت کو بیان کرنے کے بہت حریص و فکر مند تھے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

(الرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَ سَبْعُونَ بَابًا أَيْسَرُهَا مِثْلُ أَنْ يَنْكَحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ وَ أَنْ أَرْبَى الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ) ﴿۳﴾

”سود کے تہتر [۷۳] درجے ہیں جن میں سے سب سے کم تر درجہ ایسے ہے کہ کوئی آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کر لے اور سب سے بڑا سود کسی مسلمان کی عزت پر حملہ اور زبان درازی کرنا ہے۔“

﴿۱﴾ مسلم ۱۲۱۹/۳

﴿۲﴾ اگر کوئی مجبوری ہو تو محض حفاظت کی نیت سے لا کر زیا کر نٹ اکاؤنٹ میں پیسے رکھے جاسکتے ہیں اور اگر مجبوری نہ ہو، دوسرا اسلامی وغیر سودی بینک موجود ہو تو سودی بینک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں پیسے جمع کروانا بھی ان سے تعاون و گناہ ہے۔ (ابوعدنان)

﴿۳﴾ الحاکم فی المستدرک ۳۷۲/۳، صحیح الجامع ۳۵۳۳۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں

## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

حضرت عبداللہ بن حظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(( دَرَاهِمٌ رِبَا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدَّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَنْبَةً )) ﴿٤٦﴾

”آدمی جان بوجھ کر اگر سود کا ایک درہم بھی کھاتا ہے تو وہ چھتیس [۳۶] مرتبہ زنا کاری کرنے سے زیادہ سخت گناہ ہے۔“

سود کی حرمت کسی امیر یا غریب کیلئے خاص نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ

سب کیلئے عام ہے، یہ ہر شخص کیلئے حرام اور ہر حال میں حرام ہے۔ ﴿٤٦﴾

اور اسی سود کی وجہ سے کتنے مال دار لوگ اور بڑے بڑے تاجر مفلس ہو گئے اور حقائق

اس بات کے گواہ ہیں۔ یہ سود کم از کم مال و دولت کی برکت ختم کر دیتا ہے چاہے کتنا بھی مال ہو،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

(( الْوَبَا وَإِنْ كَفُرَ فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيرُ إِلَى قَلْبِ )) ﴿٤٧﴾

”سود سے مال بظاہر چاہے کتنا ہی بڑھ جائے مگر اس کا انجام قلت و کمی کی

طرف ہی آتا ہے۔“

اسی طرح سود کی حرمت اس کی شرح فیصد کے ساتھ بھی خاص نہیں کہ اسکی نسبت بہت

اونچی ہے یا نیچی، کم ہے یا زیادہ بلکہ یہ ہر صورت میں ہی حرام ہے:

”سود خور قیامت کے دن جب قبر سے نکالا جائیگا تو وہ اس طرح کھڑا ہوگا جیسا کہ اس پر

شیطان کا سایہ ہو یا اسے جنوں و جھٹی پن کا دورہ پڑا ہو۔“

اس گناہ اور جرم کے فاحش و خطرناک ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس سے توبہ

کرنے کا بتایا اور اس کا دروازہ کھلا رکھا ہے اور اسکی کیفیت بھی بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود

﴿٤٨﴾ امام احمد ۵/۲۲۵، صحیح الجامع: ۳۳۷۰ ﴿٤٩﴾ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ امیر و فقیر کے مابین سود کا لین

دین ہو تو حرام اور اگر میروں کا باہم لین دین ہو تو یہ حرام نہیں۔ یہاں اسی نظریہ کا رد کیا گیا ہے۔ (ابوعدنان)

﴿٥٠﴾ الحلی ۲/۳۷، صحیح الجامع ۳۵۴۲، اور قلت کا معنی ہے: مال میں کمی ہونا۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پیلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں

11 محرمات (حرام اشیاء و امور) 11

خوروں سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے :

﴿وَأَنْ تَبْتُمُ فَلَكُمْ رُؤُوسٌ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلُمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾

[سورة البقره : ۲۷۹]

”اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان“۔

اور یہ سراسر عدل و انصاف ہے۔ ہر مومن و مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس کبیرہ گناہ سے نفرت و پرہیز کرے اور اس سے دور رہے، اور اس کبیرہ گناہ کی قباحت کو محسوس کیا جائے حتیٰ کہ وہ لوگ جو مجبوراً گم ہو جانے یا چوری کے ڈر سے سود والے بنکوں میں اپنا مال رکھتے ہیں، انہیں بھی چاہئے کہ وہ اس بات کا احساس کریں اور اسکا کوئی متبادل و حلال حل تلاش کریں اور وہ سودی بنکوں میں پیسہ رکھنے کو ایسے ہی سمجھیں جیسے کسی مجبوری کے تحت مردے کا گوشت کھایا جائے بلکہ اسکا گناہ و قباحت اس سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور اسکے بدلے دوسرا ستہ ڈھونڈیں۔ بنک سے سود کا مطالبہ کرنا بالکل جائز نہیں بلکہ سوداگرا کے حساب [اکاونٹ] میں ڈال بھی دیا جائے تو وہ اسے صدقہ سمجھ کر نہیں بلکہ اس سے پچھا چھڑانے کیلئے کسی جائز راہ میں خرچ کریں، کیونکہ ”اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور صرف پاک چیزیں ہی قبول کرتا ہے“۔ اور اس سے کسی طرح کا بھی فائدہ اٹھانا جائز نہیں نہ کھانے پینے میں نہ لباس و پوشاک میں، نہ سواری یا گھر کیلئے، نہ ہی بیوی بچوں یا ماں باپ پر واجب خرچے میں نہ زکوٰۃ ٹیکس ادا کرنے میں اور نہ ہی اپنے اوپر سے کسی مصیبت کو ہٹانے میں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ڈر سے اس سے پچھا چھڑانے کی کوشش کریں۔

۲۳) سامانِ فروخت کے عیب کو چھپا کر اُس سے بیچنا :

نبی ﷺ ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے، اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ ﷺ کی

انگلیاں گیلی ہو گئیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا :

(( مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَمَا يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ عَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا )) ﴿١﴾  
 ”اے غلے والے! یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ!  
 اسے بارش نے بھگو دیا تھا، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے اوپر  
 کیوں نہیں کر دیا تاکہ اسے لوگ دیکھ سکیں؟ جس نے دھوکا کیا وہ ہم میں  
 سے نہیں ہے۔“

آج کل بہت سے تاجر و سوداگر اور اپنا سامان بیچنے والے جو اللہ سے نہیں ڈرتے، وہ اپنے سامان کے عیب کو چھپا کر بیچتے ہیں، یا خراب مال سامان کی پٹی کے سب سے نیچے رکھ دیتے ہیں، یا اسے اچھی صورت میں لانے کیلئے اس پر کچھ کیمیکل استعمال کرتے ہیں، یا الیکٹرانک مشین کی عیب بتانے والی آواز کو چھپا کر دھوکہ دیتے ہیں پھر جب خریدار لوٹ کر اپنے گھر آتا ہے تو وہ سامان جلد خراب ہو جاتا ہے، اور بعض لوگ سامان کے ختم ہونے کی تاریخ (EXPIRY DATE) کو بدل دیتے ہیں، یا خریدار کو سامان کا معائنہ نہیں کرنے دیتے، اور بہت سے لوگ جو گاڑیاں یا انکے پرزے بیچتے ہیں وہ اسکی خامیاں بیان نہیں کرتے جبکہ یہ حرام ہے، نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

(( اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ اَخِيهِ بَيْعًا فِيهِ عَيْبٌ اِلَّا بَيَّنَّهُ لَهُ )) ﴿٢﴾

”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان بھائی کیلئے اپنا مال فروخت کرنا اسوقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ اسے اس سامان کا عیب و

صحیح مسلم ۹۹/۱

ابن ماجہ ۵۴۲۲، صحیح الجامع ۶۷۰۵۔

خامی بتانے دے۔“

کاروں کے بعض تاجر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب وہ نیلامی میں خریدار کو یہ کہیں کہ میں لوہے کا ڈھیر بیچتا ہوں... تو اُنکے سر سے عیب بتانے کی ذمہ داری کا بوجھ اتر جاتا ہے، حالانکہ یہ تجارت بغیر برکت کے ہوتی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :

(( اَلْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَالٌ يَتَفَرَّقَانِ صَدَقًا وَبَيْنَا بُورِكَ لَهُمَا فِى بَيْعِهِمَا وَ اِنْ كَذَبَا وَ كَتَمَا مُحِقَّتْ بَرَكَتُهُ بَيْنَهُمَا )) ﴿٢٣﴾

”بائع اور مشتری [خریدنے اور بیچنے والا] دونوں کو اس وقت تک اختیار ہے [چاہیں تو معاملہ رکھیں اور چاہیں تو توڑ ڈالیں گوا بیجا قبول ہو چکا ہو] جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، اور اگر ان دونوں نے سچ کہا اور عیب وغیرہ بیان کیا تو اُس بیع میں برکت ڈالی جائیگی، اور اگر انہوں نے جھوٹ سے کام لیا اور عیب کو چھپایا تو اُنکی بیع اور خرید و فروخت میں بے برکتی ہو جائیگی۔“

﴿٢٣﴾ صرف بھاؤ بڑھانے کیلئے بولی دینا :

اگر کوئی شخص کسی چیز کو خریدنا تو نہ چاہتا ہو لیکن محض دوسروں کو دھوکا دینے کیلئے اور ان سے زیادہ پیسے نکلوانے کیلئے بولی میں اس چیز کی قیمت بڑھادے، اس کے بارے میں نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(( لَا تَنَاجِشُوا )) ﴿٢٤﴾

”ارادہ خریداری کے بغیر کسی چیز کی محض قیمت بڑھانے کیلئے بولی میں حصہ نہ لو۔“

.....  
﴿٢٤﴾ صحیح البخاری مع الفتح ٣/٣٢٨ -

﴿٢٤﴾ صحیح البخاری مع فتح الباری ١٠ / ٣٨٣ -



## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

اور بیشک یہ دھوکے کی ایک قسم ہے اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :  
 ((الْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ)) ﴿١﴾  
 ”مکاری اور دھوکہ کرنے والے جہنم میں ہیں۔“

بہت سے نیلام گھروں، منڈیوں اور گاڑیاں سیل کرنے والے شورومز میں بولیاں لگانے والوں [دلالوں] کی کمائی خبیث و ناپاک اور حرام ہے اور یہ انکے کئی حرام اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے ہے مثلاً یہ کہ انکا اس کام میں قدم رکھنا خریدنے والے اور بیچنے والے کو دھوکے میں رکھنا اور مال کے مالک کو دھوکے میں رکھ کر اس چیز کی قیمت کم کرنا ہوتا ہے جبکہ وہی چیز اگر خود ان کی ہو تو اسکے برعکس کرنا کہ ایسے میں وہ خریداروں میں گھس جاتے اور نیلامی میں قیمتیں بڑھا دیتے ہیں۔ یوں وہ اللہ کے بندوں کو دھوکا دیتے اور انہیں نقصان پہنچاتے ہیں۔

﴿٢٥﴾ جمعہ کی دوسری آذان کے بعد خرید و فروخت کرنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ

ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [الجمعة: ٩]

”مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے آذان دی جائے تو اللہ کی یاد

(خطبہ و نماز) کے لیے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کر دو اگر سمجھو

تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔“

بعض دکانوں والے دوسری آذان کے بعد بھی اپنی دکانوں میں یا مسجدوں کے سامنے چیزیں بیچنا جاری رکھتے ہیں اور انکے ساتھ وہ بھی گناہ میں شریک ہو جاتے ہیں جو ان سے خریدتے ہیں چاہے مسواک ہی کیوں نہ ہو اور یہ معاملہ واضح طور پر منع ہے اور بعض بیکری والے یا ہونٹوں کے مالک اپنے عملے کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ جمعہ کی نماز کے وقت کام

﴿١٠٥﴾ صحیح مسلم، سلسلۃ الأحادیث، الحجۃ للالبانی ۱۰۵۔

## ۱۱ محرمات (حرام اشیاء و امور) ۱۱

جاری رکھیں، اگرچہ اس طرح کے لوگوں کو بظاہر کچھ نفع نظر آتا ہو لیکن حقیقت میں انکا زیادہ نقصان ہی ہوتا ہے۔ اور خود انکے عملہ کو بھی نبی ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرنا چاہیے :

((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ)) ﴿۱﴾

”اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت واجب نہیں ہے۔“

### ۲۶) جو اھلیان :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ

الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [سورة المائدہ: ۹۰]

”شراب اور جو اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔“

عہد جاہلیت میں لوگ جو بہت کھیلتے تھے جسکی ایک سب سے مشہور شکل یہ تھی کہ ایک ہی اونٹ کی خریداری میں دس اشخاص برابر میں حصہ دار ہوتے، اور پھر تیروں کے ذریعے ایک قسم کی قرعہ اندازی و قسمت آزمائی ہوتی جس میں سات افراد کو تو کچھ قیمت مل جاتا اور تین افراد کو کچھ نہیں ملتا تھا۔

آج ہمارے اس زمانے میں جوئے کی بہت سی شکلیں ہیں مثلاً:

### ① لاٹری :

ان شکلوں میں سے پہلی تو آج کل یا نصیب [لاٹری] کے نام سے معروف ہے جسکی بہت سی صورتیں موجود ہیں اور سب سے معمولی قسم یہ ہے کہ لوگ پیسے دے کر نمبر یا ٹکٹ خریدتے ہیں جس پر قرعہ اندازی ہوتی ہے اور پہلے دوسرے تیسرے نمبر پر جیتنے والے کو

.....

۱۔ مسند امام احمد ۱۲۹/۱، علامہ احمد شاکر نے اسکی سند کو صحیح کہا ہے دیکھیے حدیث: ۱۰۶۵، اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے [ز]۔

## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

انعامات ملتے ہیں اور اسی طرح کے مختلف انعامات ہوتے ہیں اور یہ سب حرام ہے اگرچہ لوگ اسے فائدہ مند کہتے اور خدمتِ خلق قرار دیتے ہیں یا پھر اس میں رفاہِ عامہ اور بھلائی کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن درحقیقت یہ حرام ہے۔

اسی طرح کوئی چیز ایسی خریدیں جسکے پیکٹ یا لفافے میں ایک مجہول [نامعلوم] چیز ہو یا کوئی سامان خریدنے کے وقت اسکے ساتھ ایک نمبر دیا جائے جس پر قرعہ اندازی کی جائے تاکہ جیتنے والوں کی نشاندہی کی جائے تو یہ سب بھی لاٹری کی ہی اقسام ہیں۔

## ② انشورنس :

ہمارے زمانے میں جوے کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ لوگ اپنی جان و مال، گھر، گاڑی اور دیگر اشیاء کا بیمہ کرواتے ہیں اور آتشزدگی سے بچنے کیلئے یا کسی کی ایذا رسانی سے بچاؤ کیلئے ہر چیز کی مکمل [فل] انشورنس کرواتے ہیں۔ اس طرح کی مختلف صورتیں مروج ہیں حتیٰ کہ آجکل تو بعض گانے والے [سنگر] اپنی آوازوں کی بھی انشورنس کرواتے ہیں۔ ﴿۱﴾

یہ سب صورتیں جوے میں داخل ہیں بلکہ ایسی ہی کئی اور شکلیں ہیں جن سے قرآن نے منع کیا ہے اور ہمارے زمانے میں تو جوے کیلئے خاص کلب پائے جاتے ہیں جن میں جوا کھیلنے کے بعض اڈے [سبز ٹیبل] کے نام سے پہچانے جاتے ہیں جو کہ خاص طور پر اس عظیم گناہ کا ارتکاب کرنے والوں کیلئے ہی مخصوص ہوتے ہیں، اسی طرح یہ جو فٹ بال میچ یا ٹورنامنٹ کے دوران بازیاں اور شرطیں لگتی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی جوے کی ہی ایک قسم ہے کہ کھلونوں کی دکانوں، کلبوں اور مختلف اسٹیڈیوز اور شاپنگ سنٹرز میں بعض کھلونے پائے جاتے ہیں یا گیمیں ملتی ہیں جنہیں [فلپرز] کا نام دیا جاتا ہے وغیرہ۔

﴿۱﴾ انشورنس کے حکم اور اسلامی متبادل کی تفصیلات کیلئے دیکھیے مجلۃ البحوث الاسلامیہ شماره ۱۹، ۱۷، ۲۰، یہ مجلہ [البحوث الاسلامیہ] الرئاسہ العامہ لادارات البحوث العلمیہ و الافتاء و الدعوة و الارشاد الرياض کی طرف سے صادر ہوتا ہے۔

## 11 محرمات (حرام اشیاء و امور) 11

جہاں تک مقابلوں اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کا تعلق ہے، اسکی تین قسمیں ہیں :

**اول :** جسکا کوئی شرعی یا دینی مقصد ہو تو وہ انعام کے ساتھ بھی اور بلا انعام بھی جائز ہے کہ یہ انعامات میدانِ جہاد میں استعمال ہونے والے اونٹ یا گھوڑے کی ریس پر ہوں یا تیر اندازی و نشانہ بازی کے مقابلے میں ہوں اور راجح قول کے مطابق اسمیں شرعی [دینی] علوم کی تحصیل مثلاً قرآن کے حفظ پر مشتمل مقابلے بھی شامل اور جائز ہیں۔

**دوم :** وہ مقابلے جو کہ کسی بھی شرعی ہدف سے تو خالی ہیں لیکن وہ بذاتہ جائز ہیں خصوصاً وہ بلا انعام جائز ہیں جیسا کہ فٹ بال بیچ اور دوڑ کے مقابلے جو محرمات سے خالی ہوں جن میں نمازیں ضائع نہ ہوں اور نہ بے پردگی ہو کیونکہ بیشک یہ امور بلا انعام جائز ہیں۔

**سوم :** جو کہ خود محرم [حرام] ہوں یا حرام کی طرف پہنچانے کا راستہ ہوں جیسا کہ گندے اور فساد والے مقابلے مثلاً مقابلہ حسن، نتیجہ کسی کو ”ملکہ حسن“ کا نام دیا جاتا ہے یا مکہ بازی [Boxing] جو منہ پر مارنے پر مشتمل ہوتی ہے جبکہ کسی کے [چہرے پر مارنا] حرام ہے۔ یا سینگوں والے بیلوں مینڈھوں کی لڑائی اور مرغوں کی لڑائی وغیرہ کا بیچ ہوتا ہے یہ سب انعام کے ساتھ یا بلا انعام بہر صورت حرام ہیں۔ ﴿۱﴾

## ﴿۲﴾ چوری کرنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ

اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ [المائدہ: ۳۸]

”اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ اُن کے

﴿۱﴾ شیخ عبدالحسن الزامل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس موضوع پر جو بات چیت کی گئی تھی یہ اسکا خلاصہ ہے، اور شاید وہ اس موضوع پر ایک منفرد و مفصل مقالہ بھی تیار کریں۔

## 11 محرمات (حرام اشیاء و امور) 11

فعلوں کی سزا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ہے اور اللہ زبردست حکمت

والا ہے۔

جرم چوری کے سب سے عظیم جرائم میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں حج و عمرہ کرنے والوں کی چوری کی جائے اور اس قسم کے بدترین چور دنیا کے سب سے بہترین حصے حرم شریف اور اللہ کے گھر کے ارد گرد بھی اللہ تعالیٰ کی حدود کا لحاظ نہیں رکھتے۔ نبی ﷺ کے ایک نماز کسوف میں جہنم کا منظر دیکھنے کے قصے میں ارشاد ہے :

((لَقَدْ جِئْنَا بِالنَّارِ وَذَلِكُمْ حِينِ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمُحْجِنِ يَجْرُ قَصْبَهُ [أَمْعَاءُ هُ] فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمُحْجِنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمُحْجِنِي وَإِنْ عَقَلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ)) ﴿١﴾

”[دوران نماز کسوف] میرے سامنے جہنم کی آگ کو لایا گیا جبکہ آپ لوگوں نے دیکھا کہ میں تھوڑا پیچھے کی طرف ہٹا تھا اس ڈر سے کہ کہیں وہ آگ مجھے جھلسا نہ دے، حتیٰ کہ میں نے ٹیڑھے منہ والے ڈنڈے کے مالک کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں آگ میں گھیٹ رہا تھا کیونکہ وہ حاجیوں کو اپنے ٹیڑھے سروالے ڈنڈے سے لوٹتا تھا، اگر حاجی کو خبر ہو جاتی تو وہ اپنی صفائی میں کہتا تھا: کہ وہ خود ہی ٹیڑھے منہ والے ڈنڈے سے لٹک گیا تھا، اور اگر پتانا چلے تو وہ اُسے لے جاتا تھا۔“ ﴿٢﴾

اور سب سے بڑی چوریوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے مشترکہ و سرکاری و قومی املاک و مال عام سے کی جائے اور بعض لوگ جو یہ چوری کرتے ہیں وہ اپنی اس حرکت کو

﴿١﴾ المحجن ٹیڑھے منہ والا ڈنڈا یا چھڑی۔ ﴿٢﴾ صحیح مسلم نمبر ۹۰۴۔

## ۱۱ محرمات (حرام اشیاء و امور) ۱۱

جائز کرنے کیلئے کہتے ہیں کہ جیسے دوسرے بہت لوگ چوری کرتے ہیں اسی طرح ہی ہم بھی کرتے ہیں کوئی ہم ہی اکیلے تو نہیں لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ چوری تمام مسلمانوں کی چوری شمار ہوتی ہے، کیونکہ عام سرکاری و قومی مال تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہوتا ہے، اور جو لوگ بغیر اللہ کے ڈر کے اس کام کا ارتکاب کرتے ہیں انکی اس بری عادت کو اپنے لیے حجت نہیں بنایا جاسکتا۔ ﴿۱﴾

بعض لوگ کافروں کے مال سے چوری کو گناہ شمار نہیں کرتے ہیں اور یہ اس حجت سے کہ وہ تو کافر ہیں جبکہ یہ بھی سراسر غلط ہے، کیونکہ صرف ان کفار کا مال چھیننا لوٹنا جائز ہے جو کہ مسلمانوں سے جنگ کر رہے ہوں، باقی کفار کے افراد یا انکی کمپنیاں اس میں داخل نہیں۔  
بعض لوگ دوسروں کے گھروں میں انکی زیارت کیلئے مہمان بن کر جاتے ہیں اور میزبان کے گھر سے چوری کر لیتے ہیں، اور بعض لوگ اس کے برعکس اپنے مہمانوں کے بیگوں پر ہاتھ صاف کر لیتے اور ان سے چوری کر لیتے ہیں۔

بعض تجارتی مراکز یا دکانوں میں گھس کر اپنی جیبوں اور کپڑوں میں چیزیں چھپا لیتے ہیں اسی طرح بعض عورتیں دکانوں سے اپنے کپڑوں کے نیچے کچھ چھپا لیتی ہیں، اور بعض لوگ سستی یا کم قیمت چیزوں کی چوری کو تو بالکل ہی معمولی سمجھتے ہیں جبکہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

(( لَعْنَةُ اللَّيْثِ السَّارِقِ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ )) ﴿۲﴾

”چور پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو وہ انڈا چوری کرتا ہے تو اسکا ہاتھ کاٹ دیا جاتا

ہے اور اگر رسی چوری کرتا ہے تو اسکا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔“

﴿۱﴾ اموال عام یا سرکاری املاک کی چوری کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اپنے گھروں کیلئے یا کارخانوں اور شادی بیاہ وغیرہ کے مواقع پر حکومتی بجلی کی چوری کی جائے۔ (الوعدنان)  
﴿۲﴾ صحیح البخاری مع فتح الباری ۸۱/۱۲۔

## 11 محرمات (حرام اشیاء و امور) 11

اور جو شخص کوئی چوری کر بیٹھے اُسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کرنے کے بعد وہ چیز اسکے مالک کو لوٹا دے، چاہے وہ اسے سرعام لوٹائے یا چوری چھپے یا کسی دوسرے کے ذریعے، اور اگر اُس چیز کے مالک تک یا اسکے وارثوں تک زبردست کوشش کے بعد بھی پہنچانا مشکل ہو جائے تو وہ اس نیت کے ساتھ اسکا صدقہ کر دے کہ اسکا ثواب اسکے مالک کو ہو۔

### 28 رشوت لینا اور دینا :

لوگوں کے درمیان سچ کو جھوٹ میں بدلنے، کسی کا حق غصب کرنے یا باطل کو نافذ و رائج کرنے کیلئے قاضی یا حاکم کو رشوت دینا بہت بڑا جرم ہے، کیونکہ اسکا انجام فیصلے میں ظلم، حقدار پر زیادتی، دوستوں کو نقصان اور فساد و بگاڑ پھیلانے کی شکل میں سامنے آتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَذَلُّوا بِهَا إِلَى الْحُكْمِ  
لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

[سورة البقره: 188]

”اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ اُس کو (رشوت) حاکموں کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاوے اور (اسے) تم جانتے بھی ہو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((لَعَنَ اللَّهُ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ فِي الْحُكْمِ))

”اپنے حق میں فیصلہ کروانے کیلئے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔“

.....  
﴿مسند احمد ۲/۳۸۷، صحیح الجامع: ۵۰۴۹﴾

لیکن اگر یہ اپنے جائز حق تک پہنچنے کیلئے یا کوئی ظلم و پریشانی دور کرنے کیلئے ہو جس میں رشوت کے علاوہ کوئی راستہ و چارہ ہی نہ رہا ہو تو وہ مجبوری ہے اور ایسا شخص وعید و دھمکی میں شامل نہیں ہے۔

ہمارے دور میں رشوت کھلے عام پھیل گئی ہے حتیٰ کہ بعض ملازمین کی رشوت سے حاصل ہونے والی آمدنی انکی اصل تنخواہ سے بڑھ کر ہے، بلکہ رشوت بہت سی کمپنیوں میں مختلف ناموں سے انکے بجٹ کا ایک بند [مد، دفعہ یا ARTICLE] بن چکی ہے، اور بہت سے معاملے ایسے ہو گئے ہیں کہ اسکے بغیر نہ شروع ہوتے ہیں اور نہ ہی ختم۔ اور اس سے غریبوں کو بہت بڑا نقصان ہوتا ہے، اور اسکی وجہ سے بہت سی ذمہ داریاں اور عہد خراب ہو چکے ہیں، اور یہ ملازمین و کارکنوں کیلئے فساد و بگاڑ کا سبب بن گئی ہے۔ اچھی سروس [ملازمت] صرف اسے دی جاتی ہے جو رشوت دے، اور جو شخص رشوت نہ دے تو اسکے لئے کاروائی ہی بری یا خراب ہوتی ہے ورنہ لا پرواہی کر کے اسکا کام لیٹ کر دیا جاتا ہے، اور رشوت دینے والے جو اسکے بعد آئے تھے وہ اُس سے عرصہ قبل فارغ ہو چکے ہوتے ہیں، اور رشوت کی وجہ سے بہت سے پیسے جو منافع کی شکل میں مالکوں کے ہوتے ہیں مگر خرید و فروخت کے مسئولین [پر چیزوں] کی جیبوں میں جمع ہو جاتے ہیں، اس لئے اور اسکے علاوہ ایسے ہی دیگر اسباب کے پیش نظر اس بات پر تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس جرم کا ارتکاب کرنے اور اس میں شریک ہونے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے کی بددعا فرمائی ہے کہ وہ لعنت الہی کے مستحق ٹھہریں، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الرَّاشِيِّ وَالْمُرْتَشِيِّ)) ﴿١﴾

”رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔“

﴿سنن ابن ماجہ: ۲۳۱۳، صحیح الجامع: ۵۱۱۳۔﴾



۲۹) کسی کی زمین زبردستی چھیننا [نا جائز قبضہ]:

اگر دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہ رہے تو پھر طاقت و قوت انسان کیلئے وبال جان بن جاتی ہے وہ اسے ظلم کرنے میں استعمال کرتا ہے جیسا کہ دوسروں کے اموال پر قبضہ کرنا اور زبردستی ان کی زمین چھیننا وغیرہ۔ اور اسکے لئے شریعت میں زبردست سزا وارد ہوئی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ)) ﴿۱﴾

”جس شخص نے بغیر حق کے کسی کی زمین چھینی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ساتوں زمینوں کے نیچے تک دھنسا دے گا۔“

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

گرای ہے:

((أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ كَلَفَهُ اللَّهُ أَنْ يُحْفِرَهُ [وَفِي الطَّبْرَانِيِّ: يُحْضِرَهُ] حَتَّى آخِرَ سَبْعِ أَرْضِينَ ثُمَّ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ النَّاسِ)) ﴿۲﴾

”کسی شخص نے اگر کسی کی زمین میں سے بالشت برابر بھی غصب کی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے سات زمینوں کے آخر تک کھودنے کا حکم دے گا [اور طبرانی میں ہے: ”کہ وہ اسے لے کر آئے“] پھر اسے اس وقت تک اُسکے گلے کے ارد گرد طوق بنا دیا جائے گا جب تک کہ تمام لوگوں میں اللہ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔“

.....  
 ﴿۱﴾ صحیح البخاری مع التلخیص ۱۰۳/۵۔  
 ﴿۲﴾ الطبرانی فی الکبیر ۲۲/۲۷، صحیح الجامع میں ۲۷۱۹۔

## حرمات (حرام اشیاء و امور) II

اپنی زمین کی حدود کے نشانات بدلنا بھی کسی کی زمین پر ناجائز و غاصبانہ قبضہ کرنے میں شامل ہے جس میں اپنے پڑوسی کے رقبے سے کچھ لے کر اپنی زمین کو کھلی کرنا مقصود ہوتا ہے جس کا اشارہ نبی ﷺ کے اس ارشاد میں ہے :

(( لَعْنَ اللّٰهِ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ )) ﴿١﴾

”جس شخص نے زمین کے نشان و علامت کو بدلا، اس پر اللہ کی لعنت ہے۔“

## ۳۰) سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا :

لوگوں کے مابین عزت، اثر و رسوخ، بلند مرتبہ، اعلیٰ منصب اور دولت کا حصول انسان پر اللہ کی نعمت ہے بشرطیکہ وہ اس کا شکر ادا کرے، اور جو شخص اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہے تو اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ اسے دوسرے مسلمانوں کے فائدے کیلئے استعمال کرے، اور یہ نبی ﷺ کے اس قول شریف کے عموم میں داخل ہے :

(( مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ )) ﴿٢﴾

”جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو وہ ایسا ضرور کرے۔“

جس شخص نے اپنی دولت یا اثر و رسوخ سے اپنے کسی مسلمان بھائی سے ظلم دور کیا یا بغیر کسی حرام فعل کے ارتکاب کے کسی کو کسی کا حق چھیننے سے روکا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر و ثواب کا مستحق ہے بشرطیکہ اسکی نیت خالص رضاء الہی کا حصول ہو جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے :

(( اِسْفَعُوا فَوْجُوًّا )) ﴿٣﴾

”شفاعت و سفارش کرو تا کہ تم اجر و ثواب حاصل کرو۔“

صحیح مسلم مع شرح نووی ۱۳/۱۳۱- صحیح مسلم ۲/۱۵۲۶-۱۵۲۷

ابو داؤد ۵۱۳۲، اور صحیحین میں بھی یہ حدیث موجود ہے، فتح الباری ۱۰/۲۵۰، کتاب

الأداب، باب: مؤمنوں کا آپس میں تعاون۔

## 11 محرمات (حرام اشیاء و امور) 11

اس شفاعت یا سفارش کے عوض کچھ لینا جائز نہیں جسکی دلیل حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں وارد ہونے والا یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((مَنْ شَفَعَ لِأَحَدٍ شَفَاعَةً ، فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَاقْبَلَهَا مِنْهُ فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرَّيَا)) ﴿۱﴾

”جس شخص نے کسی کیلئے سفارش کی، تو اُس شخص نے اس سفارش کے عوض اُسے تحفہ دیا اور اُس نے قبول کر لیا، تو وہ سود کے ایک بہت بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔“

بعض لوگ اپنی جاہ و منزلت، اپروچ یا پہنچ، اثر و نفوذ یا سفارش کو کسی مالی قیمت کے عوض میں استعمال کرتے ہیں ایک رقم کی شرط پر کسی شخص کو نوکری یا ملازمت دلانے یا کسی ادارے یا کسی علاقہ سے دوسرے علاقے یا ادارے میں تبدیلی [ٹرانسفر] یا کسی مریض کا علاج وغیرہ کرانے کیلئے سفارش کرتے ہیں جبکہ راجح قول کی رو سے یہ معاوضہ حرام ہے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث سے یہی پتہ چل رہا ہے، بلکہ حدیث کے ظاہر سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ معاوضہ لینا حرام ہے چاہے بغیر سابق شرط کے بھی ہو۔ ﴿۲﴾

کسی کے ساتھ نیکی و بھلائی کرنے والا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ثواب پائے گا، اسے ہر وقت اسی پر نظر رکھنی چاہیے، ایک آدمی حضرت حسن بن سہلؓ کے پاس کسی کام کی سفارش کیلئے آیا جو انہوں نے کر دی، تو وہ آدمی شکر یہ ادا کرنے کیلئے انکے پاس آیا، حضرت حسن بن سہلؓ نے فرمایا: کس بات کا شکر یہ ادا کر رہے ہو؟ ہماری نظر میں عزت و شہرت کی بھی زکوٰۃ ہوتی ہے جیسا کہ مال و دولت کی زکوٰۃ ہے اور میں نے تمہاری سفارش کر کے اپنے جاہ و منصب کی زکوٰۃ

﴿۱﴾ مسند امام احمد ۲/۶۱۵، صحیح الجامع ۲/۶۹۳۔

﴿۲﴾ اس مسئلہ میں شیخ عبدالعزیز ابن بازؒ کی زبان سے بالمشافہ میں نے استفادہ کیا تھا۔ (مؤلف)

اداکی ہے۔ ﴿۱﴾

یہاں اس بات کی طرف اشارہ کر دینا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ کسی کام کو سرانجام دینے، اسکی دیکھ بھال کروانے اور کاروائی مکمل کروانے کیلئے کسی شخص کو اجرت پر رکھنا جائز ہے کیونکہ یہ اجارہ شرعی شرائط کے ساتھ جائز ہے، لیکن اپنی عزت، اثر و رسوخ اور سفارش کو پیسوں کے عوض استعمال کرنا منع ہے اور ان دونوں میں بہت فرق ہے۔

﴿۳۱﴾ مزدور سے مکمل کام لینا لیکن اسکی مزدوری پوری ادا نہ کرنا :

نبی ﷺ نے مزدور کا حق جلد ادا کر دینے کی ترغیب دلائی ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

((أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَفُهُ)) ﴿۳۲﴾

”مزدور کو اسکا پسینہ سوکھنے سے پہلے اسکا حق ادا کر دو۔“

مسلمانوں کے معاشرے میں جو ظلم عام ہو رہے ہیں ان میں سے ہی یہ بھی ہے کہ مزدوروں اور ملازموں کو انکے حقوق نہیں دیئے جاتے اور اسکی کئی صورتیں ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں :

① مالک مزدور کو اسکا حق بالکل ہی ادا نہ کرے بلکہ مکمل انکار کر دے اور مزدور کے پاس اپنا حق ثابت کرنے کی کوئی دلیل بھی نہ ہو تو یوں یہ مزدور اگرچہ دنیا میں اپنا حق کھودیتا ہے لیکن قیامت کے دن اللہ کے نزدیک نہیں کھوئے گا، قیامت کے دن جب ظالم کو لایا جائیگا تو اس نے مظلوم کا جتنا مال کھایا ہوگا اسکے بدلے میں اُسے وہ اپنی نیکیاں دے گا اور اگر نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوم کی بُرائیاں ظالم کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی پھر اسے جہنم میں دھکیل دیا جائیگا۔

.....  
﴿الآداب الشرعية لابن المفلح ۱/۶۲﴾

﴿ابن ماجہ ۲/۸۱، صحیح الجامع الصغیر ۱۳۹۳، صحیح تو یہ ہے کہ اسے ترمیض کے صیغہ سے ذکر کیا جائے کیونکہ اس میں کچھ ضعف و کمزوری ہے [ز]۔

۱۱ محرمات (حرام اشیاء و امور) ۱۱

② مزدوروں کو ان کا حق پورا نہ دینا بلکہ بغیر کسی وجہ کے اس میں کمی کرنا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَيْدُلُّ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ [سورۃ المطففین: ۱]

”ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کیلئے خرابی ہے۔“

جسکی ایک واضح مثال یہ ہے کہ آج کل کام کرنے والوں کے بعض کفیل [مالکان] دوسرے ممالک میں ویزے بھیج کر وہاں سے مزدوروں کو منگواتے ہیں اور انکے ساتھ مزدوری کی مقدار کا معاہدہ کر کے لاتے ہیں، جب وہ کام پر آجاتے ہیں تو جان بوجھ کر اس معاہدے کو بدل کر تنخواہ یا مزدوری کم کر دیتے ہیں، اب وہ مزدور مجبوراً وہاں کام کرتے ہیں ﴿اور بعض اوقات یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عربی نہ جاننے اور ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنا حق بھی ثابت نہ کر سکیں، تو پھر وہ اللہ سے اپنی شکایت کرتے ہیں، اور اگر ظالم مالک مسلمان ہو جبکہ مزدور کافر ہو تو وہ اسکی تنخواہ میں کمی بیشی کر کے اسکے اسلام لانے کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے لہذا اسے اسکا گناہ بھی ہوگا۔

③ اُس ملازم پر طے شدہ اتفاق سے زیادہ کاموں کا بوجھ ڈالے یا اسکی ڈیوٹی کا ٹائم کچھ لمبا کر دے اور اسے فقط اصلی کام کی تنخواہ دے اور زیادہ کام [اور ٹائم] کی تنخواہ نہ دے۔

④ اسے لمبے عرصے کیلئے روک رکھے اور اپنے ملک نہ جانے دے، تنخواہ دینے میں ٹال مٹول کرے یا پھر بہت محنت و بھاگ دوڑ، شکوہ و شکایت اور کوٹ کچہری کے چکروں کے بعد تنخواہ دے، اور کبھی مالک مزدور کی تنخواہ لیٹ اسیلئے کرتا ہے تاکہ وہ مزدور کو مایوس کر دے کہ وہ اکتا کر

﴿مجبوری یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک سے لاکھوں روپے کا ویزہ خرید کر اور ٹکٹ وغیرہ پر کافی خرچہ کر کے آئے ہوتے ہیں۔ لہذا وہ خالی ہاتھ واپس لوٹ جانے کی بجائے کم تنخواہ پر کام کرنے لگ جاتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم کام کیے بغیر واپس چلے گئے تو وہ قرضہ نہیں اتار پائیں گے جو ویزے وغیرہ کیلئے اٹھایا تھا۔ اور ظالم مالکان انکی اس مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اپنا حق چھوڑ دے اور اسکا مطالبہ ہی نہ کرے، یا پھر مالک کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مزدوروں کے پیسوں کو اپنے کسی کام میں لگا دے، اور بعض مالک تو بہت زیادہ ظلم کرتے ہیں اور مزدوروں کے پیسے دینے کی بجائے وہ رقم سود پر اٹھادیتے اور فائدہ حاصل کرتے رہتے ہیں اور مزدور بیچارے کو دن کا کھانا بھی با فراغت نہیں ملتا ہے اور نہ ہی پیسے ملتے ہیں جو کہ وہ اپنے بیوی بچوں کیلئے خرچہ بھیج سکے جن کی خاطر وہ پردیس میں آیا تھا، ایسے ظالم مالکوں کیلئے قیامت کے دن ہلاکت اور دردناک عذاب ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

(( قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصَّمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، رَجُلٌ أُعْطِيَ بِي ثُمَّ عَدَرَ ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا وَ أَكَلَ ثَمَنَهُ ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ )) ﴿١﴾

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تین قسم کے لوگ وہ ہیں جنکا قیامت کے دن مجھ سے مقابلہ ہوگا [جنکا میں مقابل ہوںگا]: ایک وہ آدمی جو میرے نام پر کسی کو پناہ دیتا ہے پھر غداری وعہد شکنی کرتا ہے، اور دوسرا وہ آدمی جو کسی آزاد کو بیچ کر اسکی قیمت کھاجائے، اور تیسرا وہ آدمی جو کسی مزدور کو اجرت پر رکھتا ہے اور اس سے پورا کام لیتا ہے مگر اسکی مزدوری نہیں دیتا۔“

﴿٣٢﴾ اولاد کو عطیہ دینے میں نا انصافی کرنا :

بعض لوگ جان بوجھ کر اپنے بعض بچوں کو انعام و عطیہ وغیرہ دوسروں سے زیادہ  
 ﴿١﴾ بخاری، دیکھیے فتح الباری ۴/۴۷۷-۴۷۸ ☆  
 ☆ یہ توضیح بخاری کے الفاظ ہیں جبکہ سنن ابن ماجہ ۲۴۴۲ میں یہ الفاظ بھی ہیں :  
 (( مَنْ كُنْتُ خَصَّمُهُ خَصَّمْتُهُ ))  
 ”جسکا مخالف میں ہو جاؤں اسے میں شکست دے دیتا ہوں“۔ (ابو عدنان)

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

دیتے اور بعض کو کم جبکہ بعض کو بالکل ہی محروم رکھتے ہیں، جبکہ یہنا انصافی حرام ہے۔ ہاں اگر اسکی کوئی شرعی وجہ ہو، جیسا کہ کسی بچے کو ایسی ضرورت پڑ جائے جو دوسروں کو نہ ہو، کوئی بیمار ہو یا اُس پر کوئی قرض ہو تو اسے عطیہ دیا جاسکتا ہے، یا مثال کے طور پر اسے قرآن حفظ کرنے پر انعام دینا ہو، یا اسے کوئی ذریعہ معاش کام کاج نہیں مل رہا مگر بہت بڑا خاندان اسکی زیر کفالت ہو، یا وہ طالب علم ہو جو تعلیم سے فارغ نہ ہو کہ کچھ کمائے وغیرہ۔ ﴿۱﴾

اور باپ کو چاہیے کہ وہ اگر کسی بچے کو کسی شرعی وجہ سے کچھ دیتا ہے تو یہ نیت کرے کہ اگر کسی دوسرے بچے کو حاجت ہو تو پہلے کی طرح اُسے بھی دے گا، اور اسکی عام دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے :

﴿ اِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ ﴾ [سورة المائدہ: ۸]

”انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو“۔

اور اسکی خاص دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے والد انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور کہا :

((إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَكْمَلُ  
وَلَدِكَ نَحْلَتَهُ مِثْلَهُ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
فَارْجِعْهُ)) ﴿۲﴾

”میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام و خادم دیا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے اپنے سارے بچوں کو اسی طرح کا غلام دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس غلام کو واپس لوٹاؤ“۔

﴿۱﴾ اور عام طور پر یہ اور اس سے ملتی جلتی ہر اس صورت میں کسی بیٹے پر خاص خرچہ کرنا مباح ہے جبکہ بیٹے کی عاجزی نمایاں اور باپ کی قدرت واضح ہو [ز]۔  
﴿۲﴾ صحیح البخاری، دیکھئے الفتح ۲۱۱/۵۔

## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

((فَاتَّقُوا اللَّهَ اِعْدِلُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ)) ﴿١﴾

”اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں میں انصاف کرو“۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

((فَلَا تُشْهِنِي اِذَا فَانِي لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرِ)) ﴿٢﴾

”تو پھر مجھے گواہ مت بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا“۔

چنانچہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ گھر واپس لوٹے اور اس بیٹے سے اپنا عطیہ واپس لے لیا۔

بعض خاندانوں کے حالات دیکھنے اور جائزہ لینے والا بعض ایسے آباء و اجداد کو بھی پاتا ہے جو کہ اللہ سے نہیں ڈرتے اور اپنے بعض بچوں کو عطیہ و انعام دینے میں کمی بیشی کرتے ہیں، انکے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت ڈال کر انہیں باہم بھڑکا دیتے ہیں اور انکے درمیان نفرت و دشمنی کے بیج بودیتے ہیں، ایسا شخص شاید اپنے کسی بچے کو اس لئے زیادہ دیتا ہے کہ اسکی شکل کسی چچا سے ملتی ہے اور دوسرے کو محروم کر دیتا ہے کیونکہ اسکی شکل کسی ماموں سے ملتی ہے، یا کسی ایک بیوی کے بچوں کو دیتا ہے اور دوسری کے بچوں کو نہیں، یا کسی ایک بیوی کے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں اعلیٰ تعلیم دلاتا ہے اور دوسری بیوی کے بچوں کو نہیں، اس طرح یہ بچے باغی ہو جائینگے، کیونکہ زیادہ تر شفقتِ پدری سے محرومی پانے والے بچے مستقبل میں اپنے باپ کے فرمانبردار نہیں ہوتے، اور وہ شخص جس نے اپنے بچوں میں ترجیح کارویہ اختیار کیا تھا اسے نبی ﷺ نے فرمایا تھا :

((اَلَيْسَ يَسُرُّكَ اَنْ يَكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً)) ﴿٣﴾

﴿١﴾ اخ ۲۱۱/۵۔

﴿٢﴾ صحیح مسلم ۱۲۴۳/۳۔

﴿٣﴾ امام احمد ۲۶۹۲/۳ صحیح مسلم نمبر ۱۶۲۳۔



II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

”کیا تمہیں اس بات کی خوشی نہیں کہ تمہارے سب بچے تیری فرمانبرداری میں برابر ہوں۔“

③ بلا ضرورت لوگوں سے مانگنا [گداگری کرنا]:

حضرت سہل بن الحظلیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ((مَنْ سَأَلَ وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ فَإِنَّمَا يَسْتَكْفِرُ مِنْ جَمْرٍ جَهَنَّمَ، قَالُوا: وَمَا الْغِنَى الَّذِي لَا تَنْبَغِي مَعَهُ الْمَسْأَلَةُ؟ قَالَ: قَدَّرَ مَا يُغْدِيهِ وَ يُعْشِيهِ))

”جس نے لوگوں سے سوال کیا جبکہ اس کے پاس کفایت کیلئے موجود بھی ہو تو وہ شخص بیشک جہنم کے انگارے اکٹھے کرتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا کفایت ہے جسکے ہوتے ہوئے سوال نہ کیا جائے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اسکے دو پہر اور رات کے کھانے کا انتظام کرنے کیلئے کافی ہو۔“

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خَدُوشًا أَوْ كَدُوشًا فِي وَجْهِهِ))

”جس شخص نے لوگوں سے مال طلب کیا جبکہ اسکے پاس کفایت کیلئے کافی

① ابوداؤد ۲۵۱۲، صحیح الجامع ۶۲۸۰۔

② مسند امام أحمد ۳۸۸۱، صحیح الجامع ۶۲۵۵، اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَنْ يَسْأَلُ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكْفُرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ الْجَمْرَ فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْفِرْ))  
”جس شخص نے لوگوں سے مال طلب کیا تاکہ اپنا مال زیادہ کرے تو بیشک وہ جہنم کے انگارے طلب کرتا ہے اب اسکی مرضی ہے چاہے کم طلب کرے یا زیادہ۔“ (صحیح الجامع: ۶۱۵۴)

ہو تو قیامت کے دن یہ بھیک اسکے چہرے پر خراش و زخم بن کے آئے گی۔“

بعض گداگر مسجدوں میں اللہ کی مخلوق کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی شکایات سنانے کی وجہ سے لوگوں کی تسبیح و ذکر الہی کا موقع خراب کرتے ہیں، اور بعض جھوٹ بولتے اور نقلی کاغذات بنا کر من گھڑت کہانیاں پیش کرتے ہیں، اور بعض گداگر اپنے خاندان کے لوگوں کو مختلف مسجدوں میں بانٹ دیتے ہیں پھر وہاں سے چندہ اکٹھا کر کے کسی دوسری مسجدوں میں منتقل ہو جاتے ہیں، اور وہ اتنے مالدار ہوتے ہیں کہ جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جب وہ مر جاتے ہیں تب جا کر انکی دولت ظاہر ہوتی ہے۔

انکے برعکس کچھ دوسرے لوگ جو حقیقی محتاج ہوتے ہیں مگر وہ شرم و عفت کے مارے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور حقیقت سے ناواقف انکی عفت کی وجہ سے انہیں مالدار سمجھتا ہے کیونکہ وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے اور نہ ہی انکی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ ان پر صدقہ کیا جائے۔ تبھی تو ان پر صدقہ و خیرات کرنے والوں کی نظر نہیں پڑتی۔

﴿۳۳﴾ وہ قرض لینا جسے ادا کرنے کی نیت نہ ہو :

حقوق العباد اللہ کے نزدیک بہت اہم ہیں اور اللہ کے حقوق میں کمی بیشی سے تو انسان توبہ کر کے بچ سکتا ہے، مگر حقوق العباد کو ادا کرنے کے علاوہ اس وقت تک کوئی چارہ نہیں ہوتا جب تک کہ قیامت کا دن نہ آجائے جبکہ دینار اور درہم سے کسی کا حق ادا نہ ہوگا بلکہ نیکیوں یا برائیوں سے ہوگا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُوَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ۵۸]

”اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کر دیا کرو۔“

## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

معاشرے میں جو باتیں عام پھیلی ہوئی ہیں ان میں سے ہی ایک یہ ہے کہ قرض لینے کو آسان و معمولی سمجھا جاتا ہے، اور بعض لوگ کسی سخت ضرورت کیلئے نہیں قرض لیتے بلکہ اس لئے لیتے ہیں تاکہ وہ اپنا کاروبار بڑھا سکیں یا نئی گاڑی اور گھر کا ساز و سامان یا خریدیں اور لوگوں کی تقلید کرتے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ چلیں وغیرہ، اور بہت سے لوگ قسطوں پر کئی چیزوں کے چکر میں آجاتے ہیں جس کی زیادہ تشکلیں ہُبہ یا حرام سے خالی نہیں۔

بغیر شدید ضرورت کے قرض لینے میں جلد بازی کا نتیجہ ادائیگی قرض میں ٹال مٹول یا لوگوں کے مال کو برباد کرنیکی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اور نبی ﷺ نے اس کام کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا ہے :

(( مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ اتِّلَافَهَا اتَّلَفَهُ اللَّهُ )) ﴿١﴾

”جس شخص نے لوگوں سے مال [قرضہ] لیا اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف سے ادا کر دیتا ہے، اور جس شخص نے ضائع و برباد کرنے کے لئے قرض لیا تو اللہ تعالیٰ اُسے ضائع کر دیتا ہے۔“

لوگ قرض کو بہت آسان و معمولی سمجھتے ہیں اور اسکے بارے میں تساہل برتنا عام ہو چکا ہے ورنہ یہ اللہ کے نزدیک بہت اہمیت کا حامل ہے جبکہ شہید جو اتنی عظیم خوبیوں، ثوابِ عظیم اور اونچے مرتبہ والا ہے وہ بھی قرض کے انجام بد سے نہیں بچ سکتا جسکی دلیل نبی ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے :

(( سُبْحَانَ اللَّهِ ! مَاذَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي اللَّيْنِ وَاللَّيْزِ نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ ، ثُمَّ

.....  
﴿١﴾ صحیح البخاری ، دیکھئے فتح الباری ۵/۵۴۔

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

أَحْبَبِي ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ ذَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ ذَيْنُهُ)) ﴿١﴾  
 ”سبحان اللہ! قرض میں اللہ تعالیٰ نے کتنی تشدید و سختی نازل فرمائی ہے، قسم ہے مجھے اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے، اگر کوئی آدمی اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے، پھر زندہ کیا جائے، پھر شہید ہو جائے، پھر زندہ ہو جائے، پھر شہید ہو جائے اور اس پر قرض ہو تو جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جائے [تین مرتبہ شہادت پانے کے باوجود بھی] وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔“

کیا اس حدیث کو سن لینے کے بعد بھی قرض لینے کو آسان سمجھنے والے اپنی اس جہالت سے باز آئیں گے یا نہیں؟۔

### ﴿٣٥﴾ حرام کھانا :

جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ پیسے کہاں سے کماتا ہے اور کہاں پر خرچ کرتا ہے، بلکہ اسے تو صرف اپنے بنک کا بیلنس زیادہ کرنے کی فکر ہوتی ہے چاہے وہ حرام سے ہی کیوں نہ ہو، چوری یا رشوت سے ہو یا ڈاکے کے ذریعے چھین کر یا جھوٹ سے یا حرام کاروبار یا مال کو غلط طریقوں اور سودی لین دین سے بڑھا کر ہو یا کسی یتیم کا مال کھا کر یا کسی حرام کام کی مزدوری لے کر جیسے کہ کہانت و نجومی گری کرنا، فحاشی و عصمت فروشی، گانا گانے والا سنگر بن کر، مسلمانوں کے بیت المال اور عام املاک پر ڈاکہ ڈالنا، دھوکہ دہی کر کے یا پھر دوسروں کا مال زبردستی چھین لینا یا بغیر ضرورت کے لوگوں سے سوال [گداگری] کرنا وغیرہ، پھر وہ ان میں سے ہی کھاتا پیتا، لباس پہنتا، سواری کرتا اور نیا گھر بنواتا یا کرائے پر گھر لے کر اس کا ساز و سامان خریدتا اور اپنے پیٹ میں حرام غذا ڈالتا ہے جبکہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

(( كُلْ لَحْمِ نَبْتٍ مِنْ سُحْتٍ فَالْتَارُ أَوْلَىٰ بِهِ )) ﴿٢﴾

﴿١﴾ النسائی، دیکھئے المحتبی ۳۱۴/۷، صحیح الجامع: ۳۵۹۴۔

﴿٢﴾ الطبرانی فی الکبیر ۱۳۶/۱۹، صحیح الجامع: ۴۴۹۵۔

## ۱۱ محرمات (حرام اشیاء و امور) ۱۱

”ہر وہ گوشت یا جسم جو کہ حرام سے بنا ہے تو آگ اُسکی زیادہ حقدار ہے۔“  
قیامت کے دن اسکے مال کے بارے میں سوال کیا جائیگا کہ اُسے کہاں سے کمایا ہے اور کہاں خرچ کیا ہے اور پھر وہاں ہلاکت اور خسارہ و نقصان ہوگا، جسکے پاس کسی کا حرام طریقے سے لیا ہوا مال بچا ہو تو وہ اُس سے جلد سے جلد پیچھا چھڑائے اور اگر کسی آدمی کا حق غصب کیا ہو تو وہ اُسے جلدی سے لوٹا دے اور اس سے معافی مانگ لے اس سے پہلے کہ قیامت کا وہ دن آجائے جب دینار و درہم سے قرض نہیں اُتارا جائیگا بلکہ نیکیاں دے کر اور بُرائیاں لے کر حساب کتاب بیباق ہوگا۔ ﴿۳۶﴾

﴿۳۶﴾ شراب نوشی [چاہے ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو] :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ  
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [المائدہ: ۹۰]  
”شراب اور جو اور بُت اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی  
کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو سکو۔“

ان اشیاء سے بچنے اور پرہیز کرنے کا حکم دینا ان کے حرام ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے اور شراب کو بتوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جس سے اسکی قباحت مزید واضح ہو جاتی ہے لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شراب سے صرف اجتناب و پرہیز کا حکم آیا ہے حرام ہونے کا نہیں، انکا یہ قول انکے لیے کوئی حجت نہیں ہے !!

نبی ﷺ کی احادیث میں بھی ان لوگوں کیلئے زبردست وعید آئی ہے جو کہ شراب پیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

﴿مزيد تفصيل کیلئے دیکھیے ہماری کتاب ”سودور شوت اور دیگر ناجائز ذرائع آمدنی“ (ابوعدنان)

((...إِنَّ عَلَى اللَّهِ عِزًّا وَجَلَّ عَهْدًا عَلَىٰ مَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يُسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْحَبَالِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا طِينَةُ الْحَبَالِ؟ قَالَ ﷺ: عَرُوقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةٌ أَهْلِ النَّارِ)) ﴿٤٦﴾

”اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں سے عہد ہے جو شراب پیتے ہیں کہ انہیں طینۃ الخبال پلایگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ طینۃ الخبال کیا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ جہنم والوں کا پسینہ یا اہل جہنم کے جسم سے خارج ہونے والا فاسد مواد [خون و پیپ وغیرہ] ہے۔“

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ مَاتَ مُذْمُومًا خَمِرٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ كَعَابِدٍ وَثِنٍ)) ﴿٤٧﴾

”جو شراب کا نشہ کرتا مر جائے تو وہ اللہ سے اس طرح ملے گا جیسے کوئی بتوں کا پجاری ہو۔“

ہمارے موجودہ زمانے میں شراب اور نشہ آور چیزوں کی مختلف قسمیں ایجاد ہو گئی ہیں اور انکے متعدد عربی اور عجمی نام معروف ہو چکے ہیں، مثلاً بیئرہ [BEER] اور جہ [HEER] اور الکحل [ALCOHOL] اور عرق [ARRACK]، وودکا [VODKA] اور شیمپین [CHAMPAGNE] وغیرہ جیسے نام رکھ دیئے گئے ہیں، اور اس امت میں اس قسم کے لوگ ظاہر ہو چکے ہیں جنکے بارے میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

((لَيْشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسْمُونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا)) ﴿٤٨﴾

”میری امت کے لوگ شراب پیئیں گے مگر اُسے کسی دوسرے نام سے پکاریں گے۔“

﴿٤٦﴾ الطبرانی ۴۵/۱۲، صحیح الجامع ۶۵۲۵۔

﴿٤٧﴾ صحیح مسلم ۱۵۸۷۔

﴿٤٨﴾ امام احمد ۳۲۲/۵، صحیح الجامع ۵۲۵۳۔

## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

وہ اسے شراب کے بدلے روحانی مشروب یا روح افزا [روح کی غذا] کا نام دیتے ہیں جو اصل حقائق پر پردہ ڈال کر اسے بیچنے یا محض دھوکا دینے کیلئے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾  
[سورۃ البقرہ: ۹]

”یہ (اپنے طور پر) اللہ تعالیٰ کو اور مومنوں کو چکما و دھوکہ دیتے ہیں مگر (درحقیقت) اپنے سوا کسی کو چکما نہیں دیتے مگر وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔“

شریعتِ اسلامیہ ایک زبردست ضابطہ و قاعدہ لائی ہے جو کہ بات کو قطعی و فیصلہ کن کر دے اور اس نے دین کے ساتھ کھیل تماشہ کرنے والوں کے فتنے کا راستہ کاٹ دیا ہے اور وہ قاعدہ نبی ﷺ کے اس ارشادِ گرامی میں آیا ہے :

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ))<sup>①</sup>

”ہر نشہ آور چیز شراب [کے حکم میں] ہے، اور ہر شراب حرام ہے۔“

چنانچہ ہر چیز جو عقل کو زائل کر دے وہ چاہے کم ہو یا زیادہ، ہر صورت میں ہی حرام ہے۔<sup>②</sup>

شراب کے چاہے جتنے بھی نام پڑ جائیں اور وہ کتنے بھی مختلف ہوں لیکن انکی اصل و حقیقت تو ایک ہی ہے اور اس کا حکم بھی معلوم و معروف ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور آخر میں شراب پینے والوں کیلئے نبی ﷺ کی یہ وعید ذکر کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے :

((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَ سَكَرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ اَزْبَعَيْنَ صَبَاحًا، وَ

① صحیح مسلم ۳/۱۵۸۷۔

② اسی معنی میں وہ حدیث بھی ہے جس میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((مَا اَسْكُرُ كَيْفُهُ فَلَئِنَّهُ حَرَامٌ)) (ابو داؤد : ۳۶۸۱، صحیح ابی داؤد : ۳۱۲۸)  
”جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ کا سبب بنے اسکی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔“

إِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ ، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ  
فَسَكَّرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ،  
فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ ، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكَّرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ  
صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُسْقِيَهُ مِنْ رَدْعَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! وَمَا رَدْعَةُ الْخَبَالِ ؟ قَالَ : غُصَارَةٌ  
أَهْلُ النَّارِ ﴿١٠﴾

”جس شخص نے شراب پی اور نشہ کیا تو چالیس دن اُسکی نماز قبول نہیں  
ہوگی، اور اگر اسی حالت میں مرجائے تو جہنم میں داخل ہوگا، اگر توبہ کر لے  
تو اللہ اُسکی توبہ قبول کر لے گا، اور اگر اس نے دوبارہ شراب پی اور نشہ کیا تو  
چالیس دن اُسکی نماز قبول نہیں ہوگی، اگر مرجائے تو جہنم میں داخل ہوگا،  
اور اگر توبہ کر لے تو اللہ اُسکی توبہ قبول کر لے گا، اور اگر اس نے تیسری  
مرتبہ شراب پی اور نشہ کیا تو چالیس دن اُسکی نماز قبول نہیں ہوگی، اگر  
مرجائے تو جہنم میں داخل ہوگا، اور اگر توبہ کر لے تو اللہ اُسکی توبہ قبول  
کر لے گا، اور اگر وہ پھر پینے کی طرف لوٹ آئے تو اللہ کا حق ہے کہ اُسے  
قیامت کے دن رَدْعَةُ خَبَالِ پلائے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے  
رسول ﷺ! یہ رَدْعَةُ خَبَالِ کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ وہ جہنم والوں  
کا فاسد مادہ [ان کے جسموں سے بہنے والا خون و پیپ وغیرہ] ہے۔“  
اگر کبھی کبھی شراب پینے والوں کا یہ حال ہے تو اُن لوگوں کا کیا بدترین انجام ہوگا جو اس



## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

سے بھی زیادہ خطرناک اشیاء [چرس، بھنگ، افیون، ہیروئن، کوکین، نشہ آور انجکشن، نشہ آور ادویات] اور دوسری منشیات کا نشہ کرتے ہیں؟ انہیں اللہ تعالیٰ کیسی سخت ترین سزائیں دے گا یہ بات ہر عقلمند باسانی سمجھ سکتا ہے۔ ﴿۳۷﴾

### ﴿۳۷﴾ کھانے پینے کیلئے سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا :

آج کل گھریلو سامان والی دوکانیں سونے چاندی سے بنے یا سونے چاندی سے پالش کیے ہوئے برتنوں سے خالی نہیں، اسی طرح امیروں یا مالداروں کے گھروں اور بعض ہوٹلوں میں بھی ایسے برتن ہوتے ہیں، بلکہ اس قسم کے برتن تو لوگ مختلف محفلوں میں ایک دوسرے کو قیمتی تحفہ کے طور پر بھی دیتے ہیں، اور بعض لوگ اپنے گھروں میں تو ایسے برتن نہیں رکھتے لیکن دوسروں کے ہاں جا کر یا شادی بیاہ کی تقریبات میں ان برتنوں کا آزادانہ استعمال کرتے ہیں جبکہ اسلامی شریعت میں یہ حرام امور میں سے ہے، اور نبی ﷺ سے ان برتنوں کو استعمال کرنے پر سخت وعید و سزا آئی ہے، چنانچہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے :

((إِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي آيَةٍ مِنَ الْفِضَّةِ أَوْ الذَّهَبِ إِنَّمَا يُجْرَجُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ)) ﴿۳۸﴾

”جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے بیشک وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔“

اور یہ حکم برتنوں اور کھانا بنانے اور کھانے والی تمام چیزوں کو شامل ہے جیسا کہ ڈشیں، پلیٹیں، چمچے، کانٹے، چھریاں اور مہانوں کیلئے کھانا پیش کرنے والے برتن اور شادپوں پر ﴿۳۸﴾ اس سلسلہ میں ہماری چار کتابیں شائع ہو چکی ہیں :

(۱) شراب نوشی - (۲) تمباکو نوشی - (۳) شراب سے علاج؟ (۴) اور سگریٹ چھوٹ گئی..... تَقَبَّلَهَا اللَّهُ ﴿۳۹﴾ صحیح مسلم ۱۶۳۴/۳

## ۱۱ محرمات (حرام اشیاء و امور) ۱۱

مٹھائیاں پیش کرنے والے ڈبے وغیرہ، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم سونے کے یہ برتن استعمال تو نہیں کرتے شیشے کی الماریوں یا شوکیس میں سجانے کیلئے ڈیکوریشن پیس کے طور پر رکھتے ہیں، جبکہ حرام کا سدباب کرنے کیلئے یہ بھی جائز نہیں کیونکہ یہ کبھی استعمال کرنے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ ﴿۱﴾

### ﴿۳۸﴾ جھوٹی گواہی دینا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۚ حُنْفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشِيرِينَ بِهِ ﴾ [سورة الحج: ۳۰، ۳۱]

”بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔ ۳۰۔ صرف ایک اللہ کے ہو کر اور اُس کیساتھ شریک نہ ٹھہرا کر۔“

حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کہ ایک دفعہ ہم سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا :

((أَلَا أُتِيكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ [ثَلَاثًا]: الْأَشْرَاكُ بِاللَّهِ وَ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَ جَلَسَ وَ كَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلَ الزُّورِ، فَمَا زَالَ يُكْرِرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَّتْ)) ﴿۱﴾

”کیا میں آپ کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ [یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ دہرائی]: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور پھر فرمایا: خبردار! جھوٹی بات کہنا۔

﴿۱﴾ اس مسئلہ میں شیخ عبدالعزیز ابن باز سے میں نے بالمشافہ استفادہ کیا ہے۔

صحیح البخاری دیکھیے الفتح ۲۶۱/۵۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

آپ ﷺ اس بات کو اتنی مرتبہ دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا: کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔“

جھوٹی گواہی پر بار بار تنبیہ اس لئے کی گئی ہے کیونکہ لوگوں نے اسے معمولی سمجھا ہوا ہے اور اسے اس لئے اتنا دہرایا گیا ہے کیونکہ اس سے دشمنی اور حسد بڑھتا ہے اور بہت بُرے نقصان ہوتے اور بڑی خرابیاں وجود میں آتی ہیں اور اسی جھوٹی گواہی کی وجہ سے لوگوں کے بہت سے حقوق ضائع ہوتے ہیں، اور اسی کی وجہ سے بے گناہوں پر ظلم ہوتے ہیں، جو لوگ جس چیز کے مستحق نہیں وہ اُن کو مل جاتی ہے، یا جھوٹی گواہی سے انہیں کوئی دوسرا نسب نامہ دے دیا جاتا ہے جو اصلاً ان کا نہیں ہوتا، اسی لئے نبی ﷺ نے اس جملے کو بار بار دہرایا تھا۔

اس سلسلہ میں تساہل برتنے کی ایک صورت یہ ہے کہ آج کل لوگ کچھ یوں میں یوں کرتے ہیں کہ کسی آدمی سے مل کر کہتے ہیں کہ تم میرے لئے گواہی دو اور میں تمہارے لئے گواہی دوں گا، تو اُسے جس بات کیلئے گواہی چاہئے وہ کسی حقیقت یا حالات کے بارے میں کچھ نہ جانتے ہوئے بھی گواہی دے دیتا ہے، جیسا کہ کسی زمین کی ملکیت کی گواہی ہو، یا گھر کی، یا کسی تنازعہ میں تزکیہ و بے گناہی کی ہو، جبکہ وہ اُس سے کچھری کے دروازے یا دہلیز پر ہی ملاحظہ اس سے قبل وہ ایک دوسرے کو جانتے بھی نہ تھے، یہ گواہی سراسر جھوٹ ہے گواہی تو اس طرح ہونی چاہئے جیسے قرآن میں آیا ہے :

﴿وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْنَا﴾ [سورۃ یوسف: ۸۱]

”اور ہم نے وہی گواہی دی تھی جو ہم جانتے تھے۔“

﴿۳۹﴾ گانے بجانے کے آلات اور میوزک سنتا :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾

(سورہ لقمان: ۶)

”اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو لغو باتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) بے

سمجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کرنے۔“ ﴿۱﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات کی قسم کھایا کرتے تھے کہ اللہ کے اس قول سے مراد

گانے گانا اور سننا ہے۔ ﴿۲﴾

حضرت ابی عامر اور ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((لَيْكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَّ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَ

الْمَعَارِفَ)) ﴿۳﴾

”میری امت میں سے کچھ لوگ ایسے ہونگے جو کہ زنا، ریشم، شراب اور

گانے بجانے کے آلات کو جائز کر لیں گے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

((لَيْكُونَنَّ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَقَدْفٌ وَمَسْحٌ وَذَلِكَ إِذَا

شَرِبُوا الْخُمُورَ وَاتَّخَذُوا الْقَبِيَّاتِ وَضَرَبُوا بِالْمَعَارِفِ)) ﴿۴﴾

﴿۱﴾ بیہودہ و لغو باتیں اور حکایتیں خریدنے سے مراد یہ ہے کہ وہ آلات طرب و موسیقی خرید کر اپنے گھر لاتے

اور پھر ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ”لہو الحدیث“ سے مراد نہ صرف گانا بجانا اور آلات موسیقی ہیں بلکہ ہر

وہ چیز جو انسان کو کراخیر سے غافل کر دے مثلاً قصبے کہانیاں، ناول، ڈرامے، سنسنی خیز افسانے، جنسی ہیجان پیدا

کرنے والے اخبارات و وسائل، فحاشی و بے حیائی کا پرچار کرنے والا لٹریچر، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور

ویڈیو فلمیں وغیرہ سب ”لہو الحدیث“ میں داخل ہیں اور عہد جاہلیت میں کئیوں کو گانے بجانے کیلئے استعمال

کیا جاتا تھا لہذا آج کے دور کے فلمی ستارے [STARS] فن کار [ARTISTS] اور ثقافت

[CULTURE] کے سفیر جیسے خوشنما ناموں والے سنگرز اور بھانڈمرائی بھی اسی ٹولے میں شمار ہوتے ہیں۔

(للتفصیل أحسن البیان وغیرہ کتب تفسیر)

﴿۲﴾ البخاری مع الفتح ۵۱/۱۰ حدیث: ۵۵۹۰۔

﴿۳﴾ تفسیر ابن کثیر ۶/۳۳۳۔

﴿۴﴾ دیکھیے السلسلۃ الصحیحہ ۲۲۰۳، اسکے علاوہ علامہ البانی نے اسے ابن ابی الدنیا کی کتاب ذم

الملاہی کی طرف بھی منسوب کیا ہے، یہ حدیث سنن الترمذی: ۲۲۱۲ میں بھی ہے۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں

## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

”میری اُمت پر زمین میں دھنسانا، شکل و صورت [مسخ کرنا] بدلنا اور آسمان سے پتھر برسنا جیسے عذاب آئیں گے اور یہ تب ہوگا جب وہ لوگ شراب پیئیں گے اور گانے والی کنیزیں رکھیں گے اور گانے بجانے کے آلات [موسیقی] بجائیں گے۔“

نبی ﷺ نے کوبہ سے منع کیا ہے اور وہ ڈھول ہے اور بین و بانسری کی آواز کو احمق [فاجر] کی آواز کہا ہے، اور سابقہ علماء سلف جیسا کہ امام احمد بن حنبل و غیرہ ہیں انہوں نے گانے بجانے اور موسیقی کے آلات سارنگی، طنبور [LUTEMANDOLIN]، بانسری، باجہ اور جھانجھ وغیرہ کو بجانا حرام قرار دیا ہے جبکہ پیشک گانے بجانے کے نئے آلات بھی نبی ﷺ کی اس حدیث میں شامل ہیں جس میں انہیں بجانا منع آیا ہے، جیسا کہ سارنگی، تاروں والا باجہ [ZITHER] اورگ، پیانو [PIANO]، اور گیتار [GUITAR] وغیرہ، بلکہ یہ نئے آلات مدہوش و مست کرنے میں پرانے اُن آلات سے بھی زیادہ اثر رکھتے ہیں کہ جنکی حرمت کا ذکر بعض احادیث میں وارد ہوا ہے، اور میوزک کا نشہ شراب کے نشے سے بہت بڑھ کر ہے، جیسا کہ اہل علم میں سے علامہ ابن قیم وغیرہ نے یہ بات ذکر کی ہے، اور یہ گناہ اس وقت مزید بڑھ جاتا ہے جب گانے کے بول عشق و پیار اور محبت والفت پر مشتمل ہوں اور جب حُسن کی تعریف میں ہوں۔ اور گانے والی فنکارہ عورتوں کی آوازیں انسانوں کو مدہوش کر رہی ہوں تو مصیبت و حرمت اور بڑھ جاتی ہے، اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ گانا زنا کی طرف پہنچانے والا ایلچی ہے، اور یہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے، اور آج گانا اور میوزک ہمارے زمانے کا علی الاطلاق سب سے بڑا کافتنہ ہے، اور ہمارے زمانے میں یہ بلا بہت زیادہ بڑھ گئی ہے کہ میوزک کا استعمال بہت سی چیزوں میں ہونے لگا ہے جیسا کہ گھرٹیاں، گھنٹیاں، بچوں کے کھلونے، کمپیوٹر اور بعض ٹیلیفون سیٹ ہیں، لہذا اس میوزک سے بچنے کیلئے بڑا حوصلہ و ہمت چاہئے اور اللہ ہی مددگار ہے۔ ﴿۱﴾

﴿۲﴾ ”سماع و قوالی اور گانا و موسیقی“ کے عنوان سے ہماری مفصل کتاب شائع ہو چکی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ (قمر)

④ کسی کی غیر موجودگی میں اُسکی بُرائی [غیبت] کرنا :

مسلمانوں کی بُرائی و غیبت کرنا اور انکی عزت پر زبان درازی کرنا بہت سی مجلسوں کی زینت اور خوش طبعی کا ذریعہ بن چکی ہے، حالانکہ اس بات سے اللہ تعالیٰ نے منع اور اپنے بندوں کو اس سے دور کیا ہے اور اسے بہت بھیانک و ناپسندیدہ صورت سے تشبیہ دی ہے جس سے کہ لوگ نفرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ﴾ [سورة الحجرات: ۱۲]

”اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت بھی نہ کرو)۔“

اور نبی ﷺ نے غیبت کا معنی اپنے اس ارشاد میں بیان کیا ہے :

(( أَتَدْرُونَ مَا الْغَيْبَةُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ. قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَحْيَى مَا أَقُولُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهْتَهُ )) ①

”کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت کیا ہے؟ کہا گیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارا بھائی جس بات سے نفرت کرے اسکا اسکی عدم موجودگی میں ذکر کرنا غیبت ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کہا: میں نے اپنے بھائی کے بارے میں جو کہا ہے اگر اس میں وہ بات موجود ہو؟ فرمایا: اگر وہ بات اس میں پائی گئی ہے تو تم نے اسکی غیبت کی ہے اور اگر اس میں نہ پائی جائے تو تم نے اس پر

① صحیح مسلم ۲۰۰۱/۲۔

بہتان لگایا ہے۔“

غیبت کسی مسلمان کی عدم موجودگی میں یا پٹیٹھ پیچھے اسکی بدگوئی کرنا ہے، چاہے وہ عیب و نقص کسی کے جسم میں ہو یا دین یا دنیا میں یا چاہے اسکی شخصیت، اخلاق یا خلقت میں ہو، اور اسکی بہت سی صورتیں ہیں، جن میں سے ہی کسی کے عیب لوگوں کے سامنے ذکر کرنا یا کسی کی کسی حرکت پر تنقید کرنا اور اس پر اس کا مذاق اڑانے کے ارادے سے اسکی نقلیں اتارنا وغیرہ بھی ہے۔

لوگوں نے غیبت کو آسان بات سمجھا ہوا ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی قبیح و بری ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

(( اَلرِّبَا اِنْسَانٍ وَ سَبُّوْنَ اَبَا اَذْنَاهَا مِثْلَ اِتْيَانِ الرَّجُلِ اُمَّهُ ، وَ اِنَّ اَرْبِي الرَّبَا اِسْتِطَالَةَ الرَّجُلِ فِي عَرَضِ اَخِيهِ )) ﴿١﴾

”سود کے بہتر [۷۲] دروازے [درجے] ہیں جن میں سے سب سے کم درجے کا سود اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے اور سب سے بڑا

سود اپنے کسی مسلمان بھائی کی عزت پر ہاتھ ڈالنا ہے۔“ ﴿٢﴾

اگر کوئی شخص کسی ایسی مجلس میں موجود ہو جہاں کسی کی غیبت کی جارہی ہو تو اسے چاہیے کہ اس منکر کو روکے اور غیبت کیے جانے والے بھائی کا دفاع کرے، اور یہ اس پر واجب ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے اس ارشاد میں اسی بات کی ترغیب دلائی ہے :

(( مَنْ رَدَّ عَنْ عَرَضِ اَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) ﴿٣﴾

.....  
﴿١﴾ السلسلۃ الصحیحۃ ۱۸۷۱۔

﴿٢﴾ سود کا تعلق مال و دولت سے اور عزت کا تعلق نفس انسانی سے ہے اور انسان کو اپنی عزت اپنے مال و دولت سے بھی زیادہ پیاری ہوتی ہے، آدمی مالی نقصان کو برداشت کر سکتا ہے مگر کوئی اسکی پگڑی اچھالتا پھرے یہ اسے گوارا نہیں ہوتا، اس لیے کسی مسلمان کی عزت و آبرو پر دست درازی کرنے کو سود کی سب سے بڑی قسم قرار دیا ہے۔  
﴿٣﴾ صحیح الجامع ۶/۳۵، صحیح الجامع ۶۲۳۸۔

”جس شخص نے اپنے کسی بھائی کی عزت کا دفاع کیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکے چہرے سے جہنم کی آگ دور ہٹائے گا۔“

③ کسی کی موجودگی میں اُسکی برائی [چغلی] کرنا :

لوگ ایک دوسرے کی باتیں ادھر سے ادھر نقل کرتے ہیں تاکہ ان میں فساد پھیلانیں اور یہ چغلی خوری لوگوں میں رشتے نا طے توڑنے اور ان میں بغض و دشمنی اور حقد و عداوت کی آگ بھڑکانے کا سب سے بڑا سبب ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کام کے مرتکب کو بہت برا قرار دیا اور فرمایا ہے :

﴿وَلَا تُطْعُ كُلَّ حَلْفٍ مِّمَّيْنٍ ۚ هَمَّازٍ مَّشَاءٍ بِنَمِيمٍ﴾ [القلم: ۱۰، ۱۱]

”اور کسی ایسے شخص کے کہے میں نہ آجانا جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل اوقات ہے۔ طعن آمیز اشارتیں کرنے والا چغلیاں لیے پھرنے والا ہے۔“

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

(( لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ )) ①

”چغلی خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کے کسی باغ میں سے گزرے۔ تو آپ ﷺ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا :

(( يُعَذَّبَانِ ، وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ، ثُمَّ قَالَ : بَلَى [ وَ فِي رِوَايَةٍ :  
وَ أَنَّهُ لَكَبِيرٌ ] كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَ كَانَ الْآخَرُ يَمْسِي

صحیح البخاری دیکھیے فتح الباری ۱۰/۲۷۱-۲۷۲۔ النہایہ فی غریب الحدیث ابن الاثیر ۱۱/۴ میں لکھا ہے: ”کہا گیا ہے کہ قنات اسے کہتے ہیں جو دوسرے لوگوں کی باتیں چوری چھپے سے پھرانگی غیر موجودگی میں دوسروں کے سامنے برائی بیان کرے۔“



بِالنَّمِيمَةِ... ﴿١﴾

”انہیں عذاب دیا جا رہا ہے، اور انہیں کسی کبیرہ گناہ کی سزا نہیں دی جا رہی، پھر فرمایا: بلکہ کسی کبیرہ گناہ کی ہی سزا ہے [اور ایک روایت میں ہے: بلکہ یہ کبیرہ گناہ کی ہی سزا ہے ﴿١﴾ ان میں سے ایک تو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہیں کیا کرتا تھا اور دوسرا چلتا پھرتا لوگوں کی برائی [چغلی] کیا کرتا تھا“۔

یعنی لوگوں کو باہم لڑانے کیلئے ادھر کی باتیں ادھر اور ادھر کی باتیں ادھر پہنچایا کرتا تھا۔ اور اس چغلی کی بری صورتوں میں سے ہی ایک یہ ہے کہ شوہر کو بیوی کے خلاف اور بیوی کو شوہر کے خلاف اکسائے بھڑکائے، اور یہ اس لیے تاکہ ان دونوں کے باہمی رشتے کو خراب کرے، اسی طرح بعض ملازمین ایک دوسرے کی باتیں مدیر یا منیجر تک پہنچاتے ہیں تاکہ انکی دشمنی کریں اور انہیں نقصان پہنچائیں، یہ سب کام حرام ہیں۔

(۴۲) بلا اجازت لوگوں کے گھروں میں جھانکنا :

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا

وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [سورة النور: ۲۷]

صحیح البخاری دیکھیے فتح الباری ۱/۳۱۷۔

﴿١﴾ اس عبارت کے بظاہر تعارض کو رفع کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے فتح الباری [۴۲۲۱] میں لکھا ہے:

- ① نبی ﷺ نے پہلے یہ سمجھا کہ یہ کبیرہ گناہ نہیں ہیں لیکن پھر فوراً وحی آ جانے سے انہیں کبیرہ گناہ قرار دے دیا۔
- ② یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں کبیرہ یا بڑا اس عذاب کو کہا جا رہا ہے جو اس گناہ پر انہیں دیا جا رہا تھا۔
- ③ یہ گناہ شرک و فحش وغیرہ کی طرح اکبر الکاہلہ تو نہیں تاہم یہ گناہ بھی کبیرہ ہی ہیں۔
- ④ بظاہر تو یہ کوئی کبیرہ گناہ نہیں لگتے لیکن درحقیقت یہ کبیرہ ہی ہیں۔
- ⑤ ان قبروں والوں کے نزدیک تو یہ گناہ کبیرہ نہیں تھے لیکن اللہ کے یہاں یہ کبیرہ ہیں۔

”مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر

والوں سے اجازت لیے اور ان کو سلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔“

اور گھر والوں سے اجازت لینے کی وجہ بتاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بلا

اجازت گھر میں جانے سے کہیں گھر والوں کی قابل ستر چیزوں پر تمہاری نگاہ نہ پڑ جائے چنانچہ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :

(( اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِثْنَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصْرِ ))

”طلب اجازت اس لیے بنائی گئی ہے تاکہ لوگوں کی نظروں سے بچ کے رہو۔“

اور آج کل گھروں کے باہم قریب ہونے کی وجہ سے بلکہ عمارتیں باہم جڑی ہوئی

ہوتی ہیں اور کھڑکیاں دروازے بھی قریب قریب ہونے کی وجہ سے پڑوسیوں کا ایک دوسرے

کے گھروں میں جھانکنے کا احتمال و امکان زیادہ ہو گیا ہے، اور بہت سے لوگ پردہ ہٹنے پر نظریں

نیچی نہیں کرتے، بلکہ بعض لوگ جو اوپر رہتے ہیں وہ جان بوجھ کر اپنی چھتوں اور کھڑکیوں سے

نیچے والے گھروں میں جھانکتے ہیں، یہ خیانت اور پڑوسیوں کی حرمت کی حد کو پار کرنا اور حرام

کاری و زنا کی طرف لے جانے والا راستہ و ذریعہ ہے، اور اسی کی وجہ سے بہت سی بلائیں اور فتنہ

و فسادات رونما ہوئے، اور اس بات کے خطرناک ہونے کیلئے یہ ثبوت ہی کافی ہے کہ شریعت

نے ایسے شخص کی آنکھ ضائع کرنے کو کہا ہے کہ اگر گھر والے نے اسکی آنکھ پھوڑ دی تو گھر والے

پر اسکی کوئی دیت و قصاص نہیں بلکہ وہ رازیگاں جائے گی چنانچہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

① یہ گناہ تو کبیرہ ہی ہیں لیکن ان سے بچنا کوئی بڑا دشوار کام نہ تھا۔

② یہ گناہ تو اتنے بڑے نہ تھے مگر ان پر مسلسل اصرار و تکرار نے انہیں بڑا بنا دیا جیسا کہ کہا جاتا ہے:

(لَا صَغِيرَةَ مَعَ الْاِضْرَارِ وَلَا كَبِيرَةَ مَعَ الْاِسْتِغْفَارِ) (التفصیل: فتح الباری ۴/۲۲۱)

”مسلسل اصرار و تکرار سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے اور توبہ و استغفار سے کبیرہ گناہ بھی مٹ جاتا ہے۔“

③ صحیح البخاری دیکھیے فتح الباری ۱۱/۲۳۶۔

## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

(( مَنْ أَطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقُؤُوا عَيْنَهُ )) ﴿٤٦﴾  
 ”جس شخص نے بغیر اجازت کے دوسرے لوگوں کے گھروں میں جھانکا تو  
 انکے لئے حلال ہے کہ وہ اُسکی آنکھ پھوڑ دیں۔“

اور ایک روایت میں ہے :

(( فَفَقُؤُوا عَيْنَهُ فَلَا دِيَّةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ )) ﴿٤٧﴾  
 ”اگر گھر والوں نے اُسکی آنکھ ضائع کر دی تو نہ اُسکی دیت و خون بہا،  
 [Blood money] ہوگی اور نہ ہی قصاص [آنکھ کا بدلہ آنکھ ہے]۔“

### ﴿٤٣﴾ کسی مجلس میں بیٹھ کر دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی کرنا :

یہ ایسی آفت ہے جو کہ مجلسوں میں عام پھیلی ہوئی ہے اور یہ شیطان کی چال ہے تاکہ  
 مسلمانوں میں تفرقہ ڈال سکے اور انکے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے نفرت پیدا کرے، نبی  
 ﷺ نے سرگوشی کا حکم اور اس بیماری کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :

(( إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَسَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا  
 بِالنَّاسِ أَجَلٌ )) ﴿٤٨﴾ أَنْ ذَلِكَ يُخْزِنُهُ ﴿٤٩﴾

”اگر مجلس میں آپ تین شخص بیٹھے ہوں تو دو آدمی آپس میں تیسرے کے  
 علاوہ باتیں نہ کریں جب تک کہ دوسرے لوگوں سے مل نہ جائیں کیونکہ  
 اس سرگوشی سے اُسے دکھ پہنچتا اور پریشانی ہوتی ہے۔“

تین آدمی اگر چوتھے کو چھوڑ کر چار آدمی اگر پانچویں کو چھوڑ کر بات کریں تو یہ بھی اسی  
 میں داخل ہے، اسی طرح دو آدمی آپس میں اُس زبان میں بات کریں جو تیسرا نہ سمجھ سکے تو یہ بھی  
 صحیح مسلم ۱۳۹۹/۳ - ۴۵۴ امام احمد ۳۸۵/۲، صحیح الجامع ۶۰۲۲۔

﴿٤٨﴾ بعض روایات میں [مَنْ أَجَل] کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔

﴿٤٩﴾ صحیح البخاری حدیث: ۶۲۹۰ دیکھئے فتح الباری ۸۳/۱۱۔

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

حرام سرگوشی میں شامل ہے، اور بیشک اس طرح کی بات چیت میں تیسرے کیلئے حقارت ظاہر ہوتی ہے یا اُسے اس بات کا وہم ڈالا جاتا ہے کہ وہ اُسکا بُرا سوچ رہے ہیں تبھی تو انہوں نے اسے شریک گفتگو نہیں کیا۔ ﴿۳۳﴾

### ﴿۳۳﴾ کپڑا ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانا :

اسے لوگ آسمان سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکایا جائے، اور وہ اس طرح ہے کہ اسے ایڑیوں کے نیچے تک لمبا کر دیا جائے اور بعض لوگوں کا لباس تو زمین کو چھو رہا ہوتا ہے، اور بعض لوگ اپنے کپڑوں کو اپنے پیچھے زمین پر گھسیٹتے چلے آتے ہیں۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

(( فَلَا تَلَاةَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُنْظَرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ : الْمُسْبِلُ [ وَفِي رَوَايِهِ : إِزَارَةٌ ] وَالْمَنَانُ [ وَفِي رَوَايِهِ : الَّذِي لَا يَعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ ] وَالْمُنْفِقُ سَلَعْتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ )) ﴿۳۴﴾

”تین ایسے اشخاص ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کریگا اور نہ انکی طرف نظرِ رحمت سے دیکھے گا اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کرے گا اور انکے لیے دردناک عذاب ہے :

① کپڑے [پتلون و پاجامہ وغیرہ کو] گھٹنوں سے نیچے تک لمبا کرنے والا  
[اور ایک روایت میں ہے: تہہ بند دھوتی کا کپڑا لمبا کرنے والا]

② مٹان [احسان جتانے والا] اور ایک روایت میں ہے: وہ شخص جو

﴿۳۴﴾ کیلئے چھوڑ دیئے جانے والے شخص کے دل میں یہ بدگمانی آسکتی ہے کہ یہ سرگوشی میرے خلاف ہو رہی ہے یا پھر یہ کہ انہوں نے مجھے حقیر سمجھتے ہوئے شریک گفتگو نہیں کیا، اسی لئے پیشگی احتیاط کے طور پر اسلام نے تیسرے کی موجودگی میں دو کی سرگوشی کو حرام قرار دیا ہے۔ (ابو عدنان) صحیح مسلم ۱۰۲/۱۔

دوسروں کو احسان بتائے بغیر کوئی چیز نہ دے ]

③ وہ شخص جو اپنے مال و سامان کو جھوٹی قسموں سے بیچنے والا ہے۔

جو شخص یہ کہتا ہے کہ میرا کپڑے کو لٹکانا تکبر سے نہیں ہوتا، وہ اپنے آپ کی پاکدامنی پیش کرتا ہے جو کہ غیر مقبول ہے، اور کپڑا لٹکانا چاہے تکبر کی نیت سے ہو یا اس نیت نہ ہو اس کے لئے نبی ﷺ کی طرف سے عذاب کی خبر آئی ہے، جس کا ثبوت نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے :

(( مَا تَحْتُ الْكُعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ )) ﴿١﴾

”تہ بند کا وہ حصہ جو ایڑی کے نیچے ہے وہ جہنم کی آگ میں ہوگا“۔

(یعنی ٹخنوں سے نیچے تک کپڑا لٹکانے والے کے پاؤں جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے)۔ اور اگر وہ شخص غرور سے دھوتی لمبی کرے تو اسکی سزا بہت ہی سخت و شدید ہوگی اور اسکا ذکر نبی ﷺ کے اس ارشاد میں ہے :

(( مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) ﴿٢﴾

”جس شخص نے غرور سے دھوتی کا کپڑا اچھے گھسیٹا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی طرف نہیں دیکھے گا“۔

یہ اسلیئے کہ اُس نے دو حرام کاموں کو جمع کیا، ایک تکبر اور دوسرا کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانا اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ہر قسم کا لباس لبا کرنا حرام ہے جسکی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی نبی ﷺ کی وہ مرفوع حدیث ہے جس میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

(( الْأَسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا

خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) ﴿٣﴾

﴿١﴾ مسند امام احمد ۶/۲۵۲، صحیح الجامع: ۵۵۷۱۔

﴿٢﴾ صحیح البخاری نمبر ۳۳۶۵۔ تحقیق ڈاکٹر البغا۔

﴿٣﴾ سنن ابو داؤد ۴/۳۵۳، صحیح الجامع: ۲۷۷۰۔

” تہبند یا دھوتی اور قمیص یا پگڑی کو زائد لٹکانا ناجائز ہے، جو شخص ان میں سے کسی کو بھی غرور سے گھسیٹے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔“

البتہ عورت کو یہ اجازت ضرور دی گئی ہے کہ وہ احتیاطاً زیادہ سے زیادہ ایک بالشت یا ایک ذراع [ہاتھ] لباس لبسا کر سکتی ہے تاکہ وہ اپنے پاؤں کو ڈھانپنے رکھے تاکہ ہوا سے اسکے جسم کا کوئی حصہ ننگا نہ ہو، مگر اس حد کو پار کرنا اسکے لیے بھی جائز نہیں جیسا کہ آجکل [عرب] دلہنوں کے کپڑوں میں ہوتا ہے جو کہ کئی بالشتیں بلکہ کئی میٹر تک زمین پر گھسٹ رہے ہوتے ہیں اور کئی لوگوں کی مدد لے کر انہیں پیچھے سے اٹھایا جاتا ہے تاکہ دلہن آسانی سے چل سکے۔

④ مردوں کا کسی بھی صورت میں سونا پہننا :

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((أَجَلٌ لِّأَنَاتِ أُمَّتِي الْخَرِيرِ وَالذَّهَبِ وَخُرْمٍ عَلَيَّ ذُكُورِهَا)) ①

”میری امت کی عورتوں پر ریشم اور سونا حلال ہے اور مردوں پر حرام ہے۔“

آجکل بازاروں مارکیٹوں میں مختلف گیرٹ کے سونے کی تیار کردہ چیزیں موجود ہیں جو کہ مردوں کیلئے بنائی گئی ہیں جیسا کہ گھڑیاں، چشمے، بٹن، پین، چابی کی رنگ یا کی۔ چین جسے میڈل بھی کہتے ہیں، یادہ چیزیں جو مکمل طور پر سونے کے پانی سے پاش کی گئی ہوں، اور یہ بھی منکرات میں سے ہی ہے جو بعض مقابلوں میں جیتنے والوں کیلئے انعامات کا اعلان کرتے ہیں اور سونے کی مردانہ گھڑی دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار پھینکا اور فرمایا :

((يَعْمَدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ ۗ)) ②

”تم میں سے کوئی جان بوجھ کر آگ کا انگارہ اپنے ہاتھ میں پہنتا ہے؟“

① مسند أحمد ۳۹۳/۲، صحیح الجامع: ۲۰۷۔

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

جب نبی ﷺ چلے گئے تو اس آدمی سے کہا گیا: تم اپنی انگوٹھی لے لو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ، تو اُس نے کہا:

((لَا وَاللَّهِ لَا آخِذَهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)) ﴿١﴾  
 ”اللہ کی قسم! میں اسے ہرگز نہیں لوں گا جسے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پھینکا ہو۔“

﴿٣٦﴾ عورتوں کا چھوٹے، باریک اور تنگ کپڑے پہننا:

موجودہ زمانے میں ہمارے دشمنوں نے ہم پر ایک یلغار یہ بھی کی ہے کہ انہوں نے نئے نئے ڈیزائنوں اور فیشنوں کے لباس بنائے ہیں جو مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں، اور وہ چھوٹے یا باریک و تنگ ہونے کی وجہ سے واجب ستر کو بھی نہیں چھپاتے، اور ان میں بہت سے لباس ایسے ہیں کہ جنہیں عورتوں یا محرموں میں بھی پہننا جائز نہیں۔ نبی ﷺ نے اس قسم کے کپڑے آخری زمانے کی عورتوں میں مروج ہونے کی پیشگوئی کی تھی، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں وارد ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((صَفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ  
 يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٍ عَارِيَّاتٍ مُمِيزَاتٍ مَاثَلَاتٍ  
 دُوُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ  
 رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةٍ كَذَا وَكَذَا)) ﴿٢﴾

”اہل جہنم کی دو قسمیں ایسی ہیں جو میں نے نہیں دیکھیں: ایک وہ قوم جنکے پاس کوڑے ہونگے جو گائے کی دموں جیسے ہونگے جن سے وہ لوگوں کو مارینگے ﴿٢﴾ اور دوسری قسم بظاہر کپڑوں میں ملبوس مگر حقیقتاً ننگی عورتیں جو

صحیح مسلم ۱۶۵۸/۳۔

﴿١﴾ صحیح مسلم ۱۶۸۰/۳، بُخْت: یہ لمبی گردنوں اوچی کوہانوں اور بھاری جسموں والے اونٹ ہیں۔  
 ﴿٢﴾ ان سے باہر حکمرانوں کے چیلے چائے مراد ہیں جو کہ چلتے پھرتے غریب لوگوں کو بلاوجہ ماریں گے۔ نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے اور ایسے لوگ آجکل ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔

سیدھی راہ سے پہنکنے والی اور دوسروں کو بہکانے والی ہوگی، جنکے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہونگے ﴿۱﴾ وہ جنت میں داخل نہ ہونگی اور نہ ہی اسکی خوشبو پائینگی حالانکہ اسکی خوشبو تو بہت دور تک پائی جاتی ہے۔“

اس ممانعت میں وہ لباس بھی شامل ہیں جو عورتیں پہنتی ہیں جنکے نیچے سے دائیں بائیں لمبا چاک بنا ہو یا مختلف جگہوں پر کٹ ہوں، جب وہ بیٹھتی ہے تو اسکا ستر نظر آتا ہے اسمیں ایک تو کافروں کی مشابہت ہے دوسرے انکے بنائے ہوئے کپڑوں کے ڈیزائن اور بے پردگی میں انکی پیروی و تابعداری ہے، اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعاء ہے، اسی طرح کی خطرناک باتوں میں سے ہی یہ بھی ہے جو کپڑوں پر نقش تصویریں بنی ہوتی ہیں، جیسا کہ سنگروں کی تصویریں، میوزک ٹیم، شراب کی بوتلیں، صلیب اور شرعی طور پر حرام یعنی جان داروں کی تصویریں، یا کلبوں اور خبیث انجمنوں کے بیجز، یا ایسے جملے کپڑوں پر پرنٹ ہوتے ہیں جن سے عزت و عفت پر آج آئے، جو کہ زیادہ تر اجنبی زبانوں میں لکھے ہوتے ہیں۔ ﴿۲﴾

﴿۳﴾ مردوں یا عورتوں کا کسی انسان وغیرہ کے مصنوعی بال جوڑنا [وگ لگانا] :

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ایک بیٹی ہے جسکی شادی ہونے والی ہے ایک

.....

﴿۱﴾ اس حدیث کے کئی معانی و مفاہیم بیان کئے گئے ہیں مثلاً: ﴿۱﴾ بظاہر لباس تو ہوگا مگر اتنا باریک کہ اس سے جسم کا رنگ نظر آئے گا یا وہ اس میں نکلی نظر آئے گی۔ ﴿۲﴾ اسی طرح وہ لباس اتنا تنگ و چست ہوگا کہ جسم پر فٹ ہونے کی وجہ سے جسم کے پتلے یا موٹے ہونے اور نشیب و فراز کی چغلی کھائے گا۔ ﴿۳﴾ جسم کے کچھ حصے پر لباس ہوگا اور کچھ حصہ نکارہیں گی۔ موجودہ فیشن ایبل ڈیزائن اسکا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ﴿۴﴾ وہ ظاہری لباس [کپڑے] تو پہنے ہوگی مگر باطنی لباس [تقویٰ] سے عاری ہوگی۔ ﴿۵﴾ وہ اللہ کی نعمتوں سے تو مالا مال ہوگی مگر ہکڑ نعمت سے محروم رہیں گی۔

﴿۱﴾ مثلاً: ① I LOVE YOU ② KISS ME ③ DON'T TOUCH ④ TOUCH ME NOT

⑤ FREE CHOICE ⑥ ME THE GREAT

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں



محرمات (حرام اشیاء و امور) //

بیماری [خسرہ] کی وجہ سے اسکے بال گر گئے ہیں تو، کیا میں اُسے مصنوعی بال جوڑ دوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)) ﴿١﴾

”اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال جوڑنے والی اور جوڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔“

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَصِلَ الْمَرْأَةُ بِرَأْسِهَا شَيْئًا)) ﴿٢﴾

”نبی ﷺ نے عورت کو اپنے سر پر کچھ بھی مصنوعی جوڑنے سے منع فرمایا ہے۔“

ہمارے زمانے میں اسکی مثال [وگ] ہے اور اس وقت بال جوڑنے والے [بیوٹی پارلروالے] ہیں کہ انکی دوکانیں طرح طرح کے منکرات سے بھری ہوئی ہیں۔

اس حرام فعل کی مثالیں یہ وگیں ہیں جو کہ بدکردار اداکار اور اداکارائیں ڈراموں وغیرہ میں لگاتے ہیں، وہ جو مصنوعی بال جوڑتے اور طرح طرح کی وگیں لگاتے ہیں یہ بھی بالوں میں اضافہ دینا و پینڈ کاری کی ہی ایک حرام شکل ہے۔ ﴿٣﴾

﴿٣﴾ مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے لباس یا گفتگو یا ظاہری حالت میں مشابہت کرنا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے جو فطرت بنائی ہے اسکی بناء پر مرد کو چاہئے کہ وہ اپنی اس مردانگی پر برقرار رہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے، اور عورت کو چاہئے کہ وہ اس نزاکت و نرمی پر قائم رہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے، اور یہ ان اسباب میں سے ہے جنکے بغیر لوگوں کی زندگی درست و سیدھی نہیں رہ سکتی، اور مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا

صحیح مسلم ۱۶۷۹/۳

صحیح مسلم ۱۶۷۶/۳

﴿٤﴾ وگ لگانے کے حرام ہونے کی تفصیل کے لئے دیکھیے ہماری کتاب ”مصنوعی اعضاء اور خارجی اشیاء کی صورت میں غسل و وضو“۔ (ابو عدنان)

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

مردوں سے مشابہت کرنا فطرت کے خلاف ہے، یہ فساد کے دروازے کھولنا اور معاشرے میں اباحت و بے شرمی کو کھلے عام پھیلانا ہے، اور شرعاً اس کام کا حکم یہ ہے کہ اسے حرام قرار دیا جاتا ہے کیونکہ اگر کسی شرعی نص میں کسی کام کے مرتکب پر لعنت کی گئی ہو تو وہ اسکے حرام ہونے کی دلیل ہوتی ہے اور یہ کہ وہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ہے :

(( لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَ  
الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ )) ﴿۱﴾

”اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے  
مردوں اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ایک اور مرفوع حدیث میں ہے :

(( لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُخْتَبِئِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَ الْمَتَوَجِّعَاتِ مِنَ  
النِّسَاءِ )) ﴿۲﴾

”اللہ کے رسول ﷺ نے زنجے بننے والے مردوں اور مردانہ چال ڈھال  
دکھانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

مشابہت کبھی تو حرکات و سکنات اور چال چلن میں ہوتی ہے جیسے مرد کا اپنے جسم کی  
شکل و صورت، اندازِ گفتگو اور چلتے وقت زنانہ پن ظاہر کرنا، اور کبھی لباس میں ہوتی ہے لہذا مرد  
کے لئے ہار، نگین، پازیب اور بالیاں وغیرہ پہننا جائز نہیں جس طرح کہ بعض گھٹیا قسم کے بچگانہ  
عقل والے لوگوں کے ہاں یہ چیزیں عام ہیں جو لمبے لمبے بال رکھ کر [اور کانوں میں بالیاں  
پہن کر] عورتوں سے مشابہت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

﴿۱﴾ البخاری، الفتح ۳۳۳/۱۰

﴿۲﴾ صحیح البخاری، دیکھیے الفتح ۳۳۲/۱۰

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

اسی طرح عورت کے لیے مردوں کا مخصوص لباس ٹوب یا قمیص [پینٹ شرٹ] وغیرہ پہننا جائز نہیں بلکہ عورت پر یہ لازم ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو ڈیزائن، سلائی اور ظاہری شکل و صورت میں مرد کے لباس سے مختلف ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَعْنَتُ اللَّهِ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ )) ﴿١﴾

”زنانہ طرز کا لباس پہننے والے مرد پر اللہ کی لعنت ہو، اور مردانہ طرز کا لباس پہننے والی عورت پر اللہ لعنت کرے۔“

﴿٢٩﴾ بالوں کو کالا رنگ [سیاہ خضاب] لگانا :

صحیح تر بات تو یہ ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں اسکا زبردست عذاب مذکور ہوا ہے چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(( يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ زَمَانٍ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ )) ﴿٢﴾

”آخر زمانے میں ایسے لوگ ہونگے جو کبوتروں کی پوٹ جیسا کالا رنگ کرینگے وہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ پائیں گے۔“

یہ فعل آجکل ان لوگوں میں عام پھیلا ہوا ہے جن میں بڑھا پا ظاہر ہو گیا ہے وہ کالا رنگ لگا کر اسے بدل دیتے ہیں جس سے کئی خرابیاں اور بہت فساد پھیلتا ہے، جن میں سے ہی اللہ تعالیٰ کے بندوں کو دھوکا و فریب دینا، اپنی اصلی حالت کو چھپانا اور جھوٹی صورت سے اپنے دل کو بہلانا وغیرہ بھی ہے۔ بیشک اسکا انسانی سلوک و کردار پر بُرا اثر پڑتا ہے، اور انہیں خود فریبی

﴿١﴾ سنن ابی داؤد ۴/۳۵۵، صحیح الجامع الصغیر البانی، حدیث: ۵۰۷۱۔

﴿٢﴾ ابو داؤد ۴/۳۱۹، صحیح الجامع ۳: ۸۱۵۳۔ نسائی میں بھی صحیح اسناد سے مروی ہے (ز)۔

اور دھوکہ میں مبتلا ہونا بھی ہو سکتا ہے، اور نبی ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ سفید بالوں کو ایسے خضاب و مہندی وغیرہ سے بدلتے تھے جس میں پیلیے یا سرخ یا براؤن رنگ کی طرف مائل ہونے والے رنگ ہوں، اور فتح مکہ کے دن جب [حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد] حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو انکا سر اور داڑھی سفیدی کی وجہ سے سفید پھولوں کے پودے جیسے لگ رہے تھے، اس موقع پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

((عَبِّرُوا هَذَا الشَّيْبَ بِشَيْءٍ <sup>①</sup> وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ)) - <sup>②</sup>

”اس کے بڑھاپے کے رنگ کو کسی دوسری چیز [مہندی وغیرہ] سے بدل دو، اور کالے رنگ سے پرہیز کرو“۔

اور صحیح تر قول کے مطابق عورت بھی مرد کی طرح ہے، اگر اسکے سر میں کالے بال نہیں تو اسے بھی سفید بالوں کو کالا رنگ لگانا جائز نہیں۔

⑤۰ کپڑوں، دیواروں یا کاغذوں وغیرہ پر زندہ چیزوں کی تصویر بنانا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ)) <sup>①</sup>

”قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا“۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث قدسی میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

((وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةَ آوُ

① صحیح مسلم ۱۶۶۳۔

② صحیح یہ ہے کہ اس بڑھاپے کو [ز]۔

③ البخاری، دیکھیے الفتح ۳۸۲/۱۰۔

﴿لِيَخْلُقُوا ذُرَّةً.....﴾ ﴿۱﴾

”اور ان سے بڑا عالم کون ہوگا جو میری طرح ہی مخلوقات بنانے کی کوشش کرتا ہے [میرا چیلنج ہے کہ یہ] میری طرح ایک دانہ تو پیدا کریں یا ایک ذرہ ہی پیدا کر کے دکھائیں.....“ ﴿۲﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :  
 ﴿كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ فِي كُلِّ صُورَةٍ صَوْرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ﴾ -

”ہر مصور [تصویر بنانے والا] آگ میں داخل ہوگا، اُسکی ہر بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈالی جائیگی اور انہیں کے ہاتھوں سے جہنم میں عذاب دیا جائے گا“ ﴿۳﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی مصور کو اس کام سے روکا تو اس نے یہ عذر پیش کیا کہ میں دوسرا کوئی کام جانتا ہی نہیں ہوں، اس پر وہ اسے کہتے ہیں :  
 (إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَأَعْلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوحَ فِيهِ)  
 ”اگر تم نے ضرور یہی کام کرنا ہے تو درخت بناؤ اور ان چیزوں کی تصویریں بناؤ جن میں جان نہیں [بے جان ہیں]“ -

مذکورہ احادیث میں جاندار کی تصویریں چاہے وہ انسانوں کی ہوں یا جانوروں کی اور

﴿البخاری۔ دیکھیے فتح الباری ۱۰/۳۸۵﴾

﴿اللہ تعالیٰ نے مصوروں کو یہ چیلنج کیا ہے کہ تم میری جاندار مخلوقات میں سے صرف ذرہ یا چوٹی پیدا کر دکھاؤ اور ہزار نباتات سے قطع نظر یہ غلے کا صرف ایک دانہ یا بیج ہی بنا کر دکھا دو۔ یہ اتنے بے بس ہیں کہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں نہیں بنا سکتے وہ بڑی بڑی چیزیں کیا بنائیں گے؟﴾  
 ﴿اس سے مراد یہ ہے کہ مصور کی بنائی ہوئی تصویروں کو زندہ کر کے انہی کے ہاتھوں جہنم میں اسے سزا دلوائی جائے گی یا اسکی ہر تصویر کے بدلے ایک انسان کھڑا کیا جائے گا جو اسے سزا دے گا۔﴾

انکاسیہ ہو یا نہ ہو، انکے حرام ہونے کا ثبوت ہے، اگرچہ وہ تصویر چھپی ہو یا ہاتھ سے بنی ہو یا کھود کر بنائی گئی ہو یا نقش کی گئی ہو یا تراشی گئی ہو یا ڈائینوں سانچوں میں تیار کی گئی ہو اور اسی طرح ہی کئی دیگر طریقے بھی ہیں جبکہ تصویروں کو حرام کرنے والی احادیث ان سب کو شامل ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ شرعی نصوص پر عمل کرے اور بحث و کٹ جتنی نہ کرے اور یہ نہ کہے: کہ میں اسکی عبادت نہیں کرتا اور نہ ہی اسکو سجدہ کرتا ہوں میں تو صرف فوٹو اتارتا ہوں اور بس!!

اگر عقل مند شخص غور سے ایک ہی برائی پر نظر ڈالے تو دیکھے گا کہ ہمارے اس زمانے میں تصویر بنانا کتنا عام ہو چکا ہے اور اس سے کتنی برائیاں پھیل رہی ہیں جن میں سے ہی جنسی اشتعال بلکہ زنا کاری جیسی برائیاں بھی ہیں یہی وجہ ہے کہ شریعت میں تصویر بنانے کی حرمت آئی ہے، اور اسی سے اسکی حکمت کا بھی پتہ چل جاتا ہے، مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے گھروں میں جاندار چیزوں کی تصویریں نہ رکھے تاکہ وہ فرشتوں کے گھر میں داخل نہ ہونے کا سبب نہ بنے کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

(( لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرٌ ))

”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتیا یا تصویریں ہوں۔“

بعض گھروں میں مجسمے رکھے جاتے ہیں جن میں سے بعض تو کافروں کے معبود ہوتے ہیں وہ گفٹ کرنے کیلئے یا خوبصورتی وغیرہ کیلئے رکھے جاتے ہیں، یہ دوسری چیزوں کی نسبت سخت حرام ہے، اسی طرح لٹکائی ہوئی تصویروں کی ممانعت دوسری لپیٹ کر رکھی گئی تصاویر سے زیادہ سخت ہے، فریعوں میں جڑوا کر رکھنے کی وجہ سے ہی انکی تعظیم حتیٰ کہ پوجا پاٹ کی گئی، اور کتنے غم و دکھ تازہ ہوئے، اور ان تصویروں کو دیکھ کر کتنے ہی لوگوں نے اپنے باپ دادوں پر جاہلانہ فخر کیا، اور کہا جاتا ہے کہ تصویریں یادگاری کیلئے ہیں حالانکہ اصل یاد تو کسی عزیز یا قریبی

صحیح البخاری - دیکھیے الفتح ۳۸۰/۱۰۔

## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

مسلمان کی دل میں ہوتی ہے، اس بناء پر انکے لیے مغفرت اور رحمت کی دعاء کی جاتی ہے، لہذا ہر تصویر کو گھر سے نکال دیا جائے یا اسے ختم کر دیا جائے، البتہ وہ جن کے مٹانے میں حد سے زیادہ مشقت مطلوب ہو ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے جیسا کہ وہ تصویریں جو کھانے کے ڈبوں پر ہوتی ہیں اور ڈکشنریوں اور کتب و مراجع میں جو تصاویر ہوں جن کا مٹانا ناممکن بھی ہے یہ بلاء عام ہو چکی ہے غرض جو ممکن ہو اسے ختم کر دینا چاہئے، اور فحش و بُری تصاویر سے تو سخت پرہیز کرنا چاہئے البتہ ان تصویروں کو سنبھالا جاسکتا ہے جنکی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ کیلئے ہوں اور بعض اہل علم نے ان تصویروں کی جو حقارت سے قدموں تلے روندی جاتی ہوں انکی اجازت دی ہے۔ ﴿﴾

اور فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا﴾ [التعاون: ۱۶]

”سو جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس کے احکام کو) سنو اور (اس کے) فرمانبردار رہو“۔

## ⑤ بیان خواب میں جھوٹ بولنا :

بعض لوگ جان بوجھ کر من گھڑت خواب جو انہوں نے نہیں دیکھے ہوتے وہ بتاتے پھرتے ہیں تاکہ دوسروں پر برتری اور سستی شہرت پاسکیں اور لوگوں سے مالی منافع حاصل کریں یا اگر کسی سے دشمنی ہو تو انہیں ڈرانے کیلئے ایسا کرتے ہیں، اور بکثرت بے علم عوام خوابوں کی سچائی پر شدید اعتقاد رکھتے ہیں لہذا وہ اس جھوٹے خواب سے بھی دھوکا کھا جاتے ہیں جبکہ ایسا کام کرنے والے کیلئے زبردست وعید آئی ہے، نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

﴿مثلاً بہتر کی چادر، نکیہ، فرش، قالین، چٹائی، میٹ وغیرہ پر بنی ہوئی تصاویر اور اسے بھی اسلئے روارکھا گیا کہ اس سے انکی تعظیم کا نظریہ ختم ہوگا کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں سب سے پہلے شرک انہی تصاویر اور مجسموں کی وجہ سے ہی آیا تھا۔﴾ [دیکھیے سورۃ نوح، آیت: ۲۳ مع تفسیر۔]

((إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرْيِ أَنْ يَدْعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ ، أَوْ يُرَى عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ وَيَقُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ)) ﴿٥٦﴾

”سب سے عظیم جھوٹ یہ ہے کہ کوئی بیٹا اپنے آپ کو اپنے باپ کی بجائے کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے یا اسکی آنکھ نے جو خواب نہ دیکھا ہو وہ اسے دکھائے [جھوٹا خواب بیان کرے] اور جو نبی ﷺ نے نہ کہا ہو وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کرے۔“

اور نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

((مَنْ تَحَلَّمَ بِحِلْمٍ لَمْ يَرَهُ كَلْفٌ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ...)) ﴿٥٧﴾

”جس شخص نے خواب تو نہ دیکھا مگر جھوٹ گھڑ کر بتا دیا، قیامت کے دن اُسے حکم دیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں کو باہم گرہ لگائے مگر وہ ہرگز ایسا نہ کر سکے گا۔“ ﴿٥٧﴾

﴿٥٨﴾ قبر پر بیٹھنا اور اُسے روندنا اور قبرستان میں قضاء حاجت کرنا :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

((لَا يَجْلِسُ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتَحْتَرِقَ فَيَأْتِيَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ)) ﴿٥٨﴾

”اگر کوئی کسی انگارے پر بیٹھے اور اسکے کپڑے جل جائیں حتیٰ کہ آگ کا اثر اسکی جلد تک پہنچ جائے تو وہ اس کیلئے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔“

﴿٥٨﴾ البخاری۔ دیکھیے الفتح ٥٣٠/٦٦٦۔ ﴿٥٩﴾ البخاری دیکھیے الفتح ٣٢٤/١٢

﴿٥٩﴾ نہ کوئی جو کے دو دانوں میں گرہ لگا سکتا ہے اور نہ ہی اسکی عذاب سے جان چھوٹے گی۔

صحیح مسلم ٦٦٤/١٢ ﴿٦٠﴾



## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

قبروں کو روندنا بعض لوگوں میں عام ہے، عموماً دیکھا جاتا ہے کہ لوگ جب اپنی میت کو دفناتے ہیں تو وہ دوسروں کی قبروں کو روندنے پر توجہ نہیں دیتے [اور کبھی کبھی جو توں سمیت روندتے] اور ساتھ والی قبروں کے مُردوں کی بے حرمتی کرتے ہیں حالانکہ اس گناہ کے عظیم ہونے کے بارے میں نبی ﷺ فرماتے ہیں :

((لَا نَأْمِشِي عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ عَلَى سَيْفٍ أَوْ أَخْصَفَ نَعْلِي بِرَجُلِي  
أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِي عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ)) ﴿١﴾

”اگر میں انگارے یا تلوار کے تیز دھارے پر چلوں یا اپنے پاؤں کو اپنے جوتے کے ساتھ سی لوں تو یہ مجھے کسی مسلمان کی قبر پر چلنے سے زیادہ پسند ہے۔“

جب صرف قبروں کو روندنا اتنا گناہ ہے تو اس کا کیا ہوگا جو کسی قبرستان کی زمین پر قبضہ کر لے اور اس پر کاروباری یا رہائشی عمارتیں بنا لے۔ اسی طرح قبرستان میں قضاء حاجت کرنا بھی سخت گناہ ہے جبکہ بعض بدنصیب لوگوں کا کام یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو وہ قبرستان میں گھس کر قضاء حاجت کر لیتے اور مُردوں کو اپنی بدبو و نجاست سے تکلیف دیتے ہیں، نبی ﷺ کا رشا و گرامی ہے :

((وَمَا أَبَالِي أَوْ سَطَّ الْقَبْرِ فَضَيْتُ حَاجَتِي أَوْ وَسَطَّ السُّوقِ)) ﴿٢﴾

”مجھے کوئی پرواہ نہیں قبرستان کے وسط میں قضاء حاجت کر لوں یا بازار کے عین وسط میں۔“

یعنی قبرستان میں قضاء حاجت کی قباحت، بازار میں لوگوں کے سامنے قضاء حاجت کرنے اور اپنا ستر ظاہر کرنے کے برابر ہے، اور جو لوگ جان بوجھ کر قبرستان میں گندگی پھینکتے ہیں [خاص طور پر جو قبرستان پرانے ہوں اور جنکی چار دیواری ٹوٹ گئی ہو] انہیں بھی بہت سخت

﴿١﴾ ابن ماجہ ۴۹۹، صحیح الجامع الصغیر ۵۰۳۸۔ ﴿٢﴾ سابقہ خرّج

عذاب ہوگا، اور اگر قبرستان کی زیارت کرنی ہو تو اس کیلئے بھی کچھ آداب ہیں کہ قبروں کے درمیان سے گزرنا ہو تو جوتے اتار کر چلنا چاہئے۔

﴿۵۳﴾ پیشاب کرتے وقت پرہیز نہ کرنا :

شریعتِ اسلامیہ کے اچھے اوصاف و امتیازات اور خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسمیں ہر وہ حکم موجود ہے جس سے انسان کی حالت بہتر ہو مثلاً نجاست کو دور کرنا، اور اس کیلئے استنجا کرنا مشروع ہوا ہے، اور وہ کیفیت بتائی گئی ہے جس سے صفائی اور پاکیزگی حاصل کی جاسکتی ہے اور اسکا طریقہ بیان کیا گیا ہے، بعض لوگ نجاست کو دور کرنے میں سستی کرتے ہیں جس سے انکے کپڑے یا بدن پر گندگی لگ سکتی ہے اور یوں انکی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی۔ نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ یہ سستی ولا پرواہی قبر کے عذاب کے اسباب میں سے ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ منورہ کے باغوں میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے ﴿۱﴾ تو دو انسان جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا انکی آواز سنی تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يُعَذَّبَانِ ، وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ، ثُمَّ قَالَ : بَلَى [ وَفِي رِوَايَةٍ :  
وَ اِنَّهُ كَبِيرٌ ] كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَ كَانَ الْآخَرُ يَمْسِي  
بِالنَّمِيمَةِ ... )) ﴿۲﴾

”انہیں عذاب دیا جا رہا ہے، اور کسی کبیرہ گناہ پر نہیں، پھر فرمایا: پیشاب [اور ایک روایت میں ہے: واقعی کسی کبیرہ گناہ پر ہی عذاب دیا جا رہا ہے] ان میں سے ایک تو پیشاب کرتے وقت اسکے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چلتے پھرتے لوگوں کی غیبت و بدگوئی کرتا تھا۔“

جبکہ نبی ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے :

﴿۱﴾ حائط : باغ یا کھیت کی دیوار۔

﴿۲﴾ صحیح بخاری . دیکھئے فتح الباری ۱/۳۱۷۔

(( أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْبَوْلِ )) ﴿١﴾

”قبر میں اکثر طور پر لوگوں کو عذاب پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوگا۔“

پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ کوئی شخص پیشاب رکنے سے پہلے ہی جلدی سے اٹھ جاتا ہے، یا جان بوجھ کر اس طریقے یا اس جگہ پر پیشاب کرے جہاں اُس کے پیشاب کے چھینٹے اُس پر واپس آ پڑیں، یا استنجاء چھوڑ دے اور پانی استعمال کرنے میں لاپرواہی کرے، موجودہ زمانوں میں کافروں سے مشابہت و نقالی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مردوں والے بعض پیشاب خانے دیواروں پر لگے ہوئے ہیں جہاں کوئی شخص آتا ہے اور بے پردگی سے پیشاب کرتا ہے، پھر کپڑا نجاست صاف کیے بغیر ہی پہن لیتا ہے۔ اس طرح وہ لوگ بیک وقت دو حرام و قبیح کاموں کو اکٹھا کرتے ہیں:

پہلا یہ کہ اُس نے لوگوں کی نظروں سے اپنا ستر نہیں چھپایا۔

اور دوسرا یہ کہ اُس نے اپنے آپ کو پیشاب کے چھینٹوں سے پاک نہیں رکھا۔ ﴿٢﴾

﴿٥٢﴾ چپکے سے دوسروں کی باتیں سُننا یا ٹوہ لگانا :

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

﴿ وَلَا تَجَسَّسُوا ﴾ [الحجرات ، آیت : ۱۱]

”اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس [جاسوسی] نہ کیا کرو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے

﴿١﴾ امام احمد ۲/۳۲۶، صحیح الجامع ۱۲۱۳، ایک روایت میں ”مِنَ الْبَوْلِ“ کے الفاظ بھی ہیں۔

﴿٢﴾ ایسی جگہ پیشاب کرنے سے کتنے ہی گناہ جمع ہو جاتے ہیں:

- ① عدم ستر پوشی و بے پردگی۔ ② کپڑوں کی ناپاکی۔ ③ جسم کی ناپاکی۔ ④ نماز کی عدم قبولیت۔
- ⑤ عذابِ قبر۔ ⑥ فرشتوں کی ناراضگی۔ ⑦ نیک مومنوں کی ناراضگی وغیرہ۔ والعیاذ باللہ۔ (ابو عبدان)

ارشاد فرمایا:

((مَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ صَبَّ فِي أُذُنَيْهِ  
الْآنِكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ...)) ﴿١﴾

”جس شخص نے دوسرے لوگوں کی چپکے سے باتیں سُنیں جبکہ وہ اُسے  
ناپسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن اُسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا  
جائیگا۔“

اگر وہ چپکے سے انکی باتیں اسلئے سنتا اور اگے نقل کرتا ہے تاکہ وہ انہیں نقصان پہنچائے  
تو وہ جاسوسی کے گناہ میں اضافہ کرتا ہے ﴿٢﴾ اور وہ نبی ﷺ کی اُس حدیث کے تحت آجاتا ہے  
جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے :

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ)) ﴿٣﴾

”جنت میں چغل خورداغل نہ ہوگا۔“

﴿٥٥﴾ پڑوسیوں کو تکلیف دینا :

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی  
ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي

.....  
﴿١﴾ معجم الطبرانی الكبير ۱۱/۲۳۸-۲۳۹۔ صحیح الجامع ۴/۶۹۹، آئیک پگھلا ہوا سیسہ ہے۔

[اسے اپنی صحیح میں امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے (ز)]

﴿٢﴾ جاسوسی کے موضوع اور اسکے نقصانات کی تفصیل کتب تفسیر خصوصاً تفہیم القرآن ۵/۸۸-۹۰ میں سورہ  
الحجرات کی آیت ۱۱ کی تفسیر کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔

﴿٣﴾ البخاری . الفتح ۱۰/۴۲۲، قنات : وہ شخص جو لوگوں کی باتیں چپکے سے سنتا ہے پھر ادھر ادھر نقل بھی  
کرتا ہے۔

## // محرمات (حرام اشیاء و امور) //

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ  
وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا  
يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿﴾ [النساء، آیت : ۳۶]

”اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں  
باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی  
ہمسایوں اور رقنائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو  
لوگ تمہارے قبضے میں [غلام] ہوں سب کیساتھ احسان کرو کہ اللہ تعالیٰ  
(احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی  
مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔“

پڑوسیوں کا بہت عظیم حق ہے اسلئے انہیں تکلیف دینا محرمات میں سے ہے، حضرت  
ابو شریح رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(( وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ ، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ ، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ ، قِيلَ وَمَنْ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ : الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقِهِ )) ﴿﴾

” اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں، اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں، اللہ کی قسم وہ  
ایمان والا نہیں، کہا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون ہے وہ؟ فرمایا:  
جس کا پڑوسی اسکی اذیتوں سے محفوظ نہیں۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی کی تعریف کرنا یا اسے برا بھلا کہنا اسکے  
یئے شہادت و گواہی بنایا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کو کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہ کیسے جان سکتا ہوں کہ میں نے اپنے پڑوسی پر احسان کیا  
ہے یا اُسے تکلیف دی ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

﴿صحيح البخاري . دیکھئے فتح الباری ۱۰/۲۳۳﴾

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

(( إِذَا سَمِعْتَ جِيرَانَكَ يَقُولُونَ : قَدْ أَحْسَنْتَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ ، وَ

إِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ : قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ )) ﴿١﴾

”اگر تم اپنے پڑوسی کو یہ کہتے ہوئے سنو: کہ تم نے اچھا کیا ہے تو پھر اچھا ہی کیا، اور اگر یہ کہتے سنو: کہ تم نے برا کیا تو پھر برا ہی کیا۔“

پڑوسی کو تکلیف دینے کی متعدد صورتیں ہیں:

- ① جن میں سے ہی ایک یہ ہے کہ مشترک دیوار میں لکڑی گاڑنے سے پڑوسی کو روکے۔
- ② بغیر اجازت کے اپنا گھر اُونچا کرے اور اس سے سورج کو چھپا دے اور ہوا کو روکے۔
- ③ اُسکے گھر کی طرف اپنی کھڑکیاں کھول کر جھانکے۔
- ④ اونچی آوازوں سے اسے تنگ کرے، دروازہ وغیرہ کسی چیز کو ٹھوکے یا چیننے چلائے خاص طور پر اسکے سونے اور آرام کے اوقات میں ایسا کرے۔
- ⑤ اپنے پڑوسی کے بچوں کو مارے۔
- ⑥ انکے گھر کے دروازے کے سامنے کچرا پھینکے۔ اگر کوئی اپنے ساتھ والے پڑوسی کو تکلیف دے تو یہ گناہِ عظیم ہو جاتا ہے اور اس کا گناہ دو گنا ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :

(( لِأَنَّ يَزْنِي الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ أَيْسُرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ بِأَمْرَةٍ

جَارِهِ ، لِأَنَّ يَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ أَيْبَاتٍ أَيْسُرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ

يَسْرِقَ مِنْ بَيْتِ جَارِهِ )) ﴿٢﴾

”اگر کوئی آدمی دس [۱۰] عورتوں کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے تو یہ اسکے

لئے اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرنے سے ہلکا ہوگا،

﴿١﴾ امام احمد ۴۰۲/۱، صحیح الجامع ۶۲۳۔

﴿٢﴾ بخاری، الأدب المفرد ۱۰۳۔ السلسلہ الصحیحہ: ۶۵۔

## || محرمات (حرام اشیاء و امور) ||

اگر کوئی آدمی دس [۱۰] گھروں سے چوریاں کرے تو وہ اسکے لئے اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے سے ہلکا ہوگا۔  
بعض خان و غداہ اپنے پڑوسی کی رات کی ڈیوٹی ہونے کی وجہ سے اسکی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر شر و فساد پھیلانے کیلئے اُس کے گھر میں گھس جاتے ہیں۔ قیامت کے دن اسکے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔

### ﴿۵۶﴾ وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا :

اسلامی شریعت کا ایک سنہرا اصول یہ ہے :

(( لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ )) .

”نہ نقصان سہو اور نہ ہی کسی کو جانی و مالی نقصان پہنچاؤ۔“

جسکی ایک مثال یہ ہے کہ اپنے تمام شرعی وارثوں کو نقصان دینا یا ان میں سے بعض کو ضرر پہنچانا حرام ہے، اور جو اس کام کا ارتکاب کرے تو وہ نبی ﷺ کے اس ارشاد کے تحت ڈرایا دھمکایا گیا ہے اور اسے یہ بددعائی گئی ہے :

(( مَنْ ضَارَّ أَضَرَ اللَّهُ بِهِ ، وَ مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ )) ﴿۱﴾

”جو شخص کسی کو نقصان پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اُسے نقصان پہنچائے، اور جو دوسروں پر سختی کریگا اللہ تعالیٰ اُس پر سختی کرے۔“

وصیت میں نقصان دینے کی متعدد صورتوں میں سے ہی بعض یہ ہیں :

① کسی وارث کو اسکے شرعی حق سے محروم کر دے۔

② کسی وارث کیلئے شریعت کے مقرر کردہ حق کے برخلاف وصیت کرے۔

③ حصہ سے زیادہ کی وصیت کرے وغیرہ۔

﴿۱﴾ مسند امام احمد ۳/۲۵۳- صحیح الجامع ۶۳۴۸۔

جس جگہ لوگ شرعی عدالتوں کے ماتحت زندگی نہ گزار رہے ہوں اور وہ شریعت کے فیصلے کو نہ مانیں تو وہاں صاحبِ حق کی مجبوری ہے کہ وہ اپنا حق نہیں لے سکتا جو کہ اُسے اللہ نے دیا ہے کیونکہ وہاں اُن کو رُس کی وجہ سے مشکل پیش آتی ہے جو شریعت کے خلاف فیصلے کرتے ہیں، اور جو طامانہ وصیت وکیل کے پاس لکھی ہوئی ہو اُسے ہی نافذ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

﴿فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ﴾

(سورہ البقرہ: ۷۹)

”ہلاکت ہے انکے لیے جنکے ہاتھوں نے یہ ظلم لکھا اور جو انہوں نے کمایا۔“

⑤۷ نرد شیر [چوسر] کھیلنا جو کہ ساہور بن از د شیر بن با یک شاہ ایران نے ایجاد کیا تھا:

لوگوں میں رانج بہت سے کھیلوں میں سے کئی حرام امور پائے جاتے ہیں جن میں سے ہی نرد شیر [چوسر] بھی ہے [جو کہ الزھر کے نام سے بھی معروف ہے] جس سے ابتداء کر کے لوگ بہت سے حرام کھیلوں کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں، اور نبی ﷺ نے اس نرد شیر سے منع کیا ہے جو کہ جوئے کے دروازے کھولتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ شَبِيرٍ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَذَمِيمٍ))

”جس نے نرد شیر [چوسر] کھیلا تو وہ اس طرح ہے جیسے کہ کوئی اپنے ہاتھوں کو خنزیر کے گوشت اور خون سے رنگتا ہے۔“

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ))

⑤۸ صحیح مسلم ۱۷۷۴۔ جس طرح سور کا گوشت کھانا اور اسکے

گوشت یا خون سے ہاتھ رنگنا حرام ہے اسی طرح چوسر کھیلنا بھی حرام ہے۔ چوسر [شطرنج اور تاش وغیرہ] کے منع ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ کھیلیں فرائض سے غافل کر دیتی ہیں اور اس چوسر کا بانی ایک آتش پرست مجوسی ہے لہذا اس مشابہت کی وجہ سے بھی یہ حرام ہے۔ (لتفصیل: فیض القدر مناوی ۲۷۶/۲) (ابو عدنان)

⑤۹ صحیح البخاری، دیکھئے الفتح ۱۶۳/۳۔



محرمات (حرام اشیاء و امور) //

”جس شخص نے چوس رکھیا تو گویا اُس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی“۔

⑤۸ کسی مؤمن پر لعنت بھیجنا یا جو لعنت کا مستحق نہ ہو اُس پر لعنت کرنا :

بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جنہیں غصہ آجائے تو انکی زبان انکے قابو میں نہیں رہتی۔ وہ لعنت کرنے میں جلد بازی کرتے ہیں اور انسانوں، حیوانوں، نباتات، بے جان چیزوں، دن، اوقات اور گھڑیوں پر لعنت کرتے ہیں، بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ پر اور اپنے بچوں پر بھی لعنت کرنے لگیں، اور شوہر کا بیوی کو لعنت کرنا یا اسکے برعکس ہوتا ہے جبکہ یہ بات خطرناک حد تک منکر و منع ہے، حضرت ابو زید ثابت بن ضحاک الأنصاری رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

((... وَ مَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَفْتَلُهُ ))

”... اور جس شخص نے کسی مؤمن پر لعنت بھیجی تو وہ اسکے قتل کے برابر ہے۔“

چونکہ لعن طعن کرنا عموماً عورتوں میں بکثرت پایا جاتا ہے اس لئے نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ جہنم میں عورتوں کے بکثرت داخل ہونے کے اسباب میں سے یہ فعل بھی ہے، اسی طرح لعنت کرنے والوں کی طرف سے قیامت کے دن کسی کی شفاعت نہ ہو سکے گی، اور اس سے بھی زیادہ خطرے کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی کسی غیر مستحق پر لعنت بھیجے تو وہ اُس بھیجنے والے پر واپس لوٹ جاتی ہے اس طرح اُس نے گویا خود اپنے آپ کو بد عادی اور اللہ کی رحمت سے دور کیا۔

⑤۹ نوحہ خوانی [بین کرنا] :

عظیم منکرات میں سے ہی نوحہ و بین کرنا بھی ہے بعض عورتیں اپنے کسی عزیز کی میت پر اونچی آواز میں چیختی، روتی اور بین کرتی ہیں، اسی طرح گریبان چاک کرنا، کپڑے پھاڑنا، صحیح البخاری - فتح الباری ۳۶۵/۱۰۔

## II محرمات (حرام اشیاء و امور) II

گالوں کو پیٹنا، بال منڈوانا یا نوچنا اور کاشا، یہ سب قضاء الہی کا انکار کرنے اور مصیبت پر صبر نہ کرنے کی دلیل وثبوت ہے، اور نبی ﷺ نے ان امور کا ارتکاب کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجَهَهَا وَالشَّاقَّةَ جَبِيهَا  
وَالذَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ)) ﴿١﴾

”نبی ﷺ نے چہرے کو نوچنے والی اور کپڑے اور گریبان چاک کرنے والی اور ویل و ہلاکت کی بددعاء مانگنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى  
الْجَاهِلِيَّةِ)) ﴿٢﴾

”وہ شخص ہم مسلمانوں میں سے نہیں جو اپنے رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور کپڑے پھاڑے اور جو جاہلیت کے بول [بین] [پکارے]۔“  
اور نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

((الْأَسَاحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ  
مِنْ قَطْرَانَ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ)) ﴿٣﴾

”نوحہ و بین کرنے والی اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تار کول کی قمیص اور خارش والا

﴿١﴾ ابن ماجہ ۵۰۵/۱۔ صحیح الجامع: ۵۰۶۸۔

﴿٢﴾ صحیح البخاری، دیکھئے الفتح ۱۶۳/۳۔

﴿٣﴾ صحیح مسلم ۹۳۳۔

گرتا ہوگا، ﴿۱۶﴾

﴿۱۶﴾ چہرے پر مارنا اور منہ پر داغ جیسے نشان بنانا :

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

(( نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ )) ﴿۱۶﴾

”رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے [رخساروں کو پینے] اور منہ پر داغ جیسے نشان بنانے سے منع فرمایا ہے۔“

یہ جو چہرے پر مارنا ہے تو کتنے ہی باپ اور مدرسین ایسے ہیں جو بچوں کو سزا دینے کیلئے جان بوجھ کر ہاتھ سے چہرے پر مارتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ اپنے خادموں یا نوکروں کے ساتھ کرتے ہیں، اس میں اس چہرے کی توہین ہے کہ جس کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے انسان کو باعزت بنایا ہے، دوسرا یہ کہ اسکی وجہ سے چہرے پر موجود بعض اہم ترین حواس [آنکھ وغیرہ] بھی ضائع ہو سکتے ہیں جس کی وجہ سے مارنے والے کو بعد میں شرمندگی ہو سکتی ہے بلکہ اس سے قصاص [بدلہ] بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح کسی خاص نشان کے ساتھ جانور کے چہرے کو اس غرض سے داغ دینا کہ جانور کا مالک اُسے پہچان لے یا اگر وہ گم ہو جائے تو اس نشان کی وجہ سے وہ اُسے مل جائے، یہ بھی حرام ہے کیونکہ اس میں جانور کیلئے اذیت و تکلیف ہے اور چہرہ مسخ و بگڑ جاتا ہے، اور اگر بعض لوگ یہ دلیل پیش کریں کہ یہ تو انکے قبیلے کا رواج ہے اور انکی خاص نشانی ہے، تو ہم عرض کریں

.....

﴿تاریخ تارکول آتش گیر مادہ ہے، اس سے جسم میں آگ جلد بھڑک اٹھے گی اور اس عورت کے جسم پر خارش مسلط کر دی جائے گی جو اس کے پورے جسم کو اس طرح اپنی لپیٹ میں لے لے گی جیسے قمیص سارے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے۔ (ابو عدنان)

صحیح مسلم ۱۶۷۳/۳۔

گے کہ یہ نشان چہرے کے علاوہ کسی دوسری جگہ بنا سکتے ہیں، ضروری تو نہیں کہ چہرے پر ہی ہو۔  
 (۶۱) بغیر شرعی عذر کے مسلمان کا تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا :

مسلمانوں میں قطع تعلق پیدا کرنا شیطان کی چالوں میں سے ہے، اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو شیطان کی تابعداری کرتے ہوئے بغیر کسی شرعی عذر کے اپنے مسلمان بھائیوں سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ یا یہ کسی مادی اختلاف کی بناء پر ہوتا ہے، یا کوئی دوسری معمولی و نامعقول وجہ ہوتی ہے جس سے وہ لمبے عرصے تک قطع تعلق جاری رکھتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کسی سے بات نہ کرنے کی قسم، اور اسکے گھر داخل نہ ہونے کی نذر مان لیتا ہے، اور اگر وہ اُسے راستے میں دیکھ لے تو اعراض و روگردانی کرتا ہے، اور اگر اسے کسی مجلس میں دیکھ لے تو اس سے پہلے اور بعد والے آدمی سے سلام کر کے اسے نظر انداز کر دیتا ہے، یہ چیز اسلامی معاشرے کی کمزوری کے اسباب میں سے ہے، اسی لیے اس کا شرعی حکم اٹل ہے اور اسلام نے دو ٹوک انداز سے سخت عذاب کی وعید سنائی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(( لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ  
 ثَلَاثِ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ ))<sup>①</sup>

”کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے، جس شخص نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کیا اور وہ اسی حالت میں مر جائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“

حضرت ابو خراش رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(( مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكَ <sup>②</sup> دِمِهِ ))<sup>③</sup>

① ابوداؤد ۲۱۵/۵، صحیح الجامع میں ۶۳۵۔

② (کَسْفَكَ [ز]) کتاب میں کسی وجہ سے سَفْكَ تھا شیخ ابن باز نے تفسیر فرمائی۔ [ابوعدنان]

③ البخاری فی الادب المفرد حدیث نمبر ۲۰۶، صحیح الجامع میں ۶۵۵۔

// محرمات (حرام اشیاء و امور) //

”جس شخص نے ایک سال تک اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق کیا تو وہ اسکے قتل کے برابر ہوگا۔“

مسلمانوں میں قطع تعلق کے نقصانات میں سے یہی کیا کم ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے محروم ہو جاتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(( تَعْرِضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحَاءٌ ، فَيَقَالُ أَتْرُكُوا أَوْ أَرَكُوا ( يَعْنِي : أَخِرُوا ) هَذَيْنِ حَتَّى يَفِينَا )) ﴿١﴾

”ہر ہفتے میں دو بار لوگوں کے اعمال [اللہ کے حضور] پیش کیے جاتے ہیں، سوموار اور جمعرات کو، ہر مؤمن بندے کی مغفرت ہو جاتی ہے سوائے اس بندے کے جس کا کسی کے ساتھ بغض و کینہ یا دشمنی و جھگڑا ہو، اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو (یا انہیں مؤخر کر دو) جب تک کہ یہ اپنی باہمی ناراضگی ختم نہ کر لیں۔“

جن دونوں کا جھگڑا ہوا ہو ان میں سے کوئی توبہ کر لے تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کی طرف رجوع کرے اور اس کو سلام کرے، اگر یہ سلام کرے اور دوسرا انکار کرے تو اس کا ذمہ بری ہو جائیگا اور جس نے انکار کیا ہو اُسے ہی نقصان ہوگا، حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

(( لَا يَجِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ ، يَأْتِقِيَانِ فَيَعْرِضُ هَذَا وَيَعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ )) ﴿٢﴾

”کسی آدمی کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین راتوں

﴿١﴾ صحیح بخاری، فتح الباری ۱۰/۳۹۲۔

﴿٢﴾ صحیح مسلم ۴/۱۹۸۸۔

تک قطع تعلق کرے، دونوں ملیں تو یہ ادھر منہ پھیر لے اور وہ ادھر کو، اور ان دونوں میں سے جو پہلے سلام کرے گا وہ بہتر ہے۔“

ہاں البتہ اگر شرعی سبب پایا جائے جیسا کہ ترک نماز، یا کسی بُرائی پر اصرار ہو، تو اگر قطع تعلق کرنے سے خطا کار کو فائدہ ہو اور یہ اُسے اچھائی کی طرف لوٹا دے یا اُسے اُسکی غلطی کا احساس دلا دے تو ایسے میں قطع تعلق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے تاکہ وہ گناہوں سے باز آجائے۔ ﴿۱﴾

اور اگر اس قطع تعلق کی وجہ سے گنہگار زیادہ اعراض کرے، مزید ضد کرے اور زیادہ سرکشی و انحراف اور غرور و گناہ کرے تو اُس وقت قطع تعلق نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اسمیں کوئی شرعی مصلحت نظر نہیں آتی بلکہ یہ فساد کو زیادہ کرتا ہے لہذا زیادہ صحیح یہی ہوگا کہ اُسے مسلسل حسن سلوک و نصیحت اور خیر خواہی و یاد دہانی کراتے رہیں تاکہ وہ گناہ میں مزید آگے نہ بڑھے۔ ﴿۲﴾ اور آخر میں عرض ہے کہ لوگوں میں منتشر محرّمات میں سے انہی کو جمع کرنا میسر ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کے ساتھ دُعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں اپنا اتنا ڈر پیدا کر دے جو ہمارے اور گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے، اللہ کی اطاعت اتنی ہو جس سے ہم جنت میں داخل ہو سکیں، ہمارے گناہوں کی مغفرت کر دے، اور ہماری زیادتیوں سے درگزر فرمائے، ہمیں حلال عطا کرے، حرام سے بے نیاز فرمائے، اور ہمیں اپنے فضل و کرم کے ساتھ ﴿۱﴾ جیسا کہ نبی ﷺ نے حضرت کعب بن مالک اور انکے اصحاب رضی اللہ عنہم سے قطع تعلق کیا تھا جب دیکھا کہ اسمیں مصلحت ہے جبکہ عبداللہ بن ابی بن سلول اور منافقین سے قطع تعلق نہیں کیا تھا کیونکہ قطع تعلق نہ کرنا ہی اُنکے حق میں بہتر تھا (ز)۔

﴿۲﴾ یہ موضوع بہت طویل ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ فائدہ کی تکمیل کرنے کیلئے کتاب و سنت میں مذکور منہیات و ممنوعات کیلئے ایک فصل الگ سے خاص کر دی جائے جن سب کا مجموعہ ایک مستقل رسالے میں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ ☆

☆ اس رسالے کا اردو ترجمہ بھی شروع کر دیا ہے اور اسے بھی عنقریب اپنے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دیا جائیگا۔ ان شاء اللہ۔ (ابوعدنان)

محرمات (حرام اشیاء و امور) //

باقی سب لوگوں سے مستغنی کر دے، ہماری توبہ قبول کرے، اور ہمارے گناہ دھو ڈالے، بیشک وہ دُعا سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا الْاُمِّيِّ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ  
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

مؤلف: شیخ محمد بن صالح المنجد

الخبر ص.ب: ۲۹۹۹

الدمام

ترجمہ و تفہیم: ام محمد شکلیہ قمر

مراجعة و تنقیح، تہذیب و حواشی:

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ۔ الخبر و داعیہ متعاون مراکز تو عیہ الجالیات

الدمام، الظہران، الخبر (سعودی عرب)



Email to: [tawheed\\_pbs@hotmail.com](mailto:tawheed_pbs@hotmail.com)

## فہرست مطبوعاتِ توحید پبلیکیشنز (بنگلور)

نمبر	کتاب	نمبر	کتاب
1	بدعات اور ان کا تعارف	18	نماز میں کی جانے والی غلطیاں اور کوتاہیاں
2	نمازِ پنجگانہ کی رکعتیں مع نماز وتر	19	آدابِ دعاء (شرائط، اوقات، مقامات)
3	مختصر مسائل و احکام رمضان، روزہ اور زکوٰۃ	20	رَفْعُ الْيَدَيْنِ؛ دلائل و تحقیق
4	مختصر مسائل و احکام طہارت و نماز	21	جنتی عورت
5	زیارتِ مدینہ منورہ - احکام و آداب	22	مختصر مسائل و احکام نمازِ جنازہ
6	ٹوپی و پگڑی سے یا ننگے سر نماز؟	23	عملِ صالح کی پہچان
7	جشنِ عید میلاد؛ یومِ وفات پر!	24	ارکانِ ایمان (ایک تعارف)
8	دنیوی مصائب و مشکلات (حقیقت، اسباب، ثمرات)	25	فضائلِ رمضان و روزہ
9	مختصر مسائل و احکام حج و عمرہ اور قربانی و عیدین	26	براءةِ اہلِ حدیث
10	دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائل نماز	27	خوشگوار زندگی کے 12 اصول
11	استقامت (راہِ دین پر ثابت قدمی)	28	امامت کے اہل کون؟
12	شکوہ و شبہات کا ازالہ	29	انڈھی تقلید اور تعصب میں تحریفِ کتاب و سنت
13	دعوة الی اللہ اور داعی کے اوصاف	30	تلاشِ حق کا سفر
14	تعویذ گندوں اور جراثیم و جاؤ کا علاج	31	مُعَوِّذَاتِ تین ☆ فضائل، برکات، تفسیر
15	نماز تراویح (حرم میں تراویح اور علماء کے فتاویٰ)	32	جہیز اور جوڑے کی رسم
16	مرد و زن کی نماز میں فرق؟	33	ارکانِ اسلام
17	سماع و قوالی اور گانا و موسیقی	34	رمضان و روزہ - احکام و مسائل

اگر آپ ان کتابوں کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں پتے پر رابطہ قائم کریں:



# توحید پبلیکیشنز کا پیغام

## امت مسلمہ کے فہم

تلاذہبی تعصب، مسلکی عناد اور فرقہ واریت قوم کیلئے زہر ہیں، ان سے بالاتر ہو کر خالص قرآن کریم اور سنت صحیحہ کی بنیاد پر امت کے شرعی مسائل کا حل تلاش کریں۔

تلاذہم علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے استفادہ کرتے ہوئے جدید فقہی مسائل میں اجتہاد کر کے فتاویٰ صادر کرنے والے دور حاضر کے علماء و فقہاء کی کوششوں کے نتائج سے فائدہ اٹھائیں۔

تلاذہمت و تبلیغ دین میں حکمت عملی کو نظر انداز کرنا تو مصالح دینیہ کے خلاف ہے مگر حلال و حرام میں تورواداری نہ برتیں اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روئے کو تونہ کمزور کریں۔

تلاذہمات دین علمی کا دور گزر گیا۔ نور علم کے چراغ لے کر آگے بڑھیں، جہالت کو مٹائیں اور باطل کا بھرپور تعاقب کریں۔

تلاذہم اگر آپ ایسا معتاد نہ رہنا پسند کرتے ہیں تو ”توحید پبلیکیشنز“ کی مطبوعات کا مطالعہ فرمائیے اور اس کا تعاون کیجئے، کیونکہ انکی مطبوعات کو آپ اسی طرز فکر کی حامل اور انہیں صفات سے مزین پائیں گے۔

ان نشاء اللہ

پیسٹاب کرتے وقت پرہیز نہ کرنا

کورتوں کا چھوٹا، باریک اور تنگ کپڑے پہننا

Read "Tawheed Publications" Books for authentic information about Islam



Published By  
**توحید پبلیکیشنز**  
**Tawheed Publications**

#43, S. R. K. Garden, Bangalore-41  
Email: tawheed\_pbs@hotmail.com

URDU

35